www.novelsclubb.com
NC arts
ام الکتاب
از قلم خدیجہ نور
IG / FB: NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ام الکتاب

از قلم

خدیجہ نور

www.novelsclubb.com

زندگی میں ہر چیز کا اک اختتام ہوتا ہے۔ مگر کچھ اذیتیں ہوتی ہیں جو آپ کی یاداشت کا حصہ یوں بن جاتی ہیں کہ ان کو آپ چاہ کر بھی نہیں بھلا سکتے ہیں۔

نازنین جمال کی زندگی میں بھی بہت سے ایسے واقعات تھے جن کے باعث وہ خوفزدہ تھی۔

جب سے ساحر واپس آیا تھا تب سے اس کا دل اک ان دیکھے خدشے کے تحت دھڑک رہا تھا۔

کچھ برا ہونے والا تھا مگر کیا؟

درد کرتے دماغ کے ساتھ وہ بس اِتنا ہی سوچ سکی۔

پھر اپنی ماں کا خیال آیا۔ صبح سے شام ہو گئی تھی مگر وہ نہیں آئی تھیں۔

آخر کوئی ماں اتنی لاپرواہ کیسے ہو سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ تلخی سے بس اتنا ہی سوچ سکی۔ سب مل کر واپس جا چکے تھے۔ صرف حذیفہ ہی تھا جو اس کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ اس کا بھائی تھا۔ نازنین اس کی زمہ داری تھی۔ لیکن شائذ کوئی اور بھی تھا جس کو اس کی فکر تھی۔

وہ تھی خنساء! جو اس کی دوست تو نہیں مگر یہ رشتہ شائذ دوستی سے بڑھ کر تھا۔

حذیفہ اس وقت ہاتھ میں کافی کے دو کپس اور سینڈوچز پکڑے آتا دکھائی دیا۔ خن ساء جو موبائل میں سر دیئے بیٹھی تھی سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا اور مسکرا دی۔

"تم تھک گئی ہوگی۔ یہ میں تمہارے لئے لے کر آیا ہوں"۔ ایک کپ اور سینڈوچ خنساء کی جانب بڑھایا جس کو وہ بنا کسی تردد کے تھام گئی۔

"ہاں بھوک تو لگ رہی تھی۔ کیونکہ ہاجرہ کے ساتھ بس کافی ہی پی تھی میں نے صبح کی۔ شکریہ تمہارا"۔۔۔ وہ مسکرا کر بولی جبکہ حذیفہ نے نظریں اپنے کپ پر جما لیں۔ کپ سے بھاپ مرغولوں کی صورت فضا میں تحلیل ہو رہی تھی۔

"تم تھک گئی ہو گی! صبح یونیورسٹی بھی جانا ہو گا۔ گھر جا کر آرام کر لو میں ہوں نازو کے پاس"۔۔۔وہ کسی غیر مرئی نقطے پر غور کر رہا تھا۔ لہجہ عام تھا۔

"نہیں ویک اینڈ ہے تو چھٹیاں ہیں دو مجھے۔ فکر مت کرو۔

میں ٹھیک ہوں۔ ویسے آنٹی کہاں ہیں؟ ابھی تک نہیں آئیں"۔۔۔خنساء اتنا کہہ کر گھونٹ بھرنے لگی جبکہ حذیفہ نے گہری سانس بھری اور پھر ہوا کے سپرد کی۔

یہی ایک سوال تھا جو نازنین نے اس کو کیا تھا جس کا وہ جواب نہیں دے پایا تھا، اب بھی جو خنساء نے پوچھا تھا تو اس کے پاس کوئی جواب نا تھا۔

"ضرور مصروف ہوں گی ورنہ وہ آجاتیں"۔۔۔حذیفہ کو خاموش پا کر وہ نتیجہ اخذ کرتی بولی۔ درحقیقت وہ اس کی شرمندگی کم کرنا چاہتی تھی۔

جبکہ حذیفہ نے بوجھل سانس ہوا کے سپرد کی۔

ساتھ بیٹھی لڑکی کیا چیز تھی وہ بس سوچ کر رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ویسے تم نازنین کے پاس رہنے کو بضد کیوں ہوئی"۔ بنا اس کی جانب دیکھے استفسار کیا۔ دیکھتا تو شائد دل کا معاملہ بن جاتا۔

خنساء اسحاق علی کو مسلسل دیکھنا یہ واحد کام تھا جو حذیفہ جمال نہیں کر سکتا تھا۔

"معلوم نہیں! دل نہیں راضی ہوا اس کو یوں چھوڑ جانے پر"۔ اتنا کہہ کر وہ رکی۔

جبکہ حذیفہ نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔

جیسے کہنا چاہ رہا ہو 'دل کیوں نہیں راضی ہوا'۔

"کچھ لوگ ہوتے ہیں جن سے بنا سوچے سمجھے لگاؤ ہو جاتا ہے۔ اور میں نازنین سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن اس معاملے میں وہ کافی ریزروڈ ہے"۔۔۔ خنساء اب کہ خالی کپ کو سائیڈ پر رکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہانیہ کے بعد سے اس نے کبھی دوست نہیں بنائے۔اس نے دوستی پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا ہے۔ تمہاری کوششیں بے کار ہیں" حذیفہ اس کی معلومات میں اضافہ کرنے کو بولا جس پر خنساء حیران ہوئی۔

وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ ایسا کیوں مگر نجانے کیوں خاموش ہو گئی۔

اتنے میں سامنے سے شاہین آتی دکھائی دیں۔

چہرے پر فکر مندی کے تاثرات لئے، جس پر حذیفہ نے ایک سرد نگاہ اپنی ماں کی جانب ڈالی۔

"کہاں پہ ہے نازنین،اف خدایا! حذیفہ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا"۔۔۔اب کہ وہ حذیفہ کو ڈپٹنے والے انداز میں بولیں۔ جبکہ وہ جو سوچ بیٹھا تھا کہ ان کے آنے پر خوب لڑے گا،سنائے گا اس کے لب یوں تھے گویا قفل لگا ہو ان پہ۔

اور وہ صرف اندر کمرے کی جانب اشارہ کر کے رہ گیا جبکہ شاہین بنا اس پہ دھیان دیئے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

جس پر ناز نین جو کچھ دیر قبل ماں کی عدم موجودگی کے باعث شکوہ کناں تھی پر سکون ہو چکی تھی۔ایک شکائیتی نظر ماں کی جانب کی اور پھر واپس نظریں اپنے ہاتھوں پر ٹکا دیں۔

"ناز! میرا بچہ اتنی چوٹ کیسے لگوالی۔"۔۔۔شاہین اس کو خود میں بھینچتے ہوئے بولیں۔

جس پر ناز نین کی آنکھوں میں نمی ہلکورے لینے لگی۔ماں کی نرم گرم آغوش پاتے ہی وہ اپنے اندر جلتی آگ کو ٹھنڈا ہوتا محسوس کر رہی تھی۔

ماں ایسی ہی ہوتی ہے۔اس کی آغوش ہمیشہ پر سکون ہوتی ہے۔اس کی گود میں سر رکھ کر آپ اپنے تمام دکھ درد بھلا بیٹھتے ہیں۔ایک سکون سا ہوتا ہے جو رگوں میں سرائیت کر جاتا ہے۔

ایسا ہی کچھ حال نازنین کا بھی تھا۔

"رو کیوں رہی ہو میری بچی"۔۔۔اب کہ وہ اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھامتی ہوئی بولیں اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"بس ایسے ہی دل اداس تھا۔کیونکہ آپ نہیں آئی تھیں"۔۔۔وہ معصومیت سے بولی تو شاہین مسکرادی۔اور اس کے گال پر بوسہ دے کر خود میں بھینچ لیا۔

اور یہ ماں کا پیار ہی تھا کہ سارے گلے شکوے دم توڑ گئے تھے۔نم آنکھیں لئے وہ مسکرادی تھی۔

www.novelsclubb.com

ساحر جو کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچا تھا متذبذب دکھائی دیتا تھا۔ایک طرف نازنین تھی تو دوسری جانب لارا۔ان دونوں کے لئے دل میں محبت بھرے جذبات نا تھے۔

ایک کے ساتھ وقتی وابستگی تھی تو دوسری اس کی منکوحہ تھی۔ لیکن پھر اسے اس سے محبت کی خوشبو کیوں نا آئی۔

اپنے دماغ میں آنے والے خیالات کو جھٹکتا وہ بستر پر نیم دراز ہو چکا تھا۔

کچھ دیر کو آنکھیں بند کیں تو دو سیاہ آنکھیں منظر پر ابھریں۔ ہونٹ خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل چکے تھے۔ اور وہ خود اس بات سے انجان تھا۔ ایک انجانا احساس رگ و پے میں سرائیت کرتا جا رہا تھا۔ مگر اپنی حالت سمجھنے سے وہ خود بھی قاصر تھا۔

موبائل کی چنگھاڑتی ہوئی آواز نے اس کے خیالات میں خلل ڈالا۔

سائیڈ ٹیبل پر موجود موبائل ہنوز چنگھاڑ رہا تھا۔ ماتھے پہ بل لئے وہ اٹھا اور موبائل کو جھپٹنے والے انداز میں اٹھایا۔ مگر سامنے موجود نمبر دیکھ کر ساری بے زاری ہوا ہوئی۔

"کام ہو گیا"۔۔۔پر سکون لہجے میں استفسار کیا گیا۔

"نہیں سر! مس لارا کسی صورت بھی ماننے کو تیار نہیں ہیں"۔۔۔مقابل کے جواب پر ساحر کے ماتھے پہ بل پڑے۔

"اس سے کہو سیدھے طریقے سے بات مان لے ورنہ نقصان کی زمہ دار وہ خود ہو گی"۔۔۔دھمکی دینے والا لہجہ تھا صاف۔

"سر ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔امید ہے وہ جلد ہی مان جائیں گی"۔۔۔مقابل کی بات پر ساحر نے محض ہنکارہ بھرا۔

اب کہ کال کٹ چکی تھی۔

لارا جو بھرائی آنکھیں لئے اپنی سسکیاں دبائے بیٹھی تھی اب کہ پھوٹ پھوٹ کہ رو دی۔

"وہ اتنا سفاک کیسے ہو سکتا ہے؟"۔۔۔سامنے موجود لیڈی ڈاکٹر کو دیکھتے وہ بولی۔

www.novelsclubb.com

"وہ اس سے بھی زیادہ ظالم ہے۔ تم سے قبل اس پر یہ نوبت آئی ہی نہیں تبھی شائد وہ نرمی برت رہا ہے۔ ورنہ میں اس کو جانتی ہوں جس کام میں وہ شخص ملوث ہے نا ایسے لوگ نرمی نہیں برتتے"۔۔۔اس ادھیڑ عمر عورت کی بات نے اسے ٹھٹکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"کیسے کام میں ؟"۔۔۔لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"یہ سب چھوڑو اور مجھے بتاؤ پھر کب آ رہی ہو تم"۔

"کبھی بھی نہیں ! یہ اس کی خام خیالی ہے کہ میں ایسا کروں گی"۔۔۔سر کو دائیں بائیں جنبش دیتے وہ بولی۔

جس پر وہ ڈاکٹر تاسف سے سر ہلا کر رہ گئیں۔

جبکہ دوسری جانب دیکھو تو ساحراب دیوار گیر آئینے میں اپنا عکس دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ وجیہہ خدوخال، کسرتی جسامت کا حامل شخص تھا۔ سیاہ آنکھوں میں ایک سرد تاثر پنہاں تھا۔ وہ ایک خود مختار شخص تھا۔

مگر اس کا دوسرا چہرہ؟

سیاہی میں ڈوبا کردار، داغدار ماضی!

لیکن کیا فرق پڑتا ہے، وہ ایک مرد ہے۔ اور یہ معاشرہ مردوں کا معاشرہ ہے۔ گردن تفاخر سے اکڑا لی۔ پیسہ ویسے بھی بہت سے عیب ڈھانپ لیتا ہے۔

نازنین کو بھی وہ تسخیر کر ہی لے گا، نا بھی ہوا تو حکومت کرنا تو اسے خوب آتی تھی۔

اور یہی سے اس کی خوش فہمیوں کا آغاز ہوا تھا۔

سنہرے رنگ کی ٹیل میکسی پہنے وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔سیاہ بال بنا کسی آرائش کے پشت پہ کھلے پڑے تھے۔اور وہ پرستان سے آئی ہوئی شہزادی لگ رہی تھی۔

لیکن سیاہ آنکھیں! وہ خالی اور ویران تھیں۔اپنے حسن کو دیکھ کر بھی ان میں چمک نہیں ابھری تھی۔

مگر اک اداس نمی ان دو سیاہ آنکھوں میں ہلکورے لینا شروع ہو چکی تھی۔

اور اسی نمی میں کب ماضی شامل ہوا وہ جان ہی نا پائی۔

چپکے سے گزرے وقت نے اپنا آپ ایک مرتبہ پھر دہرایا۔

حال کے بر عکس وہ سرخ رنگ کے گاؤن میں ملبوس تھی جس کی بازو جالی دار کپڑے سے بنی تھیں۔گوری رنگت میں مزید نکھار پیدا ہو چکا تھا۔لمبے سیاہ بالوں کو کرل ڈالے پشت پہ کھلا چھوڑا ہوا تھا۔میک اپ نے اس کے قدرتی حسن میں مزید

اضافہ کر دیا تھا۔رحمان جو ڈریسنگ مرر کی جانب بالوں میں برش کرنے کی غرض سے آیا تھا اب اپنا کام بھلائے مبہوت نگاہوں سے ہانیہ کو دیکھ رہا تھا۔

وہ ہمیشہ یوں ہی اس کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھی اور وہ مسحور ہو جاتا تھا۔ہانیہ جو خود کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی مگر خود پر نظروں کی تپش محسوس کر کے ٹھٹکی۔

جو نہی پلٹی تو رحمان اس کو مبہوت نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔بے ساختہ ہونٹوں پر تبسم بکھرا۔وہ دھیمے قدم چلتی اس کے قریب آئی اور اس کے گرد دونوں بازو حائل کر گئی۔

"اب میرے سحر میں تم مکمل جکڑے گئے ہو مسٹر خان"۔۔۔رحمان کو گہری نگاہوں سے خود کو تکتا پا کر وہ اک ادا سے بولی۔

جبکہ وہ جو دور سے دیکھتے گھائل تھا اتنی قربت پر سانس لینا تک بھول گیا۔ارد گرد جیسے سنہری کرنوں نے بسیرا کر لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"صرف تم ہی رحمان علی خان کی سانسیں روک سکتی ہو"۔ وہ اعتراف کر رہا تھا۔ یہ اعتراف مسحور کن تھا۔ اتنا کہہ کر وہ اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھتا پیچھے ہٹا اور گہرا سانس بھرا۔

"میرے علاوہ یہ حق کسی کو حاصل بھی نہیں ہونا چاہیئے"۔۔۔ لہجے سے اک مان جھلکا تھا۔ ٹائی کی ناٹ کو غیر محسوس انداز میں سیدھا کرتے ہوئے اس کے شانے پہ سر ٹکا گئی۔ رحمان بھی اس کے گرد نرم حصار قائم کر گیا۔ اپنے گرد اپنے پسندیدہ شخص کا حصار محسوس کرتی وہ بند آنکھوں سنگ مسکا دی۔

مگر جب آنکھیں کھلیں تو سارا سحر چھن سے ٹوٹا۔ نا وہ سنہری کرنیں موجود تھیں نا ہی وہ مسحور قیدی!

یہاں ہانیہ تھی اور اس کی وحشت زدہ تنہائی۔ لیکن ایک غیر معمولی احساس نے اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ بازو پر نمی محسوس کرتی وہ ٹھٹکی۔ اس نے لمحے کی بھی تاخیر کئے بغیر دیکھا تو دل دھک سے رہ گیا۔ بازو سے خون ٹپکتا نیچے زمین پر گر رہا

تھا۔اس کا دل بری طرح کھٹا ہوا۔صد شکر کے اس کا فراک بچ گیا تھا۔ڈریسنگ سے وائپس اٹھا کر اب وہ اپنا بازو صاف کر رہی تھی۔اچانک نگاہ دیوار پہ نصب گھڑی پر پڑی تو خود کو کوسا۔آخر وہ اتنی دیر کیسے کر سکتی تھی۔

خون آلود وائپ کوڈسٹبن میں پھینکتے وہ اب آئینے کے سامنے کھڑی خود کا معائنہ کر رہی تھی۔

سرد موسم کے باعث گالوں پر گلال سا بکھرا ہوا تھا۔ہونٹ سرخی مائل تھے جبکہ غزالی آنکھیں چمک رہی تھیں۔کیا اس کو اب بھی مصنوعی آرائش کی ضرورت تھی۔سر خود بخود نفی میں ہلا۔

سنہرے رنگ کے پینڈنٹ کو وہ اپنی شفاف گردن کی زینت بنا رہی تھی کہ گاڑی کے ہارن کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

اب کہ اس کے چہرے پر وہی مسکراہٹ تھی جو ہمیشہ دنیا کے سامنے ہوتی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنا کلچ اٹھاتے کمرے سے باہر نکلی۔

سامنے ہی شہریار موبائل فون کان سے لگائے کھڑا تھا۔

اک نگاہ ہانیہ کی جانب اٹھی تو پھر پلٹنی بھول گئی۔ایک ہاتھ سے فراک تھامے جبکہ دوسرے ہاتھ میں کلچ تھامے چلتی آرہی تھی۔ارد گرد سنہری کرنوں کا ہالہ سا بن رہا تھا۔

اور ایک لمحہ لگا تھا! اور وہ اس ساحرہ کے سحر میں قید ہو چکا تھا۔

ہانیہ بھی خود پر نظروں کی تپش محسوس کر چکی تھی۔شہریار کی نظروں میں موجود اپنے لئے ستائش دیکھ کر وہ ٹھٹکی۔یہ وہ نگاہ نہیں تھی جو سرسری ہوتی تھی اور یہی چیز حیران کن تھی۔

"کہاں گم ہو"۔۔۔عین مقابل آتے چہرے کے سامنے چٹکی بجا کر استفسار کیا۔

مگر سامنے موجود شخص کسی روبوٹ کی مانند کھڑا تھا۔نا پلکیں جھپکا رہا تھا نا سانس لے رہا تھا۔

"او ہیلو مسٹر! کہاں کھو گئے ہو؟"۔۔۔اب کے وہ اس کا کندھا جھنجھوڑتے ہوئے بولی جس پر سارا سحر ہوا میں تحلیل ہوا۔اپنی بے اختیاری پر وہ خجل ہوتا ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر کان سے لگائے فون کا خیال آیا۔کان سے ہٹا کر چہرے کے سامنے کیا تو معلوم ہوا کال منقطع ہو چکی ہے۔ہانیہ اب بھی اس کی ایک ایک حرکت غور سے دیکھ رہی تھی جس کی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں تھیں۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟طبیعت تو نہیں خراب تمہاری"۔۔۔متفکر لہجہ!

"ہاں سب ٹھیک ہے۔مگر تم تیار کیوں نہیں ہوئی"۔۔۔اب کہ اپنی خفت مٹانے کو وہ بولا۔

جس پر ہانیہ نے اس کو کن اکھیوں سے دیکھا جس پر شہریار گڑبڑا گیا۔

"کیا ابھی بھی مجھے تیار ہونے کی ضرورت تھی"۔۔۔اس کی جانب جھکتے ہوئے وہ بولی جس پر شہریار جیسا مرد بے ساختہ دو قدم پیچھے کو ہوا۔

یہ لڑکی اس کی دھڑکنوں میں شور برپا کر رہی تھی اور یہی ایک چیز تھی جو وہ نہیں چاہتا تھا۔اپنے مقصد کے اتنا قریب آ کر وہ کسی بھی طرح اس کے سحر میں مسحور نہیں ہونا چاہتا تھا۔

"تم تھوڑا دور رہ کر بات نہیں کر سکتی؟"۔۔۔اب کہ ماتھے پر بل لئے وہ چیخ کر بولا۔

جس پر وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ایک مرتبہ پھر وہ ہیپناٹائز ہو رہا تھا۔

"میں دور رہ کر کیوں بات کروں؟"۔۔۔انجان بنتے سوال کیا۔

"کیوں کہ میں کمزور دل کا بندہ ہوں"۔۔۔دل پہ ہاتھ رکھتے باور کروایا جس پر ہانیہ نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔

"مطلب بنا میک اپ کے تمہیں دیکھ کہ ڈر لگ رہا ہے"۔۔۔اتنا کہنا تھا اور بس یہیں پہ ہانیہ کے سر پہ لگی تلوؤں پہ بجھی۔

"تم ہو ہی ایک نمبر کے فضول انسان"۔۔۔وہ ناک چڑھاتی ہوئی بولی۔جبکہ اس کے اس جملے پر وہ خاصا محظوظ ہوا۔

"اور اس فضول انسان کے ساتھ ہی آپ پارٹی میں جا رہی ہیں۔اب چلیں"۔۔۔وہ اس کی جانب ہاتھ بڑھاتا مسکرا کر بولا جبکہ ہانیہ کے چہرے سے مسکراہٹ نچڑ گئی۔اس جگہ اگر رحمان ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔وہ دل مسوس کر بس سوچ کر رہ گئی۔اور شہریار کا ہاتھ تھام کر اس کے قدموں کے ساتھ قدم ملانے لگی۔

جبکہ اس گھر کے درودیوار نے بھی اپنی مکین کی اداسی کو بخوبی محسوس کیا تھا۔

جادو!

اک وبا، مرض یا وبال؟

جس کو بھی لپیٹ میں لیتا ہے برباد کر دیتا ہے لیکن ایک بربادی تم لکھتے ہو ایک

کاتب تقدیر لکھتا ہے۔

مگر وہ بربادی کے برعکس کامیابی پہلے لکھتا ہے۔ کیونکہ اس کا رحم اس کے غضب پر

غالب ہے! مگر

"سیدھی راہ سے پھرنے والوں کو وہ کسی صورت نہیں بخشتا ہے۔ جو سانسیں

تمہاری کفر پر ٹوٹیں، تو دہکتی ہوئی جہنم کا ایندھن بننا مقدر ٹھہرے گا۔"

*****

نیم اندھیرے میں ڈوبا کمرہ، تعفن زدہ ماحول، کمرے کے بیچ و بیچ وسط میں دہکتا الاؤ،

ارد گرد بکھری بوسیدہ ہڈیاں۔

کوئی ذی روح ایسے میں یہاں کا رخ نا کرے مگر کچھ شیطان کے پیروکار انسانیت کے درجے سے گر کر شیطانیت کو اوڑھ لیتے ہیں۔ جن کی آرام گاہ جہنم بن جاتی ہے۔اور جہنم کیا ہے؟ دہکتی ہوئی، جلا کر راکھ کر دینے والی آگ۔ مگر موت نہیں دیتی۔

حواس گم کر دینے والی خاموشی میں کسی کے بھاری بوٹوں کی چاپ نے ارتعاش پیدا کیا۔

سیاہ رنگ کے کرتے میں ملبوس، سیاہی مائل رنگت، جامد آنکھیں! آگ کے الاؤ کو تک رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

بھاری بوٹوں کی چاپ اب قریب ہو رہی تھی۔ عین اپنی پشت پر وہ شخص نووارد کی موجودگی کو محسوس کر سکتا تھا۔

"تو پھر کیا سوچا تم نے"۔۔۔ کرخت آواز کمرے میں گونجی۔ لہجہ حد درجہ سرد تھا۔

"کس بارے میں"۔۔۔نووارد شخص نے گال پر انگلی ٹکا کر سوچنے کے سے انداز میں جواب دیا۔

"لڑکے اس دنیا میں ہم کسی کو اپنی مرضی سے نہیں لاتے ہیں۔ لیکن جب کوئی قدم دھر لیتا ہے تو اس کو جانے بھی نہیں دیتے"۔۔۔دھمکی آمیز لہجہ۔

جس پر نووارد کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔آنکھیں کسی خیال کے تحت چمکیں۔پشت پہ ٹکائے ہاتھ میں موجود گن پر گرفت مضبوط ہوئی۔ جبکہ سیاہ کرتے میں ملبوس شخص نے اب تک پیچھے مڑ کہ نہیں دیکھا تھا۔اگر دیکھ لیتا تو اس شخص سے پناہ مانگتا۔ جس کا چہرہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔آنکھوں میں بے رحم تاثر تھا۔ گن جو چند لمحے قبل پشت پہ تھی اب کہ سیاہ کرتے میں ملبوس شخص کے عین سر کے نشانے پر تھی۔

"کتنے پیسے دیئے گئے ہیں تمہیں اس کام کے"۔۔۔یونہی اس کے سر کا نشانہ لئے سوال داغا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"یہ کام پیسوں کے عوض نہیں کرتے ہیں ہم لوگ! یہاں گوشت، خون اور ہڈیاں لی جاتی ہیں"۔۔۔اب کہ لہجے میں وحشیانہ کاٹ تھی۔

"سوچ لو! میں تمہیں اتنے پیسے دے دوں گا کہ ساری عمر پر سکون گزارو"۔لمحے کا توقف کیا۔بندوق کی نال پہ ہاتھ پھیرا جو سرد تھی۔جھر جھری لیتے واپس نگاہیں اس شخص کی پشت پر ٹکا دیں۔

"لڑکے کہا نا یہاں یہ سب نہیں چل"۔

فضا میں چھائی خاموشی میں بے طرح ارتعاش پیدا ہوا۔سیاہی مائل رنگت پر اب خون کی تہہ چڑھنا شروع ہو چکی تھی۔سیاہ کرتے میں ملبوس شخص اپنے پورے قد کے ساتھ دہکتے ہوئے الاؤ میں گرا تھا۔بہتا ہوا خون آگ کے شعلوں کو دھیما کر رہا تھا مگر آگ نے بھی شائد نا بجھنے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔سر کو لپیٹ میں لیتے اب وہ گردن کی جانب سفر کر رہی تھی۔دیکھتے ہی دیکھتے پورا وجود آگ کی لپٹوں کی زد میں آ گیا۔

"پہلا مجھے جھوٹے لوگ سخت ناپسند ہیں"۔ گن کو ہولسٹر میں اڑسا اور قدم موڑے۔

"دوسرا بے پر کی اڑانے والے۔ تمہاری آرام گاہ کے سامنے یہ آگ تو کچھ بھی نہیں"۔۔۔ سر کو دائیں بائیں جھٹکتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔ نظریں شعلوں کی زد میں آئے اس سیاہ لباس والے وجود پر جمی ہوئی تھیں۔

"پہلا شکار اپنے انجام کو پہنچا"۔۔۔ ابھی اس نے اتنا کہا تھا کہ اسے اپنی گردن پہ سرسراتا ہوا لمس محسوس ہوا۔

ایک ان دیکھا احساس!

مگر وہ مضبوط جسامت کے ساتھ ساتھ مضبوط اعصاب کا حامل شخص تھا۔ جس کے ہونٹوں پر شاطرانہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

www.novelsclubb.com

"مجھ پر حاوی نہیں ہو سکتے ہو تم لوگ! میں تم لوگوں سے بڑی بلا ہوں"۔۔۔اتنا کہہ کر وہ باہر کی جانب بڑھ گیا۔سیاہ کمرے سے باہر آؤ تو سنہری دھوپ چھن کر اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔اس کی گندمی رنگت میں سنہرا رنگ شامل ہو رہا تھا۔سیاہ آنکھیں دھوپ کی تمازت سے کانچ کی مانند چمک رہی تھیں۔

اس کا چہرہ کہانی کے ایک جانے مانے انسان،ٹوٹے ہوئے دل کے مالک جیسا تھا۔

رات کا اندھیرا بڑی خاموشی سے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔سردیوں کی شامیں یونہی اداس ہوتی ہیں اور پھر زخمی دل والوں کے لئے تو یہ شامیں حلق کا کانٹا بن جاتی ہیں۔ایسے میں خالی سیاہ آسمان کو تکتا وہ اسی رات کا حصہ معلوم ہو رہا تھا۔

رحمان علی خان کا دل ٹوٹا تھا اور وہ اس بات کو مسلسل رد کرتا آیا تھا۔

مگر جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا تنہائی کا احساس گہرا ہوتا جا رہا تھا۔ہاتھ میں موجود سگریٹ جل جل کر بجھ چکی تھی جس سے سفید رنگت میں سرخی آگئی تھی مگر وہ اس سب سے بے خبر دور خلاؤں میں محو تھا۔اپنی ذات کے خلاؤں کو پر کرنے کا طریقہ تلاش رہا تھا۔اس کو ابھی بھی یاد تھا جب ہانیہ اس کی ان راتوں کی شراکت دار تھی۔ لیکن اب صرف وہ اور اس کی یادیں تھیں۔انہی سوچوں میں گم کب ارد گرد کا ماحول سیاہ سے سنہرا ہوا اس کو کچھ خبر نا ہوئی۔ کھلکھلاتی ہوئی دلکش آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ہانیہ اس کے عین سامنے کھڑی تھی۔ہمیشہ کی طرح بے پناہ حسن لئے وہ اس کو اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم یہاں کیسے"۔۔۔رحمان کے لبوں سے سرسراتی سرگوشی نکلی۔

مگر وہ دشمن جاں جی جان سے مسکراتی اس کو اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی۔وہ قریب جا کر اس کو چھونا چاہتا تھا۔اس کے وجود کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔لیکن اس کا دماغ اتنا

بھی غافل نہیں تھا کہ وہ اس سب کو حقیقت سمجھ لیتا۔ مگر دل! یہ دل تو جن سے محبت کرتا ہے ان کی اندھی تقلید کرتا ہے نا۔ تو وہ کیوں کر دماغ کی سنتا۔

سنہرے رنگ کے لباس میں وہ شہزادی اپنی پوری شان سے اس کے سامنے ایستادہ تھی۔ وہ اس کے قریب جا رہا تھا اور وہ دور ہو رہی تھی۔

"ہانیہ میں جانتا ہوں یہ ایک سراب ہے۔ تم اور میں ایک دوسرے کے لیے نہیں بنے۔ لیکن تمہاری محبت میرے دل میں بس چکی ہے۔ جس کو نکالنا ناممکن ہے"۔۔۔ وہ مدھم سرگوشیانہ آواز میں کہہ رہا تھا۔ اور اب جو کہ دور جا رہی تھی اس کے قریب آنا شروع ہو چکی تھی۔

"تم اپنے راستے مجھ سے چاہے جدا کر لو۔ لیکن میں ہمیشہ تمہاری جانب ہی قدم بڑھاؤں گا۔ کیوں کہ یہ قدم پہلی مرتبہ تمہاری جانب اٹھے تھے! اور آخری مرتبہ بھی تمہاری جانب ہی اٹھیں گے"۔ محبت، لازوال چاہت بھرا لہجہ۔

www.novelsclubb.com

"یہ نگاہیں تم پر پہلی بار بھٹکی تھیں۔ابد تک تمہاری منتظر رہیں گی"۔۔۔لہجے میں حسرت سموئے پر سوز آواز۔

"اس ساعت میں تمہاری ہنسی نے ساز بجایا تھا۔اب بھی تمہاری ہنسی کی منتظر ہے"۔۔۔اک آس بھری التجا۔

"مگر میں جانتا ہوں یہ سب بے معنی ہے"۔۔۔تھکاہارا تکان زدہ لہجہ!

مگر جب وہ دھیمی چال چلتی اس کے اور اپنے درمیان کے فاصلے ختم کر گئی تو ہمیشہ کی طرح اس کی قربت پر وہ سانس لینا بھول گیا۔ارد گرد جیسے ہر شے پہ سونا بکھر گیا۔سنہری روشنیاں ان دونوں کے وجود کو منور کرنے لگ گئیں۔

"کیا سب پہلے جیسا نہیں ہو سکتا"اب کہ خاموش مسکراتے وجود کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔وہیں رحمان ریت کا مجسمہ بن کر ڈھے سا گیا۔

"تم نے سب کچھ اپنے ہاتھوں سے برباد کیا ہے"۔۔۔بے ساختہ رحمان کا لہجہ سرد مہری کی چھب دکھلانے لگا۔ جس پر ہانیہ غمگیں مسکراہٹ سجائے سر نفی میں ہلا گئی۔ جبکہ رحمان کا حال ماہی بے آب کی مانند تھا۔اپنے گرد گھیرا تنگ ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ حلق میں گرہیں پڑتی محسوس ہوئیں۔ لیکن ہانیہ وہ اب اس منظر میں کہیں نہیں تھی۔ وہ ہمیشہ کی طرح چلی گئی تھی۔وہ دیوانہ وار گھٹنوں کے بل بیٹھا اس کو پکار رہا تھا۔ کسی چھوٹے بچے کی مانند جس کا پسندیدہ کھلونا کھو گیا ہو۔

اور اسی چیخ و پکار میں ایک جھٹکے سے وہ اٹھ بیٹھا۔پورا وجود پسینے میں نہایا ہوا تھا۔ سرد موسم میں بھی اس کے وجود کا درجہ حرارت معمول سے زیادہ تھا۔

www.novelsclubb.com

ارد گرد نگاہ دوڑائی تو ڈھے جانے والے انداز میں بستر پر دراز ہو گیا۔ مگر سماعت میں دور کہیں سے فلاح کی پکار اتری تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔اب اس کا رخ اپنے اٹیچ باتھ کی جانب تھا۔چند لمحوں بعد جب وہ واپس کمرے میں واپس آیا تو ہاتھ میں جائے نماز تھا۔آستین کہنیوں تک فولڈ تھیں۔ صبیح پیشانی پر پانی قطروں کی

صورت موجود تھا جو مدھم روشنی میں چمک رہا تھا۔اب کہ وہ جائے نماز بچھا چکا تھا اور نماز پڑھنی شروع کر چکا تھا۔ گو کہ ابھی اول اذان کی آواز سنائی دی تھی مگر وہ اپنی کیفیت سے دوچار ہوتے رب دوجہاں کے سامنے سر جھکائے کھڑا ہو گیا تھا۔آنکھوں میں شفاف نمی جھلملانے لگ گی تھی۔ حلق میں گرہیں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرنے والے کے سامنے جب اپنا ٹوٹا ہوا دل لے کر جاؤ تو کیسے خود پر بند باندھ سکتے ہیں ہم۔آنسو اب بغاوت کرتے قطروں کی صورت بہنا شروع ہو چکے تھے۔چند لمحے مزید سرکے۔اب کہ وہ پیشانی سرزمین پر ٹکائے سجدہ ریز تھا۔

www.novelsclubb.com

چند لحظوں بعد وہ سلام پھیر چکا تھا۔اسی اثناء میں کلک کی آواز کے ساتھ اس کے کمرے کا دروازہ وا ہوا۔وہ حیران نہیں ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا اس وقت کون ہو گا۔نو وارد بنا قدموں کی چاپ پیدا کئے عقب سے آکر اپنی دونوں بانہیں اس کے گلے میں ڈال کر اک جانب کو ان پہ اپنا سر ٹکا گئی۔

"میری گڑیا! آپ کیسے اٹھ جاتی ہو اتنی جلدی"۔۔۔رحمان اب اس کو گود میں بٹھاتا ہوا بولا۔

"پتا نہیں! بس خود بخود آنکھ کھل جاتی ہے"۔۔۔عائشہ رحمان کی ہلکی بڑھی داڑھی پر ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔

"بابا کی جان آپ نے اسکول بھی تو جانا ہوتا ہے نا"۔۔۔اپنی جان سے عزیز بیٹی کے ماتھے پر پیار کرنے کے ساتھ ساتھ نصیحت بھی کی۔

"بابا فکر مت کریں۔میں مینیج کر لوں گی"۔۔۔لاابالی و لاپرواہ انداز۔

"اچھا بابا میں نے آپ سے کہنا تھا کہ آپ مجھے بھی نماز پڑھنا سکھائیں گے کل سے؟ میں کیونکہ اب چھ سال کی ہو گئی ہوں۔اگلے سال ساتویں میں لگ جاؤں گی۔تو یہ تو میرا حق ہے نا کہ آپ مجھے نماز سکھائیں"۔۔۔آنکھیں اپنے باپ کے چہرے پہ گاڑھے وہ معصوم جواب کی منتظر تھی۔

جبکہ رحمان اس چھوٹی سی لڑکی کی اس بات پر ششدر تھا۔بے ساختہ اس کی نگاہیں کھڑکی سے نظر آتے آسمان کی جانب اٹھی تھیں۔یوں محسوس اس کی دعائیں قبول ہو گئی تھیں۔

"اچھا میں کل سے آپ کو سکھاؤں گا"۔۔۔اور یونہی باتیں کرتے کرتے جماعت کا وقت کب ہوا اس کو پتا ہی نا چلا۔عائشہ کو اس کے کمرے تک چھوڑ کر اب اس کے قدم باہر کی جانب تھے۔کئی لوگ اس کی طرح مزید رب دو جہاں کے آگے سر جھکانے کے لئے سرد موسم کی پرواہ کئے بغیر اس کے گھر کی جانب گامزن تھے۔تو کئی کان لپیٹے بستر سر تک تانے اوندھے منہ پڑے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

اور رحمتوں کے وقت جاگنے والوں کے لئے ہی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔اور اسی وقت تمہیں وہ سیاہ آنکھیں دکھائی دیں گی جو کچھ لمحے قبل پژمردہ تھیں،اب الوہی چمک حاصل کر چکی تھیں۔

صبح کاذب پر صبح صادق غلبہ پاتی، نیلگوں آسمان پر سنہری کرنیں جابجا پھیلا رہی تھی۔ گو کہ موسم سرما کے باعث موسم میں خنکی تھی، سورج کی سنہری نرم گرم کرنیں اس وقت ہر ذی روح کو بھا رہی تھیں۔

عین اسی وقت ہسپتال کے کمرہ نمبر 309 کے باہر لوگوں کے بیٹھنے کے لئے جو بینچ رکھے تھے ان میں سے ایک بینچ پہ خنساء پشت پر موجود دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے سوئی ہوئی تھی۔

کھڑکی سے آتی سورج کی ترچھی کرنیں اس کے چہرے پر رہی تھیں۔ جو اس کی نیند میں خلل کا باعث بن رہی تھیں۔ چہرے کے خدوخال میں ناپسندیدگی کا عنصر ابھرا تھا۔ حذیفہ جو ہاتھ میں دو کپس اور بسکٹ پکڑے اسی جانب آرہا تھا اس کو یوں سیاہ رنگ کی شال اوڑھے دیکھ مسکرا دیا۔ سوتے میں بھی اس کا چہرہ اتنا ہی معصوم تھا جتنا جاگتے ہوئے ہوتا تھا۔ وہ عین اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا جس سے سورج کی

کرنوں کا راستہ رک گیا۔ بگڑے ہوئے خدوخال اپنی اصلی حالت میں واپس آچکے تھے۔اور حذیفہ جمال یک ٹک اس معصوم صورت کو تک رہا تھا۔

معصوم !اور خنساء، یہ صرف اس کی سوچ تھی۔

آنکھوں کی پتلیاں چند لمحے بعد حرکت میں آئیں۔تو اس نے اپنی خوابیدہ آنکھیں وا کیں تو سامنے ہی حذیفہ ایستادہ تھا۔نرم مسکراہٹ لئے وہ اس کے چہرے کو تک رہا تھا۔خنساء اب کہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اتنی دیر کیسے سوتی رہ گئی میں۔تم جگا دیتے کم سے کم !نازو کو ناشتہ بھی کروانا تھا"۔۔۔منہ پہ ہاتھ رکھتے وہ جمائی روکتے ہوئے بولی۔

"فکر مت کرو !اس کا ناشتہ ابھی آیا ہے۔تم یہ چائے پی لو !پھر اس کو ناشتہ کروا دینا۔ویسے بھی وہ ابھی سو رہی ہو گی"۔۔۔خنساء جانب کپ بڑھاتے ہوئے وہ کچھ فاصلے پر اس کے برابر بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا میں فریش ہوں لوں! پھر آتی ہوں، بس پانچ منٹ"۔۔۔اتنا کہتے وہ ریسٹ روم کی جانب بڑھ گئی جبکہ حذیفہ سر جھٹک کر رہ گیا۔

اب دوسری جانب گر تم نازنین کو دیکھو تو دونوں آنکھیں کھولے ہسپتال کے اس کمرے کی چھت کو گھور رہی تھی۔دماغ کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھا۔

ماضی کی سیاہی حال کی روشنی کو نگل رہی تھی۔اور بالآخر وہ کامیاب ہو چکی تھی۔

یہ منظر ایک نائٹ کلب کا تھا جہاں نوجوان نسل اپنی مستی میں مگن تھی۔ان میں ہی دو سیاہ آنکھیں بے چین دکھائی دے رہی تھیں۔سیاہ بالوں کا جوڑا اب کہ ڈھیلا ہو چکا تھا۔اپنے کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس کرتے ہوئے وہ چونکی۔جو نہی مڑ کر دیکھا تو سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر وہ منجمد ہو گئی۔

"آپ یہاں"۔۔۔لبوں سے ایک سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔مگر سامنے والے کے تاثرات میں ذرا برابر بھی فرق نا پڑا۔

www.novelsclubb.com

"میں یہاں کسی کام سے آیا تھا۔ خیر تم بتاؤ تم کیا کر رہی ہو یہاں"۔

"میں اپنی دوستوں کے ساتھ آئی تھی۔ان میں سے ایک کی برتھ ڈے تھی"۔۔۔ہانیہ حلق تر کرتی ہوئی بولی۔ جس پر اسامہ مسکرا دیا۔

"برتھڈے کے لئے یہ جگہ کچھ غیر مناسب نہیں"۔۔۔ تھوڑی پہ انگلی ٹکائے وہ پر سوچ انداز میں بولا۔ہاتھ یونہی اس کے کندھے پہ دھرا تھا۔

"کام کے لحاظ سے یہ جگہ مناسب ہوسکتی ہے تو برتھڈے کے لحاظ سے کیوں نہیں"۔۔۔سامنے بھی نازنین تھی۔اس جواب پر اسامہ کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ چھا گئی۔

"اور مجھ سے دور رہ کر بات کیا کریں"۔۔۔اس کا ہاتھ کندھے سے جھٹکتی وہ تنفر سے بولی۔ جس پر اسامہ اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگا۔اس بات کو نظر انداز کرنا مناسب تھا فی الحال!

"میرے سارے کام یہی ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ یہاں سے جا رہا ہوں تو سوچا آخری مرتبہ کام مکمل کرتا جاؤں"۔۔۔ایک نظر اس کے حلیے پہ ڈالی اور ارد گرد کے ماحول پہ۔

"تم بہت معصوم ہو! کسی مصیبت میں مت پھنس جانا"۔۔۔اسامہ اس کے کان کے قریب چہرہ کئے سرگوشی نما آواز میں بولا۔دور کہیں کسی کی شاطر نگاہوں نے اس منظر کو اپنے موبائل میں قید کیا۔

"مجھ سے دور رہ کر بات کیا کریں!"۔۔۔نازنین دو قدم پیچھے کو ہوتی غصے سے بولی ۔جبکہ اس کی یہ بات اسامہ کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کا باعث بنی۔

"ابھی قریب تو میں آیا ہی نہیں لٹل گرل"۔

نازنین کا دل کیا کہ وہ اس شخص کا سر پھاڑ دے جو یوں بے فضول کی ہانکے جا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ارے نازنین تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ چلو ادھر کیک کٹنے والا ہے"۔۔۔اتنے میں عائمہ اس کے قریب آتی ہوئی بولی مگر اسامہ کو دیکھ کر ٹھٹکی۔اک ستائش بھری نگاہ اس پر ڈالی جس کو اسامہ بھی بخوبی محسوس کر چکا تھا۔

نازنین اس کی تقلید میں چل دی،اس کے بر عکس اسامہ کے چہرے پر سرد مہری چھائی ہوئی تھی۔اس کا رخ اب وہاں موجود قطار در قطار بنے کمروں کی جانب تھا۔

جبکہ دوسری جانب نازنین عائمہ کے ساتھ کھڑی تھی جو ہاتھ میں چھری پکڑے کیک کاٹنے کو تیار کھڑی تھی۔

اس نے آنکھیں بے زاری سے میچیں مگر جو نہی کھولی تو خود کو ہسپتال کے بستر پر موجود پایا۔لمحوں کا کھیل تھا اور وہ حال اور ماضی کے درمیان جھول رہی تھی۔سیاہ آنکھوں میں نمی امڈ آئی۔

مگر اچانک دماغ میں ایک بھولی بسری یاد ابھری۔لبوں میں جنبش ہوئی۔'اسامہ علی خان' جن سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔اور گزرا ہوا وقت کسی روشن دن کی طرح

واضح ہو چکا تھا۔ایسے ہی نہیں وہ اس سے یوں بے تکلف ہوتا تھا۔وہ تو چار سال پہلے کی ملاقات بھول ہی گئی تھی۔ مگر اسامہ کو سب یاد تھا۔

بستر پر اوندھے منہ پڑے اس وجود میں ذرا کی ذرا جنبش ہوئی۔ سورج کی کرنیں درزوں سے چھن کر براہ راست اس کے نصف دکھائی دیتے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ چہرے کے خوابیدہ تاثرات میں تبدیلی رونما ہوئی۔پیشانی پر بل نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔اپنی پشت پر نرم و نازک لمس محسوس کرتے وہ ٹھٹکا۔وہ ایک جھٹکے سے پوری آنکھیں کھولے اٹھ بیٹھا۔سامنے ہی لیزا اس کے روبرو بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ چند لمحے تو وہ پلکیں جھپکاتا صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جیسے ہی شعور منازل طے ہوئیں تو اپنے حلیے پر نگاہ دوڑائی تو چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔

دل کی دھڑکن بے ربط تھی۔لیزا ابھی بھی والہانہ نگاہوں سے اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی جبکہ سامہ کے چہرے پر ناگوار تاثرات نمودار ہونا شروع ہو

گئے۔ایک طرف سر کا درد تو دوسری طرف اس کی یہ مسکراہٹ! ناجانے کیوں آج اسامہ ہو زہر سے بھی کڑوی لگ رہی تھی۔

"کیاہوا سیم؟ تم ٹھیک تو ہو"۔۔۔اٹھنے کے باوجود جو اس کے لبوں پر قفل لگا رہا تو لیزا نے آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چھو کر دیکھنا چاہا۔

مگر اسامہ نے اس کا ہاتھ بری طرح جھٹک دیا۔

"یہاں پر کل رات کیاہوا تھا"۔۔۔اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"وہی میری جان جو ہر بار ہوتا ہے"۔۔۔مقابل کا جواب معنی خیزی لئے ہوئے تھا جبکہ اسامہ کا غصے کا گراف بڑھنے لگا۔

"یو بچ! سیدھی طرح بتاؤ یہاں کیاہوا تھا"۔۔۔اب کہ وہ لیزا کی گردن دبوچتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔جبکہ لیزا اس کی دھاڑ پر سہم چکی تھی۔اسامہ نے کبھی اس کے ساتھ

اس لہجے میں بات نہیں کی تھی۔یہ وہ شخص نہیں تھا جس کو وہ اتنے عرصے سے جانتی تھی۔

"یہ۔۔یہ تم۔۔کیا۔کر رہے ہو"۔۔۔بمشکل اٹکتے ہوئے جملہ ادا کیا۔

"تم سے جتنا پوچھا ہے صرف اتنا جواب دو"۔۔۔مقابل اسامہ کا لہجہ ہنوز سرد تھا۔

"تم خود مجھے لے کر آئے تھے یہاں،اور یہاں ہم جو پہلے کرنے آتے ہیں اب بھی وہی کرنے آئے تھے"۔اسامہ کی گرفت نرم پڑتی دیکھ وہ جلدی جلدی بولی۔

جس پر اسامہ اس کو چھوڑتا بیڈ پر ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ گیا۔سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا۔

کل رات زیادہ مقدار میں نشہ کرنے کے باعث وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ جس گناہ کو چھوڑنے کا اس نے ارادہ کیا تھا وہ پھر کر بیٹھا تھا۔نازنین کا چہرہ بند آنکھوں کے پار لہرایا تھا۔وہ صحیح تھی۔اس کی نفرت اسامہ

www.novelsclubb.com

سے جائز تھی۔ لیزا کھانستی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔ پیچھے اسامہ اسی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس کی یاداشت میں ایک پرانے واقعہ نے سر اٹھایا۔ جب اس نے پہلی مرتبہ نازنین کو دیکھا تھا اور وہ کس طرح سے بے اختیار ہوا تھا۔

پھر اپنا کیا ہوا عہد یاد آیا تھا۔ اور وہ بھول گیا تھا کہ وہ کون ہے۔ ان دو ماہ میں وہ اپنے مقصد سے نظریں موڑ بیٹھا تھا۔ جبھی وہ نازنین جمال سے عشق کر بیٹھا تھا۔ لیکن اس کی کمزوری اس کے پاس موجود تھی۔ اب وہ اس کو اپنا بنا سکتا تھا۔ چند لمحے قبل جس چہرے پر پژمردگی چھائی ہوئی تھی اب کہ مسکراہٹ تھی۔ شیطانی، عیار! تباہ و برباد کر دینے والی مسکراہٹ۔

www.novelsclubb.com

سفید رنگ و روغن والی دیواریں دم سادھے کمرے کے وسط میں بیٹھے وجود کو تک رہی تھیں۔خاموشی اس قدر چھائی ہوئی تھی کہ سانس لینے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ہانیہ ہاتھ میں پکڑے کافی مگ سے اڑتی بھاپ پر خالی نظریں جمائے ہوئے تھی۔دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی مگ کے کناروں پر گول دائرے کی صورت میں گھوم رہی تھی۔کسی خیال کے تحت اس کی نگاہیں وال کلاک کی جانب اٹھیں۔شام کے سات بج رہے تھے۔خون میں خلفشار پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا۔گھڑی کی سوئیوں نے الٹنا شروع کر دیا تھا۔لمحوں کا کھیل تھا اور آس پاس کا سارا منظر تبدیل ہونے لگا۔خاموش ماحول کا سکوت ٹوٹ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ ایک ہفتے پہلے کا منظر تھا جب وہ شہریار کے ساتھ پارٹی میں جا رہی تھی۔امراء کی ریفریشمنٹ کے لئے رکھی جانے والی تقریبات میں سے ایک تقریب۔جہاں پر ایلیٹ کلاس کے خبطی لوگ شمولیت اختیار کرنا اعزاز سمجھتے تھے۔ہال ایسے خبطی لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔عورتیں زرق برق لباس پہنے،میک اپ سے لدے چہرے

لئے ایک دوسرے سے محو گفتگو تھیں۔ بات بے بات ان کے بے ہنگم و بے باک قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ عورتوں اور مردوں میں خاصی بے تکلفی تھی۔ان کے ہاتھ میں موجود مشروب کے گلاس دیکھ،ان کے حرکات و سکنات دیکھ ہانیہ کو اپنا آپ مس فٹ لگا۔ہانیہ جو شہریار کے ہم قدم اندر داخل ہوئی تھی سب کی ستائشی نگاہیں ان دونوں کی جانب اٹھی تھیں۔عورتوں کی نگاہوں کا مرکز شہریار ملک ،مردوں کی نگاہوں کا مرکز انڈسٹری کی ابھرتی ہوئی اداکارہ ہانیہ عبید تھی۔ہانیہ اس سب سے بے نیاز پر اعتماد انداز میں سر اٹھائے سب کو ایک نظر دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔جبکہ شہریار کی نگاہیں طائرانہ طور پر اپنے اطراف میں گھوم رہی تھیں۔وہ ہانیہ کو سب سے پہلے اپنے انکل سے ملوانا چاہتا تھا۔ان کو یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ اس لڑکی کے جال میں نہیں پھنسا بلکہ وہ لڑکی اس کے جال میں پھنس چکی ہے۔اور آج کے دن وہ کامیابی پا لے گا۔

www.novelsclubb.com

ملک حنان علی ایک ادھیڑ عمر شخص تھے، مگر اس تقریب میں موجود اپنی عمر کے لوگوں سے کئی گنا گروو مڈ پرسنالٹی کے حامل۔ اپنے قریب کھڑے شخص کے ساتھ وہ محو گفتگو تھے۔ اس شخص کا چہرہ دیکھتے ہی شہریار کا اپنا چہرہ تاریک ہو گیا۔ آس پاس سے تمام آوازیں جیسے دم توڑ گئی ہوں۔ شہریار کا دل یکدم پھیل کر سکڑا تھا اور برق رفتاری سے دھڑکنا شروع کر دیا تھا۔ وجہ اس کے چچا کے ساتھ کھڑا شخص تھا۔ جو سیاہ دنیا میں ایک نمایاں نام تھا۔ بے ساختہ اس کی نگاہیں ہانیہ کی جانب اٹھیں تھیں اور ان میں کچھ ایسا تھا کہ ایک لمحے کو سب کچھ تھم جاتا۔ ہانیہ جو اس کی نظروں کے ارتکاز کو سمجھتی اس کے چچا کی جانب دیکھا رہی تھی۔ شہریار کا دل کیا ہانیہ کو اس وقت یہاں سے کہیں دور لے جائے۔ اس کو اس سارے منظر نامے سے غائب کر دے۔ جس طرح ممکن ہو اس کی حفاظت کرے۔ اس کو ذرا سی تکلیف دینے والی ہوا بھی نا لگنے دے۔ مگر اب واپس پلٹنے کا وقت نہیں تھا نا ہی دل کی سننے کا۔

حنان علی کی نگاہیں ان دونوں کی جانب اٹھیں تو ان میں ایک چمک در آئی۔ کسی کو برباد کر کے سکون حاصل کرنے والی چمک۔

"وہ ہیں نا تمہارے انکل"۔۔۔ہانیہ کی آواز پر شہریار کا سکتہ ٹوٹا۔وہ محض سر ہلا کر رہ گیا۔

"چلو ان سے ملتے ہیں۔ کیونکہ میں یہاں زیادہ دیر نہیں رکنا چاہتی! میرا سر دکھ رہا ہے"۔ شہریار فقط سر کو خم دے گیا۔

چند قدموں کی مسافت صدیوں پر محیط تھی۔کچھ لمحے اس قدر بھاری ہوتے ہیں کہ ان کا بوجھ برداشت سے باہر ہوتا ہے۔ایسے لمحات اس وقت شہریار پر گزر رہے تھے۔

کب وہ اپنے چچا کے پاس پہنچا اس بات کا ادراک نا کر سکا۔

"غالباً آپ ہی ہیں نانیو ایکٹر! جو شہریار کے ساتھ کام کر رہی ہیں اس کی مووی میں"۔۔۔ملک حنان بنا کسی رسمی سلام دعا کے بولے۔

"جی میں ہی ہوں"۔ہانیہ نے بھی لیا دیا سا جواب دیا۔ سر میں اٹھنے والے درد کے باعث پہلے ہی ٹیسیں محسوس ہو رہی تھیں۔

"ماننا پڑے گا کہ جتنی شہریار آپ کی تعریف کرتا ہے آپ اس سے زیادہ خوبصورت ہیں"۔۔۔یہ بات حنان کے ساتھ کھڑے زبیر شیرازی نے کی تھی۔ جس پر شہریار مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔اس نے کبھی بھی زبیر کے سامنے ہانیہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ مگر وہ شخص کتنی عیاری سے اس کو اپنے کھیل میں شامل کر رہا تھا۔

"مجھے یاد نہیں پڑتا غلطی سے بھی شہریار نے آپ کا ذکر چھیڑا ہو کبھی"۔۔۔ہانیہ اس شخص کو اسکین کرتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

جس پر وہ معنی خیزی سے مسکرا دیا۔اور یہی مسکراہٹ ہانیہ کو اس وقت زہر لگی۔اس شخص کی نگاہیں متذبذب کرنے والی تھیں۔وہ ایسا بھی قابل اعتراض

لباس نہیں پہن کے آئی تھی اپنی سوچ کے مطابق۔کیوں کہ یہاں اس سے بھی زیادہ نیم عریاں لباس والی عورتیں موجود تھیں۔تو اس شخص کی نظریں اس کے وجود میں ہی کیوں گڑھی تھیں؟

"ضروری تو نہیں کہ ہر بات ہر انسان سے کہی جائے"۔۔۔یہ جملہ شہریار کے لبوں سے بے ساختہ ادا ہوا تھا۔جس پر ایک لمحے کو ہانیہ نے اس کی جانب بے ساختگی سے دیکھا۔جس پر شہریار نظریں چرا گیا۔

"کبھی آؤنا لے کر مس ہانیہ کو ہمارے غریب خانے پر"۔۔۔زبیر شیرازی ہانیہ کے چہرے کو نہارتا ہوا بولا۔

"ارے شیرازی صاحب غریب خانہ کہاں ہے آپ کا! آپ تو بہت نامور لوگوں میں شامل ہیں"۔۔۔ملک حنان توصیفی انداز میں بولے۔

اتنے میں ویٹر ان کے قریب آیا اور سرو کرنے لگا۔جب وہ ہانیہ کی جانب بڑھنے لگا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

"کیاہواآپ بھی لیں نا"۔۔۔زبیر شیرازی اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا بولا۔ جبکہ ہانیہ کو یہ بے تکلفی ذرانا بھائی۔ سر میں درد پہلے تھااوپر سے اس شخص کی غیر آرام دہ باتیں۔ دوسری جانب شہریار کا لہو گرم ہونا شروع ہو گیا شیرازی کی اس جرأت پر۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتا ہانیہ خود ہی بول پڑی۔

"پہلی بات میں ڈرنک نہیں کرتی! دوسری بات مجھ سے اتنا بے تکلف ہونے کی کوشش مت کیجیئے"۔ دوٹوک انداز۔ سرد آواز۔ اور اپنے کندھے پر موجود ہاتھ کو جھٹک دیا۔ چہرے کی رنگت سرخ ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یہ سب سن کر زبیر کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ در آئی۔

"جب جان پہچان ہو جائے گی تو یہ تکلف کی دیوار بھی مسمار ہو جائے گی"۔۔۔ معنی خیز جملہ بول کر وہ ویٹر کو اشارہ کرنے لگا۔

"ان محترمہ کے لئے جوس لے آؤ"۔

"نہیں شکریہ! بس اب میں چلتی ہوں"۔۔۔انکار کرتے ہوئے اپنا ارادہ بیان کیا۔پہلے ہی دل ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا۔

"ارے ایسے کیسے کچھ کھا پی لیں"۔۔۔شیرینی میں ڈوبا لہجہ اپنائے،روکنے کی سعی کی۔

"ہانیہ جوس پی لو! اس کے بعد چلتے ہیں۔میں تمہیں گھر ڈراپ کردوں گا"۔۔۔شہریار اب کہ اپنے ہاتھ میں موجود خالی گلاس ویٹر کو تھماتے ہوئے بولا۔جس پر ہانیہ نے چبھتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"رہنے دو! تمہارے ساتھ گئی تو دوسرے جہان کا ٹکٹ مفت میں کٹ جائے گا۔میں خود ہی چلی جاؤں گی"۔۔۔ہانیہ کی اس بات پر ملک حنان اور زبیر شیرازی کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ شہریار غصے سے مٹھیاں بھینچ گیا۔اس کو ہانیہ سے کم از کم اس سب کی توقع نا تھی۔اتنا کہہ کر ہانیہ باہر کی جانب بڑھ گئی تھی،دوسری جانب اس کو نظروں میں بسائے اب زبیر شیرازی ویٹر کو اشارہ کر رہا تھا۔وہ بھی سر تسلیم

ختم کرتا ہوا اسی سیدھ میں آگے بڑھ گیا بنا ادھر ادھر دیکھے۔اور یوں ایک زبردست تصادم کے بعد ہانیہ کا پورا لباس خراب ہو چکا تھا۔شہریار یہ ساری کارروائی مٹھیاں بھینچے دیکھ رہا تھا۔وہ جانتا تھا کچھ ایسا ہی ہو گا۔ہانیہ کے چہرے پر کریہہ تاثرات در آئے۔اس نے خونخوار آنکھوں سے ویٹر کی جانب دیکھا۔

"یو فول! آنکھیں کرائے پر دی ہیں کیا؟"۔۔۔غیض بھرے لہجے میں وہ صرف اتنا بولی۔

"ایم ایکسٹریملی سوری میم! آپ ریسٹ روم میں جا کر ڈریس صاف کر لیں"۔۔۔ویٹر ہکلائے لہجے میں بولا۔کوئی بعید نا تھی سامنے موجود ہستی طمانچوں سے اس کا منہ لال کر دیتی۔"ریسٹ روم مائی فٹ! تم جیسے لوگوں میں تمیز نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی"۔نجانے کس بات کا اتنا غصہ تھا اس کو جو وہ یوں بھڑک رہی تھی ویٹر پر۔اتنا کہتی وہ سر جھٹکتی ریسٹ روم کی جانب بڑھ گئی۔جس پر زبیر شیرازی کی آنکھوں میں شیطانی چمک ابھری۔جبکہ شہریار پر سوچ انداز میں اس

سمت میں دیکھ رہا تھا جہاں سے ہانیہ گئی تھی۔اس کا بدلا ہوا رویہ کس بات کی نشاندہی کر رہا تھا۔کیونکہ ہانیہ اس قدر تلخ کبھی بھی نا ہوئی تھی۔دل و دماغ کے مابین ہو رہی جنگ میں اس کا دل جیت چکا تھا۔مگر وقت! وقت ہی تو نہیں تھا۔ایک نئی محبت کی کہانی تحریر کرنے کا۔

دوسری جانب دیکھو تو ہانیہ اپنے قریب سے ابھرنے والی سرگوشی پر چونکی۔یہ سرگوشی بھی ہمیشہ کی طرح تھی۔نا سمجھ میں آنے والی۔

ارد گرد نگاہیں دوڑائیں تو خود کو اپنے کمرے میں موجود پایا۔کافی سے دھواں نکلنا بند ہو چکا تھا۔سرد موسم کے باعث وہ جلد ہی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔اس نے مگ کو ہونٹوں سے لگایا اور ایک سانس میں ساری کافی ختم کر دی۔حلق سے معدے تک کڑواہٹ کا احساس پیدا ہوا مگر اس کے اندر کا اشتعال کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔اس کو یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اس طرح بھی بے وقوف بنائی جاسکتی

www.novelsclubb.com

ہے۔ جتنی سبکی اس کو اس وقت محسوس ہوئی تھی اتنی شائد ہی کبھی زندگی میں محسوس ہوئی ہو۔

نازنین اپنے بستر پر نیم دراز کسی گہری سوچ میں غرق تھی۔ اس کا آزردہ چہرہ اس کے اندر کے خلفشار کا پتا دے رہا تھا۔ نجانے یہ کونسی چوٹ کے باعث تھا دماغ کی یا دل کی!

ایک ہفتے میں وہ کافی ریکوور ہو چکی تھی مگر ابھی بھی سر کی چوٹ باقی تھی۔ جس کا ثبوت اس کے سر پر بندھی سفید پٹی تھی جس پر خون کا نشان دھبے کی صورت میں موجود تھا۔

کمرہ نیم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اور وہ اپنی دنیا میں محو تھی۔ ماضی کی تلخ یادیں ایک مرتبہ پھر دستک دینے لگیں۔ بے ساختہ ہی اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا کہ شائد یہ منظر چھپ جائیں۔ مگر یہ یادیں کسی جونک کی طرح اس سے چمٹ کر رہ گئی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھیں۔وہ کسی بھی طرح ان یادوں کو نوچ کر پھینکنا چاہتی تھی،خود سے الگ کرنا چاہتی تھی۔ہر قیمت ادا کرنے کو تیار تھی۔لیکن ماضی تو پھر ماضی ہوتا ہے نا۔اپنا آپ بھولنے سے بھی نہیں بھولتا۔آنکھیں بند ہوتے ہی ماضی اس کو اپنے ساتھ بہا لے گیا تھا۔

وہ اس وقت اسی کلب میں کھڑی تھی جہاں اسامہ سے اس کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔اور وجہ عائمہ کی سالگرہ بنی تھی۔نازنین کی سمجھ سے باہر تھا یہ سب۔

عائمہ ہاتھ میں چھری پکڑے کیک کاٹ رہی تھی۔سرخ رنگ کی گھٹنوں تک آتی فراک جو قدرے چست تھی نیلی جینز کے ہمراہ عائمہ زیب تن کئے ہوئے تھی۔جس کے باعث جسم کے خدوخال بالکل واضح تھے اور بہت سی ہوس بھری نگاہیں اس پر ٹکی ہوئی تھیں۔سنہرے بال جو یقیناً ڈائی شدہ تھے ان کو کھلا چھوڑا ہوا تھا۔اس کے برعکس نازنین کھلا کرتا اور پلازو پہنے ہوئے تھی۔اور اپنی سیاہ شال

www.novelsclubb.com

کندھوں کے گرد لپیٹے ہوئے تھی۔میک کے نام پر صرف گلابی رنگ کی جھلک لبوں سے دکھائی دے رہی تھی۔

عمائمہ کا یہ لباس اس کے لئے حیران کن تھا کیوں کہ گھر سے تو وہ کھلے گھیر والے کپڑے پہن کر آئی تھی اور یہاں اس کو واشروم کا کہہ کر وہ پورا حلیہ بدل آئی تھی۔پہلی بار یہ لڑکی نازنین کی نظروں میں کھٹکی تھی۔اور اس سے دوستی پر افسوس ہوا تھا۔مگر کیا کر سکتی تھی وہ۔اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔

اب کہ عمائمہ کیک کاٹ چکی تھی اور کٹے ہوئے کیک کا ٹکڑا اٹھا کر نازنین کی جانب بڑھایا جس پر وہ مسکرا دی اور تھوڑا سا منہ کھولا۔اس سے پہلے نازنین وہ کیک کھاتی کسی نے عمائمہ کا ہاتھ بے دردی سے جھٹک دیا۔نازنین ایڑھیوں کے بل گھومی اور نووارد کو دیکھا۔آنکھیں شدت غیض سے سرخ ہو گئی تھیں۔کیونکہ سامنے کوئی اور نہیں اسامہ علی خان تھا۔چند لمحے قبل والی ملاقات کا تاثر ان دونوں کی آنکھوں

www.novelsclubb.com

سے بھانپا جا سکتا تھا۔اسامہ شناسا نظروں سے جبکہ نازنین زچ ہوتی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"آپ کو کس نے یہ حق دیا"اشارہ زمین پر پڑے چاکلیٹ کیک کے ٹکڑے کی جانب تھا۔چاکلیٹ کیک کی بے حرمتی اس کو کسی طور پر بھی نا بھائی تھی۔جبکہ اسامہ مسکرا رہا تھا اور یہی مسکراہٹ نازنین کو اس وقت زہر لگی تھی۔

"ایکچولی مجھے اطلاع ملی تھی کہ آج کے دن جتنے بھی کیک ڈیلیور ہوئے ہیں ان میں ڈرگز شامل ہیں!"۔کان کی لو کو کھجاتے ہوئے گویا اتنا کہہ کر اپنے عمل کی وضاحت دی جس پر نازنین نے طنزیہ سر جھٹکا۔

"آپ کہہ دیں اور میں مان لوں؟"۔استعجابیہ نگاہوں سے اسامہ کی جانب دیکھا۔اس کے چہرے پر کسی قسم کا کوئی بھی خوفزدہ تاثر نہیں تھا۔ڈرگز والا کیک سن کر بھی نازنین خوفزدہ نہیں ہوئی تھی اس کے برعکس عمائمہ کا رنگ سپید پڑا۔جبکہ وہاں موجود باقی لڑکے اور لڑکیاں ہونق بنے اسامہ کی بات سن رہے

تھے۔اس کی آواز ایسی تھی کہ سننے والا اس کے سحر میں جکڑ جاتا تھا۔اختلاف کرنا تو دور کی بات۔ مگر یہ نازنین تھی جو اس کو کسی کھاتے میں نہیں لائی تھی۔

"نہیں میں بغیر پروف کے کوئی بات نہیں کرتا! اس بات کی تصدیق کچھ دیر بعد یہاں پڑنے والی پولیس ریڈ سے ہو جائے گی۔ جبکہ پولیس کا نام سنتے ہی باقی سب سرپٹ دوڑے جن میں عمائمہ بھی شامل تھی۔ جبکہ نازنین ہونق بنی ارد گرد سے چھٹتے ہجوم کو دیکھ رہی تھی۔ جو لڑکی خود کو اس کی بہترین دوست کہتی تھی وہ ہی یوں بھاگی تھی باقی سب کی تو پھر بات ہی کوئی نہیں تھی۔

"بہت ہی کوئی بھدا مذاق ہے یہ"۔۔۔نازنین کا اشارہ سب کو ہراساں کرنے کی جانب تھا۔

"ایک بات یاد رکھنا! اسامہ علی خان ساری دنیا سے مذاق کر سکتا ہے۔ مگر تم سے نہیں"۔۔۔اب کہ اپنی سیاہ آنکھیں مقابل کی سیاہ آنکھوں پر ٹکائے جواب دیا۔ مگر

www.novelsclubb.com

یہ ارتکاز ایک لمحے کا تھا۔ کیونکہ ان سیاہ آنکھوں میں موجود روشنی نے اسامہ علی خان کی نظریں جھکا دی تھیں۔

"اور مسٹر اسامہ علی خان ایسا کیوں کریں گے؟"۔ نازنین اس کے چہرے پر نظریں گاڑھے بولی۔ اس کی نظروں کا جھکنا بخوبی محسوس کیا تھا۔

"کچھ لوگ ہوتے ہیں جن سے آپ چاہ کر بھی جھوٹ نہیں بول سکتے ہیں"۔ اسامہ کے ذو معنی جواب پر نازنین نے کوفت سے ابرو اچکائے۔

"اور میں آپ کے ان کچھ لوگوں میں نہیں شامل! اس لئے دوبارہ میرے سامنے مت آیئے گا" نازنین تنبیہی انداز میں بولی۔

"تمہارے معاملے میں میرا خود پر اختیار نہیں"۔۔۔ یکدم اسامہ کے لبوں سے یہ الفاظ پھسلے تھے اور نازنین نے حیرت سے اس کو دیکھا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی کہ چند لمحوں کی ملاقات میں اس قدر بے تکلف کیوں ہو رہے ہیں آپ"۔

"اس سوال کا جواب ابھی میرے پاس نہیں ہے"۔ مدھم آواز میں جواب دیا۔

"پھر ایسی باتیں ہی نا کہیں جن کا کوئی سر پیر نا ہو"۔ اپنی جانب سے نازنین نے پتے کی بات بتائی۔ مقابل کے دل کا حال وہ تھوڑی نا جانتی تھی۔

"میں کچھ بھی بلاوجہ نہیں کہتا۔ خیر وقت آنے پر بتاؤں گا۔ فی الحال یہاں سے جاؤ"۔ رخ موڑتے ہوئے اسامہ بولا۔

"نہیں جاؤں گی۔ میں بھی دیکھتی ہوں کہ کونسی پولیس آتی ہے یہاں"۔ نازنین ہٹ دھرمی سے بولی۔ جس پر اسامہ نے رخ اس کی جانب موڑتے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

"تم انمول ہو۔اور تمہارا مرتبہ یہ جگہ نہیں ہے،اس لئے دوبارہ یہاں کبھی مت آنا۔پلیز! ضد مت کرو۔

چلو آؤ تمہیں گھر چھوڑ آؤں"۔۔۔اب کہ اسامہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں نظریں جھکائے بولا۔وہ جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا آج اس لڑکی سے کتنی نرمی سے بات کر رہا تھا کوئی دیکھ لیتا تو دنگ رہ جاتا۔جبکہ نازنین تو اس کی پل پل بدلتے رویے پر حیران تھی۔

"میرے پاس اپنی کنوینس ہے۔شکریہ آپ کا بہت"۔۔۔اسامہ کی کہی گئی تمام باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے وہ بس اتنا بولی۔

"پھر جلدی جاؤ"۔میسج کے باعث اسامہ کے موبائل کی اسکرین روشن ہوئی تھی۔پیغام پڑھتے ہی اس نے کن اکھیوں سے نازنین کی جانب دیکھا۔

"میرا انتظار کرنا،میں جلد لوٹوں گا"۔۔۔اتنا کہہ کر وہ دوبارہ رخ موڑ گیا۔اس جملے پر پہلے تو وہ حیرانی سے رکی مگر پھر کوفت سے آنکھیں بند کیں۔یہ آدمی اتنی

غیر آرام دہ گفتگو کیوں کر رہا تھا۔ پہلی ملاقات میں ہی بلاوجہ اتنا بے تکلف ہو رہا تھا جبکہ وہ تو اس کو جانتی بھی نہیں تھی۔

عجیب بات تھی ویسے! مگر جیسا وہ سوچ رہی تھی ویسا نہیں تھا۔

وہ اپنی کار میں آکر بیٹھی ہی تھی کہ پولیس موبائل کا سائرن سنتے ہی اسامہ کی بات پر تصدیق کی مہر لگ گئی تھی۔ اسامہ کی کہی گئی باتیں اب کہ مزید کھٹکنے لگی تھیں۔ وہ سرعت سے اپنی گاڑی بھگا لے گئی تھی۔ وہ کسی بھی شہہ سرخی کا لقمہ نہیں بننا چاہتی تھی۔

سیاہ رنگ کی کار کے ٹائر پوش علاقے کے ایک فلیٹ کے سامنے آکر رکی۔ اسامہ تن فن کرتا ہوا باہر نکلا تھا اور گھنٹی پر ہاتھ رکھ کر گویا اٹھانا ہی بھول گیا تھا۔ تبھی آدھے سیکنڈ سے بھی کم دیری میں دروازہ کھلا تھا اور سامنے ہی عاشر اپنی خوابیدہ آنکھیں لئے کھڑا تھا۔

مگر اسامہ کے فولادی ہاتھ کا پڑنے والے مکے نے ساری نیند بھک سے اڑا دی تھی۔خون کا ذائقہ منہ میں گھلتا ہوا محسوس ہوتے ہی ساری خماری رفع ہو چکی تھی۔

"تو دوست نہیں آستین کا سانپ ہے سالے"۔۔۔دھیمی مگر سرد آواز میں دھاڑ شامل تھی۔

"کیا ہوا تو ایسے کیوں بول رہا ہے؟"۔۔۔عاشر اب کہ گال سہلاتا مستفسر ہوا۔

"جب میں نے کہا تھا کہ لیزا کا چیپٹر کلوز،تو کل رات کیا ضرورت پڑی تھی میرے نشے میں ہوتے ہوئے اس کو میرے پاس بھیجنے کی وہ بھی میرے اپارٹمنٹ میں ؟"۔۔۔دوسری جانب سے کڑے تیوروں سنگ سوال کے بدلے سوال کیا گیا۔جس پر عاشر نے بے زاری سے سانس خارج کی۔

"مانا کہ تجھے میں وہاں تیرا غم ہلکا کرنے کی خاطر لے کر گیا تھا،مگر لیزا کے ساتھ جو بھی تھا وہ تیرا ذاتی ارادہ تھا۔میرا اس میں کوئی عمل دخل نہیں تھا"۔۔۔عاشر اب

کہ اندر کی جانب بڑھتے ہوئے اس کو بھی اشارے سے اندر آنے کو کہا۔ جس پر اسامہ بھی بڑے بڑے قدم اٹھاتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

لاؤنج میں موجود صوفوں پہ اسامہ ڈھے جانے والے انداز میں بیٹھ گیا۔ جبکہ عاشر کچھ ہی دیر میں ایپل جوس کے دو ٹن کین ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔

"اب بتا تو اتنا تپ کیوں رہا ہے؟"۔۔۔عاشر ایک ٹن کین اسامہ کی جانب بڑھاتا ہوا بولا۔

"تو میرا دوست تھا"۔۔۔اسامہ نے 'تھا' پہ زور دیا تھا۔"مگر اب نہیں رہا۔ میں آج سے ہماری دوستی کو ختم کرتا ہوں"۔۔۔اسامہ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

جبکہ عاشر کے چہرے پر اب اک عجیب چمک تھی۔

"اوکے ! نو پرابلم "۔۔۔لاپرواہ انداز۔اسامہ اتنے میں اٹھ کھڑا ہوا۔اسامہ کو اتنے لاپرواہ جواب کی توقع نا تھی۔

"یاد رکھ ! نازنین تک تجھے لے جانے والا رستہ میں ہی ہوں ! میں نہیں تو کچھ نہیں "۔۔۔مدھم تنبیہی لہجہ !

"اس تک لے جانے والے راستے کی رکاوٹ ہو تم "۔۔۔اسامہ کی جانب سے جتاتا ہوا لہجہ تھا۔

"اب سے یہ رکاوٹ ہر موڑ پر تمہارا استقبال کرے گی "۔۔۔عاشر سر کو خم دیتے ہوئے بولا۔جبکہ اسامہ سر جھٹک کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔یہ جانے بغیر کہ اگر دوستوں سے بڑا غم گسار کوئی نہیں ہے تو ان سے بڑھ کر آستین کا سانپ بھی کوئی نہیں ہے۔اور اتنے عرصے میں وہ ایک غم گسار ساتھی کے ساتھ تھا یا آستین کے سانپ ؟اس سوال کا جواب تو وقت ہی دے سکتا ہے۔

امراء کی اولادیں شہر کے اس بڑے اسکول میں آنے کی لیے بے تاب رہتی تھیں جہاں آکر عائشہ کو ذرا سی بھی دلچسپی محسوس نہیں ہوئی تھی۔اسکول میں اس کا تیسرا سال تھا مگر ایڈجسٹ وہ ابھی تک نہیں ہو پائی تھی۔

کلاس میں سب بچے باتوں میں مگن تھے جب کہ وہ خاموشی سی اپنی سکیچنگ بک پر پینسل کی مدد سے آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ رہی تھی۔زرتاشہ جو کسی ہم جماعت سے بات کر رہی تھی اس کی جانب آئی اور کندھے سے جھنجھوڑا تو عائشہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"ہاں کیا ہوا؟"۔چہرہ اوپر کئے وہ بولی۔گھنگریالے بالوں کی پونی ٹیل گردن کو چھو رہی تھی۔زرتاشہ نے اک رشک بھری نگاہ اس کے معصوم چہرے پر ڈالی۔

"کل کے فنکشن کے متعلق ہم سب ڈسکشن کر رہے ہیں، تم بھی آؤ نا ہمارے ساتھ"۔۔۔زرتاشہ پرجوش لہجے میں بولی۔

"میرا دل نہیں، تم لوگ کرو پلیننگ"۔۔۔عائشہ اتنا کہتی پھر سے اپنے کام میں مگن ہو گئی۔زرتاشہ جانتی تھی کہ اس کی ایک بار کی ناں ہاں میں نہیں بدلتی۔ مگر پھر بھی ایک اپنی سی کوشش کرنی چاہی۔

"عاشی یار پلیز نا"۔ابھی وہ اتنا ہی بولی تھی کہ عائشہ میز پر ہاتھ مارتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھولے ہوئے گلابی گال اب دہکنا شروع ہو چکے تھے۔ غیض بھری نظر زرتاشہ پر ڈالے وہ سکیچنگ بک اور پینسل ہاتھ میں پکڑے کلاس سے باہر آ گئی۔زرتاشہ تاسف سے سر ہلا کر رہ گئی۔

عائشہ اب گراؤنڈ میں سکیچنگ بک زمین پہ دھرے پینسل سے لکیریں بنا رہی تھی۔ارد گرد سے بے نیاز وہ اپنی اس دنیا میں مگن تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ اپنا کام مکمل کرتی مطمئن دکھائی دیتی تھی۔کام سے دھیان ہٹا تو خود پر کسی کی نظروں کا حصار محسوس ہوا۔ جبھی بے ساختہ نگاہیں اٹھائیں تو سامنے ہی اس دن والا لڑکا گہری نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔سبز آنکھوں میں حد درجہ سنجیدگی در آئی

www.novelsclubb.com

تھی۔ناگواری کا عنصر بھی نمایاں تھا جو حسام کے لئے محظوظ کن بات تھی۔عائشہ اپنی سکیچنگ بک بند کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔اب وہ اپنا یونیفارم جھاڑ رہی تھی۔دوسری جانب حسام تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا۔

"ہیلو سویٹی! کیسی ہو"۔نہائیت دوستانہ انداز جس پر عائشہ جو اس کو نظرانداز کئے جا رہی تھی ایڑھیوں کے بل گھومی اور خونخوار نگاہیں اس پر ٹکا دیں۔

"میں نے آپ سے کہا ہے کہ یہ فضول ناموں سے مت بلایا کریں مجھے"۔لہجے میں جھلسا دینے والی تپش تھی۔سامنے والا اسے چھوٹی بچی سمجھتے ہوئے تر نوالہ سمجھ رہا تھا جبکہ یہ اس کی خام خیالی تھی۔

"چلو پھر دوست بن جاتے ہیں"۔پرانی پیشکش دوبارہ دہرائی۔

"You don't have friendship aura"

عائشہ اتنا کہتی وہاں سے مڑ گئی۔

"Yeah! My aura is of devil"

مدھم آواز، سرخ رنگ ہوتی سیاہ آنکھوں میں شیطانی چمک لئے وہ بولا۔

عائشہ ناک پھلائے چل رہی تھی۔ جبھی بالوں کو جھٹکا لگنے سے رکی۔ سنہری بالوں کی پونی ٹیل اسامہ کے ہاتھوں میں تھی اور وہ شرارتی نگاہوں سے اپنی بھتیجی کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"چچو آپ یہاں"۔۔۔ عائشہ پر جوش آواز میں چلائی۔ جب سے اس نے بولنا شروع کیا تھا اسامہ کو چاچو کی بجائے چچو کہتی تھی۔

"جی چاچو کی پرنسس، مگر آپ کا یونیفارم اتنا گندا کیوں ہوا ہے؟"۔۔۔ اسامہ اس کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتا بولا۔

"وہ میں گراؤنڈ میں زمین پر بیٹھ کر اسکیچنگ کر رہی تھی بس اسی لئے"۔۔۔ سکیچنگ بک سینے سے لگائے اطمینان سے جواب دیا۔

"مگر آپ کی فرینڈ کہاں پر ہے؟"۔عائشہ کا یوں اکیلے ہونا کھٹکنے کی بات تھی۔ جبھی دل کی بات زبان پر در آئی۔

"وہ کلاس میں کل کی گیٹ ٹو گیدر کے لئے تیاریاں کر رہی ہیں"۔۔۔اب کہ وہ اسامہ کی شہادت کی انگلی تھامے ہوئے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔

"تو آپ نے پھر کیا پلان کیا کل کے لئے؟"۔۔۔اسامہ نے اس کی جانب گردن موڑتے سوال کیا۔

"یہی کہ میں چھٹی کروں گی کل"۔عائشہ لاپرواہی سے بولی جس پر اسامہ نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟ آپ کیوں نہیں پارٹیسیپیٹ کر رہیں؟"۔۔۔اسامہ کے اٹھتے قدم ٹھہر گئے تھے جس کے باعث عائشہ کو بھی رکنا پڑا۔

"مجھے نہیں پسند ایسی گیدرنگز چچو"۔۔۔عائشہ خفگی سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"آپ لوگوں سے ملو گی تو ہی آپ میں کانفیڈینس ڈویلوپ ہو گا عائشہ بیٹے! اگر کان منہ لپیٹ کر بستر میں گھس جاؤ گی تو بہت پیچھے رہ جاؤ گی۔اسی لئے آپ کل چھٹی نہیں کر رہیں، کل کے فنکشن کی تیاری کرو گی"۔۔۔اسامہ اب دوزانوں ہو کر اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"مگر چچو۔۔۔"۔عائشہ نے انکار کرنا چاہا۔

"اگر مگر کچھ نہیں، بس میں نے کہہ دیا۔بلکہ چلو میں ابھی آپ کو کل کے فنکشن کے لئے لے کر چلتا ہوں، آپ کے لئے اچھا سا ڈریس لیتے ہیں"۔۔۔اسامہ اب کہ کھڑا ہو گیا تھا اور عائشہ کو گود میں اٹھالیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"چچو مجھے نیچے اتاریں میں چھوٹی بچی نہیں ہوں"۔۔۔عائشہ اس کے گردن کے گرد دونوں بازو باندھے خفگی سے بولی۔

"میرے لئے تو میری پرنسس بالکل ایک چھوٹی سی ڈول ہے اور ہمیشہ رہے گی"۔۔۔اسامہ اس کی پونی کھینچتا ہوا بولا۔

"میری فرینڈز میرا مذاق اڑائیں گی ناچچو"۔۔۔اسامہ کا گال چھوتی وہ میسنے پن سے بولی جس پر اسامہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ چلو آؤ تمہارے پرنسپل سے چھٹی لے لوں"۔۔۔اسامہ جس کام کے سلسلے میں یہاں آیا تھا اس کو بھی ختم کرنا چاہتا تھا اس کے بعد عائشہ کو شاپنگ پر بھی لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

وہ دونوں ہنستے مسکراتے باتیں کرتے ہوئے پرنسپل کے آفس کی جانب بڑھ رہے تھے جبکہ دو شاطر نگاہیں خود میں عیار چمک لئے ان میں کھبی ہوئی تھیں۔

سرخ و سیاہ امتزاج کا لباس پہنے، اسٹریٹ شدہ بال پشت پہ کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔ میک اپ سے پاک چہرہ لئے وہ جاذب نظر لگ رہی تھی۔ سنہری روشنیوں میں اس کی گندمی رنگت دمک رہی تھی۔ سیمینار ہال میں اسپیکر زور و شور سے تقریر

کر رہا تھا جو چند لمحے بعد اپنے اختتام کو پہنچی تو تمام طلباء خارجی رستے کی جانب بڑھ گئے۔

"کافی دنوں بعد آئی ہو تم ڈئیر، کہاں غائب تھی؟"۔۔۔یہ وہی لڑکی تھی جس نے خنساء کا رستہ یونیورسٹی کے پہلے دن روکا تھا۔

"سوری! کیا میں آپ کو جانتی ہوں؟"۔۔۔جان بوجھ کر انجان بننے کی اداکاری کی۔

"اوہ معاف کرنا، مجھے لگا تھا کہ میری دوست ہے"۔۔۔وہ لڑکی معذرت کرتی وہاں سے چلی گئی جبکہ خنساء کی پیشانی پر بل پڑ چکے تھے۔گلے میں موجود اسٹالر پر گرفت سخت ہو چکی تھی۔یہ لڑکی اوّل روز سے کھٹکتی تھی۔اتنے میں موبائل کی وائبریشن پر اس کا دھیان اپنے پرس کی جانب گیا۔اب بیگ سے موبائل نکال کر اسکرین پر ابھرتے نمبر کو دیکھ رہی تھی۔انجان نمبر دیکھتے ہی وہ اچھنبے کا شکار ہوئی۔مگر کال اٹینڈ کرتی کان سے لگا گئی۔

"خوبصورتی،ادااور ناز! واللہ لگتا ہے آپ کی میراث ہیں"۔۔۔خنساء کے بولنے سے قبل ہی مقابل کا بے باک جملہ سماعت میں اترا۔خنساء کا تو مانو خون کھول اٹھا۔

"کون بول رہا ہے"۔مقابل کا نام جاننے کی سعی کی۔تا کہ کسی نتیجے پر پہنچے۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے بے بی ڈول۔۔۔"۔ابھی فون پر موجود شخص صرف اتنا ہی بولا تھا کہ خنساء چیخ پڑی۔

"یو بلڈی،سامنے آؤ ذرا اپنی شکل لے کر! پھر بتاتی ہوں میری میراث میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں"۔۔۔وہ مزید گالیاں نکال رہی تھی جبکہ مقابل کے چہرے پر کمینی مسکراہٹ ہنوز برقرار تھی۔مذاق مذاق میں شروع ہونے والا یہ کھیل اس کو دلچسپ لگا تھا۔تبھی ابھی تک دستبرداری عمل میں نہیں آئی تھی۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے مجھ سے ملنے کی! درست وقت پر تمہاری یہ منتظر نگاہیں میرا دیدار بھی کر لیں گی"۔۔۔ذو معنی جملہ بولتے ساتھ ہی کال منقطع کر دی گئی جس پر خنساء نے حیرانی سے موبائل کی اسکرین کو دیکھا۔

"عجیب مخلوق ہے"۔۔۔منہ ہی منہ میں وہ بڑبڑائی۔

"ارے خنساء تم کہاں تھی، میں کب سے آئی ہوئی ہوں"۔۔۔راحیلہ جو اس کی ہم جماعت تھی اس کے قریب آتی ہوئی بولی۔

"کہیں بھی نہیں بس گھر میں تھوڑا بزی تھی۔آپی آئی ہوئیں تھیں"۔۔۔اب کہ وہ دونوں قدم سے قدم ملا کر چل رہی تھیں۔راحیلہ کی کسی بات پر خنساء لاپرواہی سے ہاتھ جھلا رہی تھی، جس پر راحیلہ مسکرا رہی تھی۔ان دونوں کے عقب میں موجود دو سیاہ نگاہیں اس منظر کو اپنی یاداشت کا حصہ بنا رہی تھیں۔

کب، کہاں اور کیسے یہ بر اسایہ خنساء کو متاثر کرنے والا تھا اس سب سے بے خبر وہ اپنی دنیا میں مگن تھی۔

گزشتہ دنوں کی تلخی مٹانے کی خاطر ہانیہ شہر کے بڑے شاپنگ مال میں آئی ہوئی تھی۔ یہاں امراء کی کثیر تعداد دیکھنے کو ملتی ہے۔ مہنگے برینڈز کے شیدائی، اپنی ناک اونچی رکھنے والے، اور کچھ تو اوبسیشن کی حد تک پاگل لوگ یہاں پائے جاتے ہیں۔ مگر ان سب میں ہانیہ عبید کا شمار نہیں ہوتا۔

وہ شاپنگ ہمیشہ اپنا غم ہلکا کرنے کی خاطر کرتی تھی اور پھر وہ ساری چیزیں یونہی کمرے میں پڑی پڑی پرانی ہو جاتی تھیں۔ ان میں سے شاذونادر ہی کوئی ایک شے وہ استعمال میں لاتی تھی۔ ابھی بھی وہ چیزوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی کہ عقب سے دو ننھے ہاتھوں کی گرفت پیٹ کے گرد محسوس ہوئی۔ یہ لمس شناسا تھا، وہ اس کو پہچانتی تھی۔ ایک جھٹکے سے مڑتے اس نے اس وجود کو بانہوں میں بھر لیا۔ جو سکون اس وجود میں پنہاں تھا وہ کہیں اور نہیں تھا۔

"میری جان! آپ یہاں کیسے؟"۔۔۔بچی کا گال چومتے ہوئے وہ محبت بھرے لہجے میں بولی۔

"میں اور پچھو یہاں شاپنگ کرنے کے لئے آئے تھے ماما، تو آپ کو دیکھ کر میں آپ کے پاس دوڑی چلی آئی"۔۔۔عائشہ اس کے گلے میں بانہیں ڈالے بولی اور اسامہ کی جانب اشارہ کیا جو انہیں کی جانب آرہا تھا۔چہرہ جھنجھلایا ہوا لگتا تھا۔

"عائشہ آپ سے کہاں بھی تھا میں نے کہ آپ کی مما یہاں نہیں ہیں پھر بھی ۔۔۔"۔۔۔سامنے ہانیہ کو دیکھتے ہی اس کے باقی کے الفاظ منہ ہی میں رہ گئے۔

"کیسے ہو"۔۔۔اسامہ کو یوں خاموش پا کر ہانیہ بولی۔

"ٹھیک ہوں"۔۔۔دو لفظی لٹھ مار جواب۔

"کیا کر رہے ہو آج کل پھر؟"۔۔۔وہ جان بوجھ کر بات کو طول دے رہی تھی۔

"آپ ڈائریکٹ بھی مجھ سے پوچھ سکتی ہیں رحمان بھائی کے متعلق، میں برا نہیں مناؤں گا"۔۔۔اسامہ کے یوں بولنے پر ہانیہ بے اختیار مسکرا دی۔

جبکہ عائشہ بس خاموش سامع تھی اس سب میں۔وہ چھوٹی ضرور تھی مگر اپنی عمر کے بچوں سے زیادہ سمجھدار تھی۔حالات انسان کو جلد ہی سمجھدار بنا دیتے ہیں۔

"ہمیشہ کی طرح آؤٹ اسپوکن ہو تم،بدلے نہیں بالکل بھی"۔۔۔ہانیہ تمسخر سے بولی۔

"آپ مجھے منہ پھٹ کہیں گی تو زیادہ اچھا لگے گا۔کیونکہ میں جیسا ہوں ویسا ہی رہوں گا"۔اب کہ لہجہ سے نرمی کا عنصر غائب تھا۔

اسامہ گھٹنوں کے بل عائشہ کے سامنے جھکا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور بولنا شروع کیا۔

"بیٹا آپ اپنی مما سے فرسٹ ٹائم کب ملی؟"۔

“One week ago”.

www.novelsclubb.com

"اوہ۔پر کس نے ملوایا؟"۔اسامہ کے اس طرح کے سوالات پر ہانیہ کو کوفت ہونی شروع ہوئی۔

"آپ نے اپنی مما سے پوچھا نہیں کہ اتنا عرصہ وہ آپ سے دور کیوں رہیں"۔۔۔یہ سوال کرتے ہوئے اسامہ کے چہرے پر کمینی مسکراہٹ واضح تھی۔

"اس کی ضرورت نہیں"۔۔۔مگر عائشہ کے اگلے جواب پر اسامہ دم بخود رہ گیا۔

"میری مما جہاں بھی تھیں ان کی کوئی مجبوری ہو گی۔اگر نہیں بھی تھی تو یہ میری قسمت تھی چچو!

آپ میری مما کو ڈس اون نہیں کر سکتے ہیں۔

You have to respect my Mom".

عائشہ کے اس طرح جواب دینے پر اسامہ کی زبان تالو سے چپک گئی۔ایک چھ سالہ بچی کے سامنے اس کی زبان گنگ ہو چکی تھی۔وہ تو اس کو اس کی ماں کے خلاف بھڑکانا چاہتا تھا مگر یہاں تو بازی ہی الٹ تھی۔

ہانیہ نے تفاخر سے عائشہ کی جانب دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو "شاباش" اور پھر ایک طنزیہ نگاہ اسامہ کی جانب اچھالی جیسے کہنا چاہ رہی ہو "کیسا لگا"۔

"مما کیا آپ مجھے کل کے فنکشن کا ڈریس سلیکٹ کروا دیں گی؟"۔عائشہ نے پُرامید نگاہیں اپنی ماں کے چہرے پر ٹکا دیں۔جو سکون اسکو ماں کے ساتھ گزارے لمحات میں ملتا تھا وہ کہیں اور نہیں ملتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں نہیں میرا بچہ"۔۔۔ہانیہ جھک کر اس کا گال چومتے ہوئے بولی اور اس کو ساتھ لے گئی۔

"ایک گھنٹے بعد آپ مجھے لینے آجایئے گا چچو"۔عائشہ اب کہ اسامہ کے گال پہ پیار کرتے ہوئے بولی۔جو ہکا بکا گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔آتے جاتے لوگ اس کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔

اپنی حیرانی سے باہر نکلتے ہی اس نے کینہ توز نگاہوں سے ہانیہ کو تکا۔مگر ہانیہ نے اس کو یوں نظرانداز کیا گویا وہ یہاں موجود ہی نا ہو۔

"ایک گھنٹے بعد لینے آجاؤں اس چچو کی بھتیجی کو،ڈرائیور ہوں نا جیسے میں اس کا"۔۔۔کھڑے ہوتے ہوئے منہ ہی منہ میں اسامہ یہ سب بڑبڑا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

جدید طرز پر بنے کمرے میں ہر شے سے نفاست جھلکتی تھی۔کمرے کے وسط میں موجود بستر پر نیم دراز وجود کے حلیے کے علاوہ۔

داہنا بازو آنکھوں پر موجود ہونے کے باعث اس کا نیم رخ واضح تھا، بال بے ترتیبی سے ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔ کپڑوں پر بھی جگہ جگہ سلوٹوں کا جال تھا۔ اس دلدوز خاموشی کو کلک کی آواز نے توڑا۔ وہ جو کوئی بھی تھا چابی کا اِستعمال کر رہا تھا۔ لاک کھلتے ہی چرررر۔۔ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلتا گیا اور نووارد کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ بستر پر نیم دراز وجود ٹس سے مس نا ہوا۔

"کب تک یونہی پڑے رہنا کا ارادہ ہے تمہارا؟"۔ خاموش فضاء میں کرخت آواز نے ارتعاش پیدا کیا۔

"جب تک دل کیا"۔ لٹھ مار جواب، نا کوئی ادب نا لحاظ۔

"اپنے مقصد کے اتنا قریب آ کر یوں منہ کیسے موڑ سکتے ہو؟"۔ اب کہ آواز میں سختی شامل تھی۔

"میرا مقصد میری مرضی! میں پورا کروں یا ادھورا چھوڑ دوں میری مرضی"۔ کیا شان بے نیازی تھی اس بندے کی۔

"پچھلے ایک ہفتے سے جو مجنوں بنے پھر رہے ہو اس لڑکی کے عشق میں سب سمجھ رہا ہوں میں۔ میری ایک بات یاد رکھنا جس مقصد کے لئے تمہیں اس لڑکی کے پاس بھیجا تھا وہ پورا نا ہوا تو پھر مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا"۔۔۔اب کہ واضح لفظوں میں تنبیہ کی۔

"آپ سے بر کوئی ہے بھی نہیں"۔۔۔اب کہ آنکھوں سے بازو ہٹائے سرخ نظریں اپنے داہنے ہاتھ کی جانب کھڑے شخص پر مرکوز کئے وہ بولا۔

"جانتے ہیں چچا جان! یہ بدلے کا کھیل تھا۔ملک حنان علی کا ملک عبید علی سے۔اپنی ہی بھتیجی کو آپ نے تباہ کرنے کا کھیل رچایا۔وہ بھی صرف اسی لئے کیونکہ آپ کو جائیداد نہیں ملی دادا کی"۔۔۔شہریار اب کہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"اور یہ بات آپ اور میں اچھے سے جانتے ہیں کہ آپ کو وراثت میں سے حصہ کیونکر نہیں ملا! دوبارہ دوہرانے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی مجھے یقین ہے۔اور ہانیہ عبید سے آپ کے تعلق کو ڈسکلوز کرنے میں مجھے بالکل بھی افسوس نہیں ہو

گا۔آخر کو بھتیجا تو آپ کا ہی ہوں ناں"۔۔۔۔شہریار کی نگاہوں کے سرد تاثرات میں کچھ ایسا تھا کہ ملک حنان علی ٹھٹکے۔

"اور رہی بات ہانیہ عبید کی تو وہ پہلی نظر کا عشق ہے۔عشق کے لئے فنا ہوا جاتا ہے نا کہ عشق کو فنا کیا جاتا ہے"۔وہ رکا اور درمیان کا فاصلہ سمیٹتا ان کے قریب آ گیا۔کندھے پر موجود نادیدہ گرد جھاڑی اور آنکھیں ان کی آنکھوں میں گاڑھ دیں۔

"اگر کسی نے اس کی جانب بری نظر سے دیکھا تو میں اس کی آنکھیں نوچ لوں گا۔اس پر اٹھنے والی ہر بری نگاہ کو پہلے مجھ سے ملنا ہو گا۔

ملک شہریار علی کو ہانیہ عبید پر ایک خراش تک نہیں برداشت !امید کرتا ہوں دوبارہ یاددہانی نہیں کروانی پڑے گی"۔۔۔کندھے کو تھپکتے ہوئے وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا جبکہ ملک حنان علی ہکا بکا رہ گئے۔

یہ کیسا پلٹا کھایا تھا وقت نے، کل تک جوان کا سب سے بڑا مہرہ تھا، داہنا ہاتھ تھا آج وہ ان کے ہاتھ کاٹنے کے درپہ تھا۔انہوں نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ہاتھ ٹائی کی ناٹ تک خود بخود پہنچ گیا تھا۔

شہریار کی باتوں کے باعث وہ اپنی زندگی کے کئی سال قبل گزرے تلخ لمحات میں پہنچ چکے تھے۔

عبید علی کے والد کی خفیہ شادی جس کو انہوں نے گھر والوں سے چھپایا تھا وہ آنے والے دور میں گلے کا کانٹا بنے گی کس نے سوچا تھا۔ملک حنا علی جو ملک عبید علی کے سوتیلے بھائی تھے اور ہانیہ عبید کے سوتیلے چچا۔جائیداد کے حصول کے لیے اپنے ہی گھر کی بیٹی جو مہرہ بنا رہے تھے۔اور یہیں سے کہانی نے پلٹا کھایا تھا۔کیا واقع ملک عبید علی اپنے والد کی اکلوتی اولاد تھے۔جس میں انہوں نے اپنے جڑواں بھائی ملک شاہ زین علی کے بیٹے ملک شہریار علی کی مدد لی تھی۔کیوں کہ اس کے ماں باپ ایک حادثے میں جاں بحق ہو چکے تھے۔شہریار کو بچپن سے انہوں نے ہی پالا تھا اور اب

جوانی میں ہانیہ کے روبرو کیا تھا۔در حقیقت شہریار اور ہانیہ دونوں ہی ملک حنان علی کے میرے تھے۔

آنکھیں کھولیں تو حال سامنے واضح تھا۔ان کا مہرہ اب ان کی ہی گردن کو آرہا تھا۔جو سانپ انہوں نے کسی اور کے لئے پالا تھا آج وہ انہیں کو پھن پھیلا کر دکھا رہا تھا۔

باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔شہریار اس سب سے بے نیاز شاور چلائے کھڑا تھا۔پورا وجود کپڑوں سمیت بھیگتا چلا جارہا تھا۔اس کا سر زمین کی جانب جھکا ہوا تھا۔آس پاس صرف پانی گرنے کا شور تھا۔چہرے کو دھیرے سے اوپر کرنے سے پانی کی تیز دھار بوندوں نے آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا۔اور یہاں آنکھیں بند ہوئیں،اور حقیقت نے پلٹا کھایا۔وہ ایک ہفتہ قبل تقریب والی شام میں پہنچ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہانیہ ریسٹ روم میں داخل ہوتے ہوئے بھی مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔ نل کھولتے ہی پانی کی دھار نے اک شور پیدا کیا۔ ہاتھ میں پانی لیتے وہ اپنے کپڑوں سے داغ رگڑ رگڑ کر صاف کر رہی تھی۔ اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس کرتے ہی اس نے سر جھٹکا۔

"کسی اور کے اوپر گرادیا ہوگا اب جوس"۔ جھکے سر کے ساتھ من ہی من میں سوچا۔ دوبارہ پانی لینے کے لیے جونہی اس نے سر اٹھایا تو شیشے میں ابھرتے عکس کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ جن میں سے ایک عکس زبیر شیرازی کا تھا جبکہ دوسرا عکس کسی دیو قامت شخص کا تھا۔ اس کے خوف کی وجہ زبیر شیرازی نہیں بلکہ وہ دیو قامت شخص تھا۔

"اوہ۔ مجھے لگتا ہے کہ میں غلطی سے یہاں آگیا"۔ زبیر شیرازی کی آواز نے ہانیہ کا سکتہ توڑا۔ ہانیہ ایڑھیوں کے بل گھومی اور زبیر کی جانب دیکھا اور یہاں وہ مزید خوف میں گھر گئی۔ کیونکہ شیشے میں نظر آنے والا شخص حقیقت میں نہیں تھا۔ اس

کے سامنے صرف زبیر شیرازی کھڑا تھا۔چہرہ خوف سے سپید پڑ رہا تھا۔بدن میں کپکپی طاری ہونی شروع ہو چکی تھی۔

"کیا ہوا آپ اس طرح گھبرا کیوں رہی ہیں؟"۔۔۔بے تکلفانہ انداز میں ہانیہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے وہ بولا۔جبکہ ہانیہ تو یوں تھی گویا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔وہ کبھی آئینے کو دیکھ رہی تھی کبھی اپنے سامنے کھڑے شخص کو۔آئینے میں کھڑے شخص کی آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں۔چہرے پر حد درجہ سختی چھائی ہوئی تھی۔فضا میں جلنے کی بو شامل ہو چکی تھی جو صرف ہانیہ کو محسوس ہو رہی تھی، مچھلی کے جلنے کی سی بو۔ہانیہ زبیر شیرازی کا یوں قریب آنا اور اس کا ہاتھ پکڑنا محسوس ہی نا کر پائی۔

اسی اثناء میں ریسٹ روم کا دروازہ اک جھٹکے سے کھلا اور شہریار اندر آیا۔ہانیہ کا زرد پڑتا چہرہ دیکھ کر وہ ٹھٹکا۔اور پھر اس کا ہاتھ زبیر شیرازی کے ہاتھ میں دیکھ کر وہ

ساری صورتحال سمجھ چکا تھا۔بس یہیں تک تھی اس کی برداشت بھی۔وہ کسی بھوکے شیر کی مانند شیرازی پر جھپٹا اور اس کو مارنا شروع کر دیا۔

اور یہیں ہانیہ کا سکتا ٹوٹا۔آئینے میں موجود ہیولا بھی غائب ہوا۔

"شہریار! کیا کر رہے ہو وہ مر جائے گا"۔۔۔شہریار کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے ہانیہ بولی۔

"مر ہی جائے تو اچھا ہے"۔۔۔لہجہ میں غراہٹ کا عنصر نمایاں تھا۔

"ہاں تاکہ میری جگہ تم اسٹینڈ کر لو؟"۔۔۔زبیر شیرازی مکروہ انداز میں ہنستا ہوا بولا۔ہونٹ اور ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ماتھے سے بھی خون کی لکیریں رواں تھی مگر اس کے بے ہنگم و بے باک قہقہے جاری و ساری تھے۔جبکہ اس کے اس جملے پر ہانیہ ششدر کھڑی تھی۔شوبزانڈسٹری میں اسٹینڈ کا کیا مطلب تھا ہانیہ اچھے سے جانتی تھی۔یہ سب باتیں اپنے لئے سن کر اس کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"یہ۔۔یہ کیا کہہ رہا ہے؟"۔۔۔اٹکتے ہوئے لہجے میں ہانیہ نے شہریار کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کیا بتائے گا میں بتاتا ہوں۔اپنی رکھیل بنانا چاہتا تھا تمہیں۔اور تم معصوم چلی تھی فیمس ہالی وڈ ایکٹریس بننے"۔۔۔اس سے پہلے وہ مزید بولتا شہریار کے فولادی ہاتھ کا مکا لگنے سے دوسری جانب لڑھک گیا۔

ہانیہ یہ سب سنتے ہی سن ہو گئی۔شہریار کے بازو پر اسکی گرفت ختم ہو گئی۔اسی اثناء میں انتظامیہ کے لوگ بھی وہاں پہنچ چکے تھے جو شہریار کو زبیر شیرازی سے الگ کر رہے تھے۔مگر ہانیہ! وہ شل کھڑی تھی۔جیسے جسم سے روح نکل گئی ہو۔اور روح نکلنا کیسا ہوتا ہے،اس بات کا ادراک اس کو آج ہوا تھا۔اپنی ضد میں وہ کہاں آ گئی تھی،کلہاڑی پیروں پر نہیں ماری تھی بلکہ کلہاڑی پر پیر مارا تھا اس نے۔شہریار اس کے قریب آیا اور بازو پر ہاتھ رکھا جس کو وہ بری طرح جھٹک گئی۔

"آج کے بعد میرے سامنے مت آنا"۔۔۔سرد آواز و سرد لہجہ۔

www.novelsclubb.com

"ہانیہ میں تمہیں سمجھاتا ہوں سب دیکھو یہ سب ایسا نہیں ہے۔۔"

"مجھے کسی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے تمہاری! سو پلیز شٹ اپ اینڈ گیٹ لاسٹ"۔۔۔اتنا کہتے ہی وہ واک آؤٹ کر گئی۔ جبکہ شہریار ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔ قہر آلود نگاہ زبیر شیرازی پر ڈالی جس کو انتظامیہ کے لوگ باہر لے کر جا رہے تھے کیونکہ شہریار کی مار نے اس کو ادھ موا کر دیا تھا۔

مال کے کیفے ٹیریا میں بیٹھے ہوئے عائشہ اور ہانیہ اپنے آرڈر کا انتظار کر رہے تھے۔

"مماان کی سروس کتنی سلو ہے یار"۔۔۔عائشہ بے زاری سے ٹانگیں جھلاتی ہوئی بولی۔اس کے جملے پر ہانیہ بے اختیار مسکرا دی۔ وہ ہو بہو رحمان جیسی تھی۔ کچھ تھا جو اس کے جیسا تھا تو وہ اس کی باتیں، مقابل کو لمحوں میں چت کر دینے کا انداز۔ اپنی بات منوانے کا ہنر۔ بلاشبہ کوئی بھی اس کی باتیں سن کر کہہ سکتا تھا کہ وہ ہانیہ عبید اور رحمان علی خان کی اولاد ہے۔

"بیٹا اپنے اندر تھوڑا صبر پیدا کریں۔ ابھی سے سیکھ لیں گی تو فائدے میں رہیں گی"۔۔۔ایک بے صبری ماں اپنی اولاد کو صبر کی تلقین کر رہی تھی، اپنے آپ پر ہنسی تو بہت آئی مگر بچوں کو سمجھانا ماں باپ کا اہم اور پسندیدہ کام ہوتا ہے۔ یہی کام ہانیہ عبید بھی سر انجام دے رہی تھی۔

"مما آپ سے ایک بات پوچھوں!

I know you mind it.

مگر کیا کروں پوچھے بغیر مجھے سکون نہیں ملے گا"۔۔۔کیا لاپرواہ اور پر سکون لہجہ تھا۔ ہانیہ کو بے اختیار اپنی بیٹی کے اطمینان پر رشک آیا۔

"ہاں میں جانتی ہوں تم نا کہنے کے باوجود بھی پوچھو گی۔ چلو بتاؤ کیا سوال ہے جو تمہیں پریشان کر رہا ہے"۔۔۔ہانیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"آپ کا کام کتنے عرصے کا رہ گیا ہے؟"۔

www.novelsclubb.com

عائشہ کے اس سوال پر ہانیہ حیران ہوئی۔

"کیا مطلب"۔۔نا سمجھی سے سوال کے بدلے سوال کیا۔

"وہ میں نے جب بابا سے کہا تھا کہ مما ہمارے ساتھ کیوں نہیں رہتی ہیں تو انہوں نے کہا تھا وہ کسی کام کی وجہ سے الگ گھر میں رہتی ہیں۔جب ان کا کام ختم ہو گا تو وہ ہمارے ساتھ رہنا شروع کر دیں گی"۔

عائشہ بنا رکے ایک ہی سانس میں بولی اور پھر ایک گہری سانس خارج کی۔جبکہ ہانیہ کی اندر کی جانب چلتی سانس کہیں سینے میں ہی اٹک گئی۔بے اختیار ماضی کی تاریک اسکرین ایک بار پھر روشن ہو چکی تھی۔وہ اور رحمان آمنے سامنے موجود تھے۔بیڈ کے قریب رکھی بے بی کارٹ میں ننھی بچی آنکھیں موندے سو رہی تھی جبکہ اس کے والدین شدید انتشار کا شکار نظر آرہے تھے۔

"کیانام رکھاہے اس کا؟"۔خود پر قابو رکھ پانا مشکل تھا تبھی ہانیہ اشتیاق بھرے لہجے میں بولی۔وہ اس ننھے وجود کو چھوناچاہتی تھی۔ محسوس کرناچاہتی تھی مگر سامنے موجود شخص کی سرد مہری کے باعث خود پر بند باندھے ہوئے تھی۔

"عائشہ علی خان"۔نام بتا کر وہ ایک مرتبہ پھر سے خاموش ہو چکا تھا۔اور ہانیہ کے دوبارہ بولنے کا منتظر تھا۔ مگر یہ نام سنتے ہانیہ کی آنکھوں میں یادوں کی کرچیاں چبھ گئیں۔اور وہ وقت یاد آیا جب اس نے رحمان سے کہا تھا کہ اسے اگر اپنا نام رکھنے کا موقع ملتا تو وہ اپنا نام عائشہ رکھتی۔آج وہی نام رحمان اس کی بیٹی کو دے چکا تھا۔

"تم جانتے ہو نا کہ میں یہاں پر کیوں آئی ہوں"۔۔۔دل میں اٹھتے درد کو پس پشت ڈالتی وہ مضبوط لہجے میں بولی۔

"تم نا بھی بتاؤ تو میں اچھے سے جانتا ہوں۔لیکن اب تمہاری خواہشات کی تکمیل میرا حصول نہیں"۔۔۔مقابل نظریں زمین پر جمائے بے تاثر لہجے میں بولا۔آج اس کا

نظریں پھیرنا بری طرح چبھا تھا۔ کبھی یہی آنکھیں پرشوق سی اس کو تکا کرتی تھیں۔ آج یہی آنکھیں اس کو دیکھنے کی روادار نا تھیں۔

جن آنکھوں میں اتنے عرصے میں محبت دیکھی تھی اب بے زاری دیکھنا سوہان روح تھا۔

"میں تم سے خواہشات کا ذکر کر بھی نہیں رہی"۔ہانیہ مدھم آواز میں بولی۔

"تو پھر"۔

"التجا کر رہی ہوں، ہماری بیٹی کے لیے۔ہم دونوں اگر الگ ہوں گے تو کل کو اس کے لیے بہت سے مسئلے کھڑے ہو جائیں گے"۔وہ مدھم آواز میں بول رہی تھی جبکہ رحمان کی آنکھوں کی بے زاری حد سے سوا تھی۔

"ہماری بیٹی نہیں! یہ صرف میری بیٹی ہے۔ تم تو بہت عرصہ قبل اس کو ختم کرنے والی تھی۔اور اگر تم سمجھتی ہو کہ ایموشنلی بلیک میل کر کے اپنی بات منواؤ تو یہ

تمہاری غلط فہمی ہے۔ بہت سے بچے اپنی ماؤں کے بغیر رہ لیتے ہیں۔ انفیکٹ جن کی مائیں مر جاتی ہیں وہ بھی زندہ رہ لیتے ہیں۔ ان کی بھی تعلیم مکمل ہوتی ہے۔ جاب یا کاروبار تمام ترجیحات پوری ہوتی ہیں۔ شادیاں اور بچے ہوتے ہیں۔ زندگی رک نہیں جاتی کسی ایک کے جانے سے"۔ رحمان بنا کسی تاثر کے بول رہا تھا اور اس کا ایک ایک لفظ یوں تھا جیسے ہانیہ پر کسی نے ان گنت چابک برسائے ہوں۔ اس کی میری بیٹی والی بات پر ہانیہ نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ مگر اس کی نظریں سرد تھیں۔

"رحمان تم عائشہ کے لیے ایک سمجھوتہ نہیں کر سکتے کیا؟"۔ اپنے آنسو بمشکل ضبط کرتی وہ بولی۔

"میں نے پہلے بھی کہا تھا اب بھی کہہ رہا ہوں۔ تم دے دو قربانی۔ مائیں تو اپنے بچوں کی خاطر کتنی قربانیاں دیتی ہیں"۔ وہی اٹل لہجہ۔ دونوں فریقین ہی اپنی بات سے پیچھے ہٹنے کو تیار نا تھے۔ اگر ایک ضدی تھا تو دوسرا مہا ضدی تھا۔

"مما! کیا ہوا کہاں کھو گئیں آپ"۔ہانیہ کا سکتہ عائشہ کی آواز پر ٹوٹا۔سیاہ آنکھوں میں نمی ہلکورے لینے لگی تھی۔بے اختیار ہانیہ کا دل دھڑکا تھا۔اس سے تو اپنی بیٹی کی دوری تب نہیں برداشت ہوئی تھی اور اگر اب وہ دور ہو جاتی تو کیا وہ اس کے بغیر رہ لیتی؟

عائشہ جو اس کے قریب آ کر اس کی بازو پکڑے کھڑی تھی اپنی ماں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بے حد حیران ہوئی۔ہانیہ نے عائشہ کو مضبوطی سے خود میں بھینچ لیا۔

"مجھے معاف کر دو میرا بچہ! میں نے تمہاری بہت حق تلفی کی ہے"۔۔۔ہانیہ نم آواز میں بولی۔

"مما آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہیں۔اور آپ معافی کیوں مانگ رہی ہیں؟ میں تو آپ سے ناراض نہیں"۔۔۔عائشہ بھی اپنے ننھے ہاتھوں سے اس کے گرد نرم حصار بناتی ہوئی بولی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی مما خود سے ناراض ہے۔ کیونکہ انہوں نے اتنی دیر اپنی بیٹی کو خود سے دور رکھا"۔ اب کہ عائشہ کو خود سے الگ کرتے ہوئے بولی۔

"مما ایم پراؤڈ آف یو کہ آپ میری مما ہیں۔ اس لیے اب آپ آئندہ سے اس بات پر روئیں گی نہیں"۔ عائشہ دونوں ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کرتی ہوئی بولی۔

"بابا! ادھر آیئے"۔ پھر عائشہ کی نظر جو نہی رحمان پر پڑی تو وہ زور سے چلائی۔ جبکہ رحمان علی خان تو اپنی بیٹی کی آواز لاکھوں میں بھی پہچان سکتا تھا۔ عائشہ کی آواز پر وہ مڑا تھا۔ ہانیہ نے بھی عائشہ کی نظروں کے تعاقب میں گردن پھیری تھی۔ ایک لمحہ لگا تھا بس، اور ان دونوں کی نظروں کے تصادم نے درمیان میں حائل دیوار کو پگھلا دیا تھا۔ سیاہ نم آنکھیں، سبز آنکھوں سے ٹکرائیں، ہر سو جیسے چاندنی سی بکھر گئی تھی ان دونوں نفوس کے گرد۔ رحمان اب بڑے بڑے قدم اٹھاتا ان کی جانب بڑھ رہا تھا۔ عائشہ پر جوش سی کھڑی تھی۔ میز کے قریب پہنچ کر رحمان نے عائشہ کو جھک کر ماتھے پر بوسہ دیا جبکہ ہانیہ کی جانب ایک نگاہ غلط تک ڈالنا پسند نا کی۔ ہانیہ کا چہرہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یک لخت تاریک ہوا۔ہانیہ کے برابر والی کرسی پر عائشہ بیٹھ چکی تھی۔ جبکہ رحمان اب سامنے والی کرسی سنبھال چکا تھا۔وہ عائشہ سے اس کی یہاں آنے کی وجہ پوچھ رہا تھا۔اتنے میں ویٹر آکر آرڈر سرو کرنے لگا۔

"بابا آپ جانتے ہیں چچو مجھے یہاں لے کر آئے تھے زبردستی۔میں تو آنا بھی نہیں چاہتی تھی"۔عائشہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی ہوئی بولی۔اسامہ اگر یہ سب سن لیتا تو اپنا سر پیٹ لیتا۔

"مگر پھر مجھے مما مل گئی یہاں۔تو میں نے چچو سے کہا کہ وہ مجھے ایک گھنٹے بعد یہاں سے لے جائیں"۔عائشہ اپنے سامنے فرنچ فرائز کی پلیٹ کرتے ہوئے بولی۔

اس تمام عرصے میں ہانیہ غیر محسوس انداز میں رحمان کو نظروں کے حصار میں لئے ہوئے تھی۔رحمان جانتا تھا وہ بہت کچھ کہنا چاہتی ہے، بتانا چاہتی ہے مگر عائشہ کے سامنے وہ کوئی تلخ کلامی نہیں کرنا چاہتا تھا۔جبھی خاموشی سے عائشہ کے کھانا ختم کرنے کا انتظار کرنے لگا۔

سیاہ چغے میں ملبوس شخص آتش دان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ چہرہ چغے کے ساتھ ملحقہ کپڑے سے ڈھانپا ہوا چہرہ صرف آدھا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ آتش دان میں سے سرخ آگ کی لپٹیں اوپر کی جانب اٹھ رہی تھیں۔ کمرے کی فضاء میں ایک ان دیکھی سرسراہٹ ہوئی۔ آدھا نظر آتا چہرہ اب کہ مسکرا رہا تھا۔

"وہ آگیا ہے واپس، تو آنے دو اس کو"۔ کسی ان دیکھی قوت سے وہ شخص مخاطب تھا۔

کمرے میں ایک مرتبہ پھر سے خاموشی چھا گئی تھی۔ دھیمے قدموں کی چاپ نے سیاہ چغے والے شخص کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ بکھیر دی تھی۔ سامنے دہک رہے آگ کے الاؤ سے نکلتی نارنجی روشنی اس کی آنکھوں میں منعکس ہو رہی تھی۔ قدموں کی چاپ سنائی دینا اب بند ہو چکی تھی۔ نووارد عین اس کے عقب میں آکر کھڑا ہو چکا تھا۔

"پانچ سال! بہت لمبا عرصہ ہوتا ہے۔اور اس عرصے میں تم ایک کثیر رقم وصول کر چکے ہو۔ مگر میرا کام ابھی تک نہیں ہوا"۔ سرد لہجہ، گلہ شکوہ لئے ہوا تھا جیسے سامنے والا اس کا ہمدرد و خیر خواہ ہو۔

"میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے اس کو زیر کرنے کی۔ جب تک وہ مجھ سے یا میرے موکلوں سے ڈرے گی نہیں میں کچھ نہیں کر سکتا۔ سارا مسئلہ یہی ہے کہ وہ ڈر نہیں رہی"۔۔۔سیاہ چغے والا شخص اب جیسے اپنی بے بسی کا اظہار کر رہا تھا۔

"پانچ سال میں ایک مرتبہ بھی وہ نہیں ڈری؟ اگر اس کو پاگل نہیں کر پائے تو جان سے تو مار سکتے ہو نا؟"۔۔۔پشت پر موجود آدمی نے جیسے اپنے سوال نما جواب کی تائید چاہی۔

"کوشش کر سکتا ہوں۔ یہ کام تم کسی انسان سے کرواؤ تو زیادہ بہتر رہے گا"۔۔۔سیاہ چغے والا شخص عجیب انداز میں بولا۔

"انسان جنات سے زیادہ بے رحم ہوتے ہیں۔کیونکہ جنات ڈراتے ہیں اور انسان جان لیتے ہیں"۔سیاہ چغے میں ملبوس شخص نجانے کیا جتانا چاہ رہا تھا۔

"وہ بے رحم انسان اپنی ساری بے رحمی مجھ پر دکھا رہا ہے۔ساری بازی پلٹ گئی ہے"۔۔۔اب کہ نووارد قدرے بے بسی سے بولا۔

"اس کی کوئی نشانی لائے ہو؟"۔اب کہ سیاہ چغے والا شخص سب کچھ سمجھ گیا تھا۔اس شخص کہ یہاں آنے کی اصل وجہ۔اور وہ کس نشانی کی بات کر رہا تھا نووارد اچھے سے سمجھ گیا تھا۔

تبھی اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولا اور پھر ہاتھ باہر نکال لیا۔اب کہ اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا چھوٹا سا لفافہ تھا۔سیاہ چغے میں ملبوس شخص اب کہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔وہ اپنا رخ نووارد کی جانب موڑ چکا تھا۔اس کا آدھا چہرہ ہنوز ڈھکا ہوا تھا۔آگ کے دہکتے الاؤ کے باعث اس کا سایہ پشت پر موجود دیوار پر پڑ رہا تھا۔نووارد نے وہ لفافہ اس کی جانب بڑھایا جس کو وہ بنا کسی سوال جواب کے تھام

گیا۔ان دونوں کے چہرے ایک دوسرے سے بے حد مماثلت رکھتے تھے۔یہ اندازہ اس کا جزوی دکھائی دینے والا چہرہ دیکھ کر بھی لگایا جا سکتا تھا۔

("میرا انتظار کرنا، میں جلد لوٹوں گا")

نازنین جو آنکھیں بند کئے ہوئے تھی ایک جھٹکے سے کھول گئی اور سیدھی ہو بیٹھی۔چونکہ اسامہ کا کہا ہوا جملہ اس کے کانوں میں گونجا تھا۔اسامہ کی اس قدر بے تکلفی اور بے باکی کی اب سمجھ آئی تھی۔اتنے عرصے بعد اس کو یاد آیا تھا کہ وہ اس سے پہلی مرتبہ کہاں ملی تھی۔اپنی زندگی میں کسی ایک شخص سے بھی مل لیتی تھی تو وہ یادداشت کا حصہ بن جاتا تھا مگر اس شخص کو اس کی یادداشت نے بھلا دیا تھا۔اسے خود پر حیرانی ہو رہی تھی۔وہ انہی سوچوں میں غرق تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجائیے"۔فقط اتنا بول کر وہ دوبارہ سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔

"اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! کیسی ہو نازنین تم اب"۔۔۔زاہرہ کی آواز پر نازنین نے پٹ آنکھیں واکیں۔لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! میں اب قدرے بہتر ہوں۔تم بتاؤ"۔سلامتی کے جواب میں سلامتی بھیج کر حال پوچھنے والے کا حال پوچھا۔

"میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔تم اتنے دن آئی نہیں ناتو میں پریشان ہو گئی۔تمہارے گھر پر فون کیا تو پتا چلا کہ تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔تبھی میں گھر آگئی"۔زاہرہ اپنے آنے کی وجہ بیان کرتی ہوئی بولی۔وہ نازنین کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

"تم مجھے کچھ پریشان لگ رہی ہو! سب خیریت ہے"۔۔۔نازنین کے ستے ہوئے چہرے کو دیکھ کر زاہرہ ٹھٹکی،جبھی سوال کر بیٹھی۔

"نہیں،میں پریشان نہیں ہوں! بس تم جانتی تو ہو کہ ایکسیڈنٹ ہوا ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھی سر درد شروع ہو جاتا ہے"۔۔۔نازنین اب کہ اپنا موبائل فون اٹھا کر لاک کھول رہی تھی۔

"کیا کر رہی ہو؟"۔۔زاہرہ اس کے موبائل پکڑنے پر بولی۔

"مما کو کہنے لگی ہوں کچھ کھانے کو لائیں تمہارے لئے"۔

"نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔میں تمہاری تیمارداری کو آئی ہوں، دعوت اڑانے نہیں"۔زاہرہ ناراضگی سے بولی۔

"ارے میں بھی صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے۔جبھی کہہ رہی ہوں دونوں ساتھ مل کر کھالیں گے"۔نازنین رسان بھرے لہجے میں بولی۔

"نہیں پھر کبھی، یہ کھانا ادھار رہا۔دراصل گھر میں بھائی کے نکاح کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔تو بڑی مشکل سے ایک گھنٹے کا بول کر آئی ہوں۔اور گھنٹہ تو گھر ڈھونڈنے میں لگ گیا تھا مجھے"۔۔زاہرہ کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولی۔نازنین نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جواب اپنے چہرے پر نقاب چڑھا رہی تھی۔بے اختیار اس کو اپنی اس دوست پر پیار آیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اچھا چلو ٹھیک ہے۔امی سے تو مل لی ہو گی تم"۔

"ہاں! آنٹی نے تو بہت خاطر مدارت کر دی میری دس منٹ میں ہی"۔۔۔زاہرہ اتنا کہہ کر اپنی بات پر خود ہی ہنس پڑی۔جبکہ نازنین اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے مسکرا دی۔اب کہ زاہرہ باہر جا رہی تھی،نازنین ایک مرتبہ پھر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔داہنے بازو میں درد ہونا شروع ہو گیا تھا جس کو وہ فی الوقت نظر انداز کر رہی تھی۔ابھی زاہرہ کو گئے چند لمحے ہی ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ پھر دروازہ کھلا۔اس مرتبہ اندر آنے والا خاصا بد تہذیب تھا جس نے دستک دینا مناسب نا سمجھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کسی کے کمرے میں آنے سے پہلے دستک دے کر اجازت مانگنے سے آپ کی شان میں گستاخی سرزد نہیں ہو گی"۔نازنین تیز لہجے میں آنکھیں بند کئے بولی۔آواز نقاہت کے باعث ہنوز مدھم تھی۔

"اپنی منکوحہ کے کمرے میں آنے سے پہلے بھی اجازت لیتے ہیں مجھے علم نہیں تھا۔سوری فار دیٹ !"۔۔۔گھمبیر مردانہ آواز پر ناز نین نے یکدم آنکھیں کھولیں تھیں۔سامنے ساحر کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کو سکتے میں آگئی تھی۔

"کیا ہوا کہاں کھو گئی ؟"ساحر اس کی آنکھوں کے آگے ہاتھ ہلاتا ہوا بولا۔جس پر ناز نین کا سکتا ٹوٹا اور اس نے دل ہی دل میں خود کو کوسا۔نجانے اس شخص کو سامنے دیکھ کر اس پر سکتہ کیوں طاری ہو گیا تھا۔کیا یہ اس کی شخصیت کا سحر تھا یا ان دونوں کے مابین قائم رشتہ۔

"کہیں بھی نہیں !آپ کب آئے اور یہ کھانا آپ کیوں لے کر آئے ہیں۔میڈ لے آتی"۔خود کو کمپوز کرتے ہوئے ناز نین اس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے دیکھتے ہوئے بولی جس پر ساحر مسکرا دیا۔

"اپنی عورت کا خیال اور عزت کرنا ہر مرد کا فرض ہے۔گھر کے نوکر وہ خیال نہیں رکھ سکتے آپ کا جو آپ کا پارٹنر رکھ سکتا ہے"۔ساحراب اس کے قریب ٹرے رکھتا ہوا کچھ فاصلے پر بیڈ پہ بیٹھ چکا تھا۔

"اور ویسے بھی ہمارا دین ہمیں ہماری گھر کی عورتوں سے نرمی کا درس دیتا ہے۔تو میں اسی چیز کی پریکٹس کر رہا ہوں"۔۔۔ساحر کے الفاظ پر نازنین کو حیرت ہوئی تھی۔اسے ان باتوں کی امید ہر گز نا تھی۔وہ بس حیران نظریں اس کے چہرے پر جمائے ہوئے تھی جواب نیپکن اس کی گود میں بچھا رہا تھا۔اور اب کہ سوپ کا باؤل ہاتھ میں پکڑے اس میں سے ایک چمچ بھر کر نازنین کی جانب بڑھایا۔جسے وہ بنا کسی انکار کے پی گئی۔

"خالہ بتا رہی تھیں تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔دوپہر کا ایک بج رہا ہے۔تمہیں اپنا خیال رکھنا چاہیئے ہمارے

لئے "۔۔۔وہ لفظ ہمارے لئے پر زور دے کر بولا جس پر نازنین مسکا دی۔اب کہ وہ ایک کے بعد ایک چمچ بنا رکے اس کے منہ میں ڈال رہا تھا۔نازنین نے اس کا ہاتھ روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔اس شخص کو وہ نا کیسے کہہ سکتی تھی؟

"مجھے بھوک نہیں تھی جبھی میں نے نہی کھایا"۔نازنین اب ہاتھ کے اشارے سے بس کرتی ہوئی بولی جس پر ساحر نے اس کو گھورا۔

"بس نا دیکھیں آدھا باؤل پی تو لیا ہے۔اب اور پیا تو یہیں پہ الٹی ہو جانی"۔۔۔میسنی صورت بناتے ہوئے نازنین بولی۔جبکہ ساحر اب کہ باؤل ٹرے میں رکھ کر فروٹس کی پلیٹ اٹھا چکا تھا۔

"میں نے کہا تو ہے کہ مجھے بھوک نہیں ہے مزید اب اور۔۔"۔۔۔ابھی نازنین کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کی پھل کا ایک ٹکڑا ساحر اس کے منہ میں رکھ چکا تھا۔اب کہ ساحر کانٹے میں دوسرا پھل کا ٹکڑا اٹھائے اس کی جانب بڑھا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اتنا بھی کوئی ہیوی کھانا نہیں کھایا ہے تم نے۔ جان بناؤ اپنی! ذرا دیکھو تو کتنی ویک ہو گئی ہو تم۔ کل کو میرے بچوں پر برا اثر پڑے گا"۔۔۔ ساحر عام سے انداز میں بول رہا تھا، نازنین جو کہ پھل نگل رہی تھی وہ کہیں حلق میں ہی اٹک گیا تھا۔ اور وہ کھانسنے لگی تھی۔ ساحر نے پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا جس میں سے اس نے دو گھونٹ بھر کر واپس رکھ دیا۔ ساحر کی کہی ہوئی بات پر اس کو اپنے گال دہکتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"اب ٹھیک ہو"۔۔۔ ساحر آگے بڑھ کر اس کی کمر سہلا رہا تھا۔ اس کے پرفیوم کی خوشبو نازنین کے نتھنوں سے ٹکرائی تو اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ یہ کوئی خواب ہی تھا کہ وہ اس کے اتنا قریب تھا اور اس کا اس قدر خیال رکھ رہا تھا۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کا شوہر اس کا اتنا خیال رکھے گا۔ اور اسی خیال رکھنے کے باعث ساحر علی خان اپنی شخصیت کا سحر پورا کا پورا نازنین میں انڈیل چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم اپنا خیال بالکل نہیں رکھتیں! مجھے لگتا ہے کہ خالہ سے اب رخصتی کی بات کر لینی چاہیئے"۔۔۔ساحر نازنین کے سرخ چہرے کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔اس کے برعکس نازنین ہونقوں کی طرح اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"میں اپنا خیال رکھ سکتی ہوں، آپ کو مما سے کچھ بھی الٹا سیدھا کہنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔نازنین کی نگاہیں اب کہ جھکی ہوئی تھیں۔

جبکہ اس کی حالت دیکھ کر ساحر محظوظ ہو رہا تھا۔

"چلو پھر میرا خیال تو کوئی نہیں رکھ رہا نا! میں اپنی کیئر کے لئے بات کر لوں گا خالہ سے"۔۔۔شرارت آمیز لہجے میں وہ بولا۔اب کہ وہ نازنین کی دوائیاں نکال رہا تھا۔دوائیاں ہتھیلی پر رکھے ان کو نازنین کی جانب بڑھایا جس پر وہ اپنی ہتھیلی آگے کر گئی۔ساحر نے مسکراتے ہوئے وہ گولیاں اس کی ہتھیلی پر رکھ دیں۔اور پانی کا گلاس نازنین کی جانب بڑھا دیا۔اب کے کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھتا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میری ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے آج! دعا کرنا کامیاب ہو جاؤں، اب میں چلتا ہوں"۔۔۔ نازنین کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لئے وہ بولا۔

"آپ تو میری دعاؤں کا حصہ ہیں۔ آپ کے لئے میں ہر روز دعا کرتی ہوں کہ آپ کی ہر نیک تمنا پوری ہو"۔۔۔ نازنین آسودگی سے مسکراتے ہوئے بولی۔ جبکہ نیک لفظ پر ساحر کے گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"اوکے چلتا ہوں، اپنا خیال رکھنا"۔ نازنین کا گال نرمی سے تھپتھپاتے ہوئے وہ نصیحت کرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ جبکہ نازنین جو چند لمحے پہلے کوفت کا شکار تھی اب خود کو تازہ دم محسوس کر رہی تھی۔

کمرے اور گھر کی ابتر حالت دیکھ کر ہاجرہ کو اپنے ارد گرد کی دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"اسماعیل یہ۔۔یہ سب کیا ہے"۔۔۔صدمے کے مارے وہ چلا بھی نا سکی۔

"وہ کیا ہے نا کہ تمہارے بغیر میرے دل کی حالت بھی ایسی ہی ہے۔یہ تو پھر گھر ہے"۔۔۔اسماعیل کان کی لو کھجاتا ہوا بولا۔

"زبیدہ آپا کیا ان دو دنوں میں گھر نہیں آئی تھیں کیا؟"۔اب کہ تیکھے چتونوں سنگ سوال کیا۔

"نہیں ان کو میں نے ان کے گاؤں بھیج دیا تھا۔کہ وہ بھی چھٹیاں گزار لیں دو گھر والوں کے ساتھ"۔

"حاتم طائی کے جانشین !اب یہ گھر کون صاف کرے گا۔وہ تو جب جاتی ہیں ہفتہ ہفتہ نہیں لوٹیں"۔۔۔ہاجرہ اب صحیح معنوں میں۔اپنا سر ہاتھوں میں پکڑے صوفے پر ڈھے گئی تھی۔

"اتنا بھی زیادہ کام نہیں ہے۔کل ویک اینڈ ہے تو میں تمہارے ساتھ کام کروا دیتا ہوں۔ڈونٹ وری"۔اسماعیل اس کو دونوں کندھوں سے تھامتا ہوا بولا۔

اور یوں چار گھنٹے کی ان تھک محنت کے بعد گھر واقع میں بہتر لگنے لگا تھا۔

" صحیح کہتے ہیں گھر والی ہی گھر کو گھر بناتی ہے۔سوچ رہا ہوں ایک اتنا اچھا کام کرتی ہے دوسری آئے گی تو زیادہ آسانی ہو جائے گی"۔۔۔ہاجرہ جو ابھی منہ ہاتھ دھو کر واشروم سے باہر آئی تھی اسماعیل کی بات پر آگ بگولہ ہو گئی۔

"ایک تو گھر اتنا گندا رکھا۔دوسرا زبیدہ آپا کو چھٹی دے دی۔تیسرا اب دوسری بیوی لانے کا سوچ رہے ہیں آپ۔آخر آپ چاہتے کیا ہیں"۔۔۔ہاجرہ ہاتھ میں پکڑا ہوا تولیہ زور سے بیڈ پر پھینکتے ہوئے بولی۔

"میں یہ چاہتا ہوں کہ اتنی مشکل سے کی گئی صفائی تم خراب مت کرو"۔۔۔اسماعیل تولیہ اٹھاتا اسٹینڈ پر ڈالتے ہوئے بولا۔

"آپ کا کیا مطلب ہے یہ سارا بکھیڑا میری وجہ سے ہے"۔۔۔اب کہ وہ روہانسی ہو چکی تھی۔آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنا شروع ہو چکے تھے۔معاملہ گرم ہوتا دیکھ اسماعیل کو اپنی بے وقوفی احساس ہوا۔

"ٹھیک ہے میں ہوں ہی بری۔آپ جا کر دوسری شادی کر لیں۔شائد وہی بیوی آپ کی خواہشات پر پوری اترتی ہو"۔آنسو اب کہ تواتر سے بہتے گال بھگو رہے تھے۔

"ہاجرہ میں مذاق کر رہا تھا یار۔تم اس طرح سے کیوں بیہیو کر رہی ہو"۔۔۔اسماعیل اس کے قریب آتا انگلیوں کی پوروں سے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

"اور رہی بات دوسری شادی کی تو اس کی مجھے قطعاً ضرورت نہیں نا کبھی ہو گی۔میرے لیئے آپ کا ساتھ سب سے اہم ہے۔آپ کے بعد کسی کی بھی گنجائش

نہیں"۔آنسو صاف کرنے کے بعد اس کو خود میں بھینچ لیا۔اور نرمی سے اس کے بالوں پر لب رکھ دیئے۔

"میں آپ سے ہنسی مذاق میں ایسی بات کہہ دیتا ہوں لیکن آج کے بعد وہ بھی نہیں کہوں گا"۔

"آپ سچ کہہ رہے ہیں"۔۔۔ہاجرہ نے اس کے سینے سے سر اٹھا کر سوال کیا تو اسماعیل اس کے معصومانہ انداز پر ہنس پڑا۔رونے کے باعث اسکی ناک اور گال سرخ ہو چکے تھے۔اسماعیل کو بے اختیار اس پر پیار آیا۔

"ہاں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔میری وجہ سے آپ کی دل آزاری ہوئی اس کے لئے معذرت"۔اب کہ وہ دونوں ہاتھوں سے کان پکڑتے ہوئے بولا۔اس کی اس حرکت پر ہاجرہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"چلیں میں کچھ کھانے کو بناتی ہوں۔آپ بھی تب تک فریش ہو لیں"۔

"نہیں کھانا میں نے آرڈر کر لیا ہے، اور بیوی جب قریب ہو تو فریش ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ بندے پر خود بخود روپ آجاتا ہے"۔۔۔اسماعیل شرارت آمیز لہجے میں بولا۔

"آپ پر جو روپ بیوی کی عدم موجودگی میں آیا تھا اس کے بھی کیا کہنے"۔۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی بولی جبکہ اس کی بات پر اسماعیل نے آنکھیں چھوٹی کیئے اس کی جانب دیکھا۔

ابھی وہ کچھ بولتا کہ ہاجرہ سینے پر ہاتھ رکھتی یکدم صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟"۔۔۔متفکر لہجے میں قریب آکر پوچھا۔

"ہاں بس تھوڑی گھبراہٹ ہو رہی تھی، شائد صبح سے کچھ کھایا نہیں اس لئے"۔

"وہاٹ؟ آر یو کریزی؟ آپ اتنی لاپرواہی خود سے کیسے برت سکتی ہیں ہاجرہ"۔۔۔خفگی بھرے لہجے میں فکر پنہاں تھی جس پر ہاجرہ مسکا دی۔

www.novelsclubb.com

"میں لاپرواہی نہیں برت رہی بس مجھے بھوک نہیں لگی تھی اور دل بھی نہیں چاہ رہا تھا۔ صبح آپ کے ساتھ عادت ہے نا کھانا کھانے کی اس لئے بس"۔ ہاجرہ اس کے کندھے پر سر رکھتی ہوئی بولی۔

"آپ اپنا خیال رکھا کریں۔ میں نا ہوں گا تو آپ اپنا خیال نہیں رکھیں گی کیا؟"۔۔۔ہاجرہ کے گرد بازو حمائل کرتے نرم لہجے میں استفسار کیا۔ جتنے آرام سے اسماعیل نے یہ سوال کیا تھا ہاجرہ نے دہل کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"اللہ نا کرے کے ایسا کوئی وقت آئے کہ ہم دونوں الگ ہوں۔ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں"۔ خفگی بھرے انداز میں ہاجرہ اسماعیل کی آنکھوں میں براہ راست دیکھتے ہوئے بولی۔ اسماعیل ان سیاہ آنکھوں میں چند پل کو کھو سا گیا۔ چند لمحے، چند سانسیں سرکیں۔ وہ دونوں ٹرانس کی سی کیفیت میں ایک دوسرے میں محو تھے۔ ان کا یہ سحر ڈور بیل کی آواز نے توڑا۔ اسماعیل ایک دم سر ہلاتا پیچھے ہوا جبکہ ہاجرہ مسکرا دی۔ یہ شخص چند مہینوں میں دل کی مسند پر بڑی شان سے براجمان ہو چکا تھا جس کا

اندازہ اس کو خود بھی نا تھا۔اسماعیل اب کہ والٹ اٹھاتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا جبکہ ہاجرہ صوفے کی پشت سے سر ٹکا گئی۔ مستقبل میں کونسا طوفان اس کا منتظر تھا اس سب سے بے خبر وہ پر سکون سی آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔

رات کا آخری پہر شروع ہو چکا تھا۔خاموشی یوں تھی گویا کوئی ذی روح یہاں موجود ہی نا ہو۔ فیکٹری ایریا ہونے کے باعث یہاں پر لوگوں کی آمدورفت نا ہونے کے برابر تھی۔ایسے میں ایک پرانی بوسیدہ عمارت جس کو مسمار کیا ہوا تھا عجیب ہیبت ناک معلوم ہو رہی تھی۔

سیاہ رنگ کی کار نے اس ماحول کی خاموشی میں اپنا بسیرا ڈالا تھا۔انجن کے شور نے ماحول کے سکوت میں ارتعاش پیدا کیا تھا۔ تبھی فیکٹری کے جزوی بوسیدہ حصے سے ایک آدمی باہر آتا دکھائی دیا۔سیاہ رنگ کی کار کا دروازہ کھلا تھا۔اندر بیٹھے شخص نے

www.novelsclubb.com

باہر آنے کی زحمت نہیں کی تھی۔دوسرا شخص اب تیز تیز قدم اٹھاتا اس تک پہنچ گیا تھا۔

"کیا بنا میرے کام کا؟"۔کار میں بیٹھے شخص نے بنا کسی تمہید کے سوال کیا۔

"جناب آپ کا کام ہو گیا ہے۔ساری اسپلائی بھیج دی ہے ہم نے۔بہت جلد پیمنٹ بھی کلیئر ہو جائے گی"۔۔۔وہ آدمی اب کہ واپس جا رہا تھا۔جبکہ کار میں بیٹھے شخص کے چہرے پر طمانیت کے جو آثار تھے فون کی اسکرین پر ابھرتا نمبر دیکھ کر ہوا ہوئے تھے۔

"کال کرنے کی وجہ"۔فون کان سے لگائے سرد آواز میں سوال پوچھا۔جبکہ دوسری جانب موجود ہستی بمشکل اپنی سسکیاں دبائے ہوئے تھی۔

"تم میرے ساتھ یہ سب مت کرو پلیز۔میں نہیں جانتی تمہارے دماغ میں وہ سب باتیں کس نے ڈالی ہیں۔میری زندگی میں آنے والے تم پہلے مرد ہو"۔وہ نم آواز میں بے بسی وضاحت دے رہی تھی۔

"مگر تم میری زندگی میں آنے والی پہلی عورت نہیں ہو، نا ہی آخری! آخری عورت میری بیوی ہے۔اس لئے میرے خواب دیکھنے چھوڑ دو"۔۔۔وہ بے رحم تھا اور بلا کا بے رحم تھا۔

"ہمارے بچے کے لئے بھی نہیں آؤ گے تم واپس؟"۔اک موہوم سی امید کی کرن تھی۔

"تم بچہ ابارٹ کرواؤ گی یا جان سے جانا پسند کرو گی؟"۔۔۔سفاکی کی حد تھی۔

"جان سے تو پہلے ہی جا چکی ہوں میں"۔وہ اس وقت بے بس تھی اور انتہا کی بے بس!

"دوبارہ مجھے کال مت کرنا۔اور نا ہی مجھ سے کسی چیز کی امید رکھنا۔میں رحم نہیں کھاتا۔اور جب میرا قہر کسی پر ٹوٹتا ہے تو وہ اگلا سانس نہیں لے پاتا"۔اتنا کہتے فون بند کرتے ہی کار کے ڈیش بورڈ پر پھینک دیا۔اور سر اسٹیئرنگ پر گرا لیا۔

www.novelsclubb.com

وہ رحم نہیں کرتا تھا مگر اب کمزور پڑ رہا تھا۔وہ جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا مگر اب وہ گریز برت رہا تھا۔جو سرد مہری چند لمحے قبل اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی اب وہاں بے چینی نے جگہ بنالی تھی۔اپنی زندگی کے اٹھائیس سال ریت کا پہاڑ محسوس ہو رہے تھے۔ جس کو گر چھو تو ریزہ ریزہ ہو جائے۔

وہ رحم نہیں کرتا تھا کیونکہ زندگی نے اس پر رحم نہیں کیا تھا۔وہ خود خوش نہیں رہا تھا تو کسی کو بھی خوش رہنے کا حق نہیں تھا۔ مگر ایک وجود تھا جس کی مسکراہٹ کی جلترنگ اس کے جسم میں نئی روح پھونک دیتی تھی۔وہ سیاہ آنکھیں اس کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھیں۔ان میں موجود محبت کا سمندر اسے خود میں ڈبوتا جا رہا تھا اور بخوشی اس میں غرق ہونے کو تیار تھا۔

یہ اسلام آباد کا ایک پر تعیش ریستوران تھا جہاں پرہانیہ کو شہریار نے ملنے کے لئے بلایا تھا۔اوپن ائیر ایریا ہونے کے باعث یہاں سے مارگلہ کی پہاڑیاں واضح دکھائی

www.novelsclubb.com

دے رہی تھیں۔ سرد موسم کے باعث پہاڑیاں دھند میں لپٹی ایک دلکش نظارہ پیش کررہی تھیں۔

مگر آس پاس کے نظارے تو تب ہی دلکش لگتے ہیں جب دل کی دنیا حسین ہو۔

اور ہانیہ عبید اپنے ساتھ ہونے والے واقعات کے باعث قدرت کی ہر خوبصورتی سے رخ پھیرے ہوئے تھی۔

شہریار ہانیہ کے انتظار میں بار بار ہاتھ پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھ رہا تھا۔اس کے چہرے سے اضطراب جھلکتا واضح دکھائی دے رہا تھا۔اندر کہیں یہ ڈر بیٹھا ہوا تھا کہ اگر وہ نا آئی تو؟ مگر ہانیہ کی آواز نے اس کے تمام خدشات کو دبا دیا۔ویٹر اس کو اب میز کی جانب رہنمائی کررہا تھا جہاں شہریار پہلے سے ہی موجود تھا۔شہریار اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ہانیہ کے قریب پہنچتے ہی ویٹر کو اشارے سے جانے کو کہا۔ریزروڈ ٹیبل کی جانب بڑھتے ہوئے شہریار ہانیہ کے ہم قدم تھا۔دل اس کا زوروں کا دھڑک رہا تھا۔آج جو وہ کرنے والا تھا شائد اس کے رد عمل کے باعث!

ہانیہ کے لئے کرسی کھینچتا وہ اس کو ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا کہا۔ پھر خود کرسی کھینچتا اس کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔

"کافی یا جوس؟"۔ گفتگو کا آغاز کرنے کی غرض سے سوال کیا۔

"کچھ بھی نہیں۔ یہاں جس کام کے لئے بلایا ہے وہ بتاؤ"۔ بنا کسی تمہید و لحاظ کے ہانیہ درشتی سے بولی۔

"مجھے تمہیں سوری کہنا تھا۔ حالانکہ وہ سب جھوٹ تھا مگر پھر بھی آئم سوری"۔ اب کہ ہاتھ میں پکڑے کانٹے کو ٹیبل پر آڑھے ترچھے انداز میں چلاتے ہوئے بولنا شروع کیا۔

"زبیر شیرازی جھوٹ بول رہا تھا، میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ میں تم پر کسی کی بری نظر تک نہیں برداشت کرسکتا کجا تمہارا استعمال کرتا"۔۔۔ شہریار شرمندہ لہجے میں وضاحت دینے والے انداز میں بولا۔

www.novelsclubb.com

"اور"۔۔۔اس سب کے بدلے ہانیہ صرف ایک لفظ بولی۔اس کی اتنی لمبی چوڑی تمہید کا ہانیہ پر رتی برابر بھی اثر نا ہوا تھا۔

"آج میں تمہیں سب کچھ سچ بتانا چاہتا ہوں۔وہ سچ جو تمہارے لئے جاننا بے حد ضروری ہے ورنہ تم دشمن اور دوست میں فرق نہیں کر پاؤ گی"۔اب کہ کانٹا میز پر رکھ کر براہ راست ہانیہ کی آنکھوں میں دیکھا۔جہاں نا سمجھی و بے زاری کے تاثرات یکجا ابھرے تھے۔

"میں جانتا ہوں تمہیں میری بات کا یقین نہیں آئے گا لیکن میں آج جو بھی تم سے یہاں کہوں گا وہ ایک ایک حرف سچ ہو گا"۔

"جلدی کہو جو کہنا ہے۔مجھے کسی سے ملنا ہے اس کے بعد"۔۔۔ہانیہ اب کہ ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے اس پر چہرہ ٹکائے ابرو اچکاتی بے زاری سے بولی۔

www.novelsclubb.com

"ملک حنان تمہارے تایا ہیں۔ تمہارے بابا اکلوتی اولاد نہیں تھے اپنے والد کی۔انہوں نے گھر والوں کی مرضی کے خلاف شادی کی تھی۔اور اس کی وجہ ان کا طلاق یافتہ اور ایک بچے کی ماں ہونا تھا۔وہ بچہ میرے بابا تھے۔

مگر دادی کی دادا سے علیحدگی بہت جلد ہو گئی تھی۔ مگر ان میں سے ان کی ایک اولاد تھی۔ملک حنان علی!"۔۔۔یہاں آکر آواز رندھ گئی۔اپنے بابا کے ذکر کرتے ہوئے آنکھوں میں دنیا جہان کا کرب سمٹ آیا۔

"جب بابا کے گھر میں پیدا ہوا اس سے ایک ماہ بعد ہی میرے بابا کی ایک حادثے میں ڈیتھ ہو گئی"۔۔۔وہ جانتا تھا کہ وہ بے ربط جملے بول رہا تھا۔بیچ میں سے بہت ساری باتیں وہ سینسر کر گیا تھا مگر جو ضروری وہ ہانیہ کو وہ بتا رہا تھا۔

"چچا نے میری پرورش کی تھی۔میرا ایکٹنگ کی فیلڈ میں ذرہ برابر بھی انٹرسٹ نہیں تھا۔ مگر پھر تمہاری تصویر نے دکھائی تھی۔اور تمہیں دیکھتے ہی میں تمہارا اسیر ہو گیا تھا۔تم سے ملاقات چچا نے اپنے لیے کروائی تھی میرے لئے نہیں۔وہ

جائیداد جو اکیلے تمہارے بابا کے نام تھی اس پر وہ سمجھتے تھے کہ ان بھی اتنا ہی حق ہے۔اس لیے تمہیں زیر کر کہ وہ ساری جائیداد ہتھیانا چاہتے تھے۔ مگر میرا دل بدل گیا۔ جیسے جیسے تمہیں جانتا گیا تم میرے دل میں اترتی گئی۔ میرا اس دل پر کوئی اختیار نہیں"۔۔۔شہریار اس کی آنکھوں میں تکتا روانی سے بول رہا تھا جبکہ ہانیہ دم سادھے سب کچھ سن رہی تھی۔ساری معلومات پراسیس کرنا ایک مشکل مرحلہ تھا ہانیہ کے لئے۔یہ اتنی ساری معلومات ایک ساتھ کسی صدمے سے کم نا تھیں۔

"تمہیں دغا دینے سے قبل میرا اپنا دل مجھ سے دغا کر گیا۔ میں تم کو دھوکہ دینا تو دور کی بات ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ تم تک پہنچنے کی منزل میں ایک رکاوٹ تمہاری شادی تھی"۔۔۔گفتگو کس نہج پر جا رہی تھی ہانیہ اندازہ ہی نا کر پائی۔اس کے لئے پچھلا شاک ختم نا ہوا تھا کہ دوسرا اس کا منتظر تھا۔

"مگر جب تمہاری اور رحمان کی علیحدگی کا پتا چلا تو اک امید کا جگنو میں نے بھی تھام لیا۔ میں نے فوری طور پر تم سے اس موضوع پر اس لیے بات نہیں کی کیونکہ اس

وقت تم اس پوزیشن میں نہیں تھی کہ مجھ پر اعتبار کرتی۔میں نے تمہاراا اعتبار کمانے کی کوشش کی مگر!"۔۔۔اب کہ ہاتھ کا مکا بناتے ہوئے بے بسی سے ٹیبل پر مارا۔

"زبیر شیرازی نے وہ اعتبار لمحوں میں چکنا چور کر دیا"۔شہریار کے لہجے سے بے بسی چھلک رہی تھی۔ویٹر کھانا سرو کر چکا تھا مگر وہ ابھی تک ان چھوا تھا۔ہانیہ کو جو بات اتنا عرصہ قبل کھٹکی تھی آج مجسم حقیقت کی صورت میں سامنے موجود تھی۔

"آج میں واضح لفظوں میں اپنی بات کہنے آیا ہوں۔کیا تم پرانی باتیں ماضی بھلا کر اپنی بقیہ زندگی میرے ساتھ گزارنا چاہو گی؟"۔۔۔شہریار آنکھوں میں امید کے جگنو لئے سوال کر رہا تھا۔جبکہ ہانیہ اب استہزائیہ انداز میں اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"تم نہیں جانتی تمہارا ساتھ پانے کے لیے میں فیئر اینڈ فاؤل کی تمیز بھول سکتا ہوں۔مگر میرے لیے تمہاری رضامندی سب سے اہم ہے۔باقی دنیا چاہے جو مرضی کہے فرق نہیں پڑتا"۔۔۔شہریار بنا ہانیہ کے تاثرات جانچے اپنی رو میں

www.novelsclubb.com

بولے جا رہا تھا جبکہ ہانیہ کی نگاہوں کا مرکز کوئی اور ہی شخص تھا۔اس کی نگاہوں کی سمت میں شہریار نے جب دیکھا تو ایک لمحے کو حلق تک کڑوا ہو گیا۔وہ برے سے برے وقت کی امید رکھ سکتا تھا مگر اس شخص کی موجودگی ایک آنکھ نا بھائی تھی۔وہ شخص اپنی وجاہت کا سحر بکھیرتا کئی نگاہوں کا مرکز تھا۔متوازی چال چلتا وہ اب کہ ان کے قریب آچکا تھا۔اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی ہانیہ کی جانب پھیلائی تھی جس پر ہانیہ کی گہری سیاہ آنکھوں میں جگنو آن ٹھہرے تھے اور شہریار کی آنکھوں کی چمک نووارد نے نوچ لی تھی۔

صبح کا وقت ہونے کے باعث یونیورسٹی کے کیفے ٹیریا میں طلباء کی تعداد قدرے کم تھی۔خنساء پہلا لیکچر فری ہونے کے باعث کیفے میں بیٹھی ہوئی تھی چہرے پر برہم تاثرات سجائے بیٹھی تھی۔

"ایک تو ان کی سمجھ نہیں آتی نہیں آنا ٹیچرز نے تو ہمیں کیوں صبح صبح خوار کرتے ہیں"۔۔۔ من ہی من میں سوچتی وہ اپنے لئے منگوائے ناشتے کے پیسے پرس میں سے نکال رہی تھی۔اس سے قبل کے وہ ناشتہ شروع کرتی ایک نوجوان اس کے مقابل آکر بیٹھ چکا تھا۔خنساء نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا جیسے جاننا چاہ رہی ہو اس کی اس بے تکلفی کی وجہ۔

"میرا تعارف میں کروادیتا ہوں ڈونٹ وری! مائی سیلف حبیب شیرازی اینڈ یو"۔۔۔ناآشنائی کے تاثرات بھانپتے ہوئے وہ بولا۔

"مجھ سے بات کرنے کا مقصد؟"۔خنساء بنا کسی تمہید کے بولی جس پر حبیب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ایسے ہی تو نہیں وہ اس کے پیچھے پاگل تھا۔اس نے سر تا پیر اک بھرپور نظر اس کے سراپے پر ڈالی۔وہ سفید رنگ میں ملبوس اپنی گندمی رنگت کے باعث جاذب نظر لگ رہی تھی۔میک اپ سے مبرہ چہرہ اسے سب سے ممتاز کررہا تھا۔

"اتنی اسٹریٹ فارورڈنیس۔اوہ مائی گارڈ! جان پہچان تو بنالیں پہلے، پھر بات کرنے کا مقصد بھی معلوم ہو جائے گا"۔۔۔خنساء کا چہرہ نظروں کے حصار میں لئے وہ دلکش لہجے میں بولا۔جبکہ خود پہ گڑھی اس کی بے باک نگاہیں اب کہ خنساء کو متذبذب کر رہی تھیں۔

"مجھے کوئی شوق نہیں آپ سے جان پہچان بنانے کا۔سو یو کین گو ناؤ"۔۔۔ہاتھ کے اشارے سے جانے کا کہا اور اپنی پلیٹ سے سینڈوچ اٹھالیا۔گویا سامنے والے کی بات میں کوئی دلچسپی نا ہو۔مگر مقابل کے اگلی حرکت پر خنساء ششدر رہ گئی۔

"اواٹس رئیلی ڈیلیشیئس!کم آن ایسے کیا دیکھ رہی ہو"۔۔۔بقیہ سینڈوچ کا پیس دانتوں سے کترتے ہوئے حبیب ایسے بولا جیسے کچھ جانتا ہی نا ہو۔

"ہاؤڈیئر یو ٹو ڈو دس؟"۔۔۔خنساء خونخوار لہجے میں غرائی جس پر حبیب معنی خیزی سے مسکرا دیا۔

www.novelsclubb.com

"لائک دس"۔۔۔سینڈوچ کو دانتوں سے دوبارہ کترتے ہوئے وہ بولا جس پر خنساء سے رہا نا گیا تو اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے کیا ہوا؟ بیٹھئے نا آپ کی ہی جگہ ہے یہ"۔۔۔مقابل نے زچ کرنے میں کوئی کسر نا چھوڑی تھی۔ جبکہ خنساء اپنا غصہ ضبط کئے باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"بل تو پے کرتی جاؤ"۔۔۔پیچھے سے ہانک لگاتا وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر بل پیڈ ہے"۔۔۔ویٹر کے اطلاع دینے پر وہ مسکرا دیا۔

اب کہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا خنساء کی تقلید میں چل رہا تھا۔

"ذرا آرام سے چلواتنی اسپیڈ سے تو بائک نہیں دوڑتی"۔۔۔پیچھے سے یہ جملہ سن کر خنساء کے قدم یک لخت رک گئے۔ ایڑھیوں کے بل گھوم کر پیچھے سے ہانک لگانے والے کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اگر اب تم ایک لفظ بھی بولے تو تمہاری شکائیت لگادوں گی میں ڈین سے"۔۔۔انگلی اٹھا کر تنبیہی انداز میں دھمکی دی۔

"اچھا بس ایک سوال کا جواب دے دو پھر میں یہاں پہ نظر بھی نہیں آؤں گا"۔۔۔حبیب اتنا کہہ کر ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا۔جبکہ خنساء نے صرف ابرو اچکانے پر اکتفا کیا جیسے کہنا چاہ رہی ہو "بولو"۔

"کیا تم کمیٹڈ ہو کہیں پہ؟"۔۔۔کان کی لو کھجاتے اطراف میں نظریں گھماتے یہ سوال کیا جبکہ خنساء کا خون اب ابلنے لگا تھا اس شخص کی فضول گوئی پہ۔

"میں شادی شدہ ہوں اور میرے دو بچے بھی ہیں! کچھ اور پوچھنا ہے کیا؟"۔۔۔دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ جس سنجیدگی سے بولی تھی ایک لمحے کو حبیب بھی گڑبڑا گیا تھا۔اس نے ایک مرتبہ پھر سر تا پیر اس کو دیکھا جیسے اس کی بات کی تصدیق کرنا چاہ رہا ہو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"خنساء اتنا کہتی پیر پٹخنے والے انداز میں آگے بڑھ گئی جبکہ حبیب پیچھے ہونقوں کی طرح کھڑا تھا۔

"کیا ہوا؟ نہیں پٹی؟"۔۔۔یہ وہی لڑکی تھی جو خنساء کو یونیورسٹی کے پہلے دن ملی تھی۔

"یار وہ کہہ کر گئی ہے کہ وہ شادی شدہ ہے اور اس کے دو بچے ہیں"۔۔۔حبیب ابھی بھی اسی جانب دیکھتا ہوا بول رہا تھا جس طرف خنساء گئی تھی۔

"اس نے کہا اور تم نے مان لیا؟"۔۔۔اس لڑکی نے جیسے تصدیق کرنی چاہی۔

"ماننا ہی پڑا اتنی سنجیدگی سے وہ کہہ رہی تھی یار"۔۔۔اب کہ وہ بے چارگی سے بولا جس پر اس لڑکی کا قہقہہ نکلا۔

"تم حبیب شیرازی! جس کو کوئی لڑکی نا نہیں کرتی ایک چھٹانک بھر کی لڑکی بے وقوف بنا گئی۔نا وہ شادی شدہ ہے نا ہی اس کے بچے ہیں۔میں نے اس کی پوری

اسٹوڈنٹ پروفائل چیک کی ہے۔میں کچی کھلاڑی نہیں ہوں"۔۔۔اب کہ وہ مصنوعی کالر جھاڑتے ہوئے بولی۔اور قریب آکر حبیب کے کندھے کو تھپکا۔

"بیٹر لک فار نیکسٹ ٹائم"۔۔۔اتنا کہہ کر اک ادا سے بالوں کو جھٹکا دیتے وہ آگے بڑھ گئی۔

"بیٹر لک فار نیکسٹ ٹائم"۔۔۔حبیب نے بھی زیر لب انہی الفاظ کو دہرایا اور مسکرا دیا۔اپنے ازلی عیار و مکار تاثرات کے ساتھ۔

---

www.novelsclubb.com

ایک ہفتہ بعد:۔

نازنین اب کہ مکمل صحتیاب ہو چکی تھی اس لیے دوبارہ سے سینٹر جانا شروع کر چکی تھی۔آج سینٹر سے واپسی پر خریداری کی غرض سے وہ قریبی شاپنگ مال میں چلی گئی تھی۔اپنی مطلوبہ چیزوں کو الٹتے پلٹتے وہ ادھر ادھر نظریں گھما رہی تھی کہ

عقب سے آنے والی پکار پر مڑی۔آواز دینے والا کوئی اور نہیں اسامہ علی خان تھا اور اس آواز کو تو وہ ہزاروں میں بھی پہچان سکتی تھی۔اسی آواز کے ناسنائی دینے کے لئے وہ دن رات دعائیں کرتی تھی۔ مگر یہ سب کسی آسیب کی مانند اس سے چمٹ گیا تھا۔

"کیسی ہو"۔۔۔اب کہ وہ نازنین کے برابر میں آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہوں"۔ مختصر سا جواب دیتی وہ اب اگلے شوکیس کی جانب بڑھ گئی تھی۔اسامہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا تھا۔مجال ہے جو وہ بدلے میں وہ اس کا حال پوچھ لیتی۔

"جب کوئی حال احوال پوچھے تو بدلے میں اس کا بھی حال پوچھ لیتے ہیں"۔۔۔اب کہ وہ ناراض لہجے میں بولا تھا۔

"پہلی بات میں ہر ایرے غیرے سے بات نہیں کرتی۔دوسری بات تم میرے سامنے کھڑے ہو اور بالکل صحیح سلامت ہو۔اور یقیناً ابھی بھی کوئی خرافاتی سوچ

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تمہیں یہاں تک لائی ہے"۔۔۔نازنین اب کہ ایک سیاہ رنگ کی شال دیکھ رہی تھی جس ک بارڈر پر سفید رنگ کی کڑھائی ہوئی ہوئی تھی۔یہ سب باتیں اس نے اتنی مدھم آواز سے کہیں تھی کہ اسامہ ہی صرف سن پایا تھا۔

"تمہاری انہی باتوں کی وجہ سے ہر مرتبہ میں تمہارے پیچھے چلا آتا ہوں"۔۔۔اب کہ وہ دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑس کر بولا۔

"مسٹر اسامہ! میں آپ کے بھائی کی منکوحہ ہوں آپ کی نہیں۔اس لئے میرے پیچھے آنے سے اجتناب کیجئے۔آپ کو اپنی عزت کی پرواہ نہیں ہے مجھے بہت ہے سو پلیز! مجھے کم سے کم بلایا کیجئے"۔۔۔نازنین اب کہ بے زاری سے بولی۔اور ایک سفید شال جس پر سفید ہی رنگ کی کڑھائی ہوئی تھی سیلز گرل کی جانب بڑھا دی۔

"ناٹ آ بیڈ آئیڈیا"۔۔۔اسامہ اس کو پیک ہوئی شال پکڑتے دیکھ کر بولا۔نازنین نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بھائی کی منکوحہ سے میری منکوحہ ؟کیسے لگے گا بولو"۔۔۔اب کہ وہ ذرا جھک کر سرگوشی نما انداز میں بولا۔اس کا لہجہ سنجیدہ تھا۔ تمسخر ڈھونڈنے سے بھی کہیں نا ملتا تھا۔اس لمحے نازنین کو اس شخص سے خوف آیا تھا۔

"اسامہ علی خان تمہیں اپنی عزت واقع نہیں پیاری نا؟"۔۔اب کہ وہ سوالیہ انداز میں بولی۔ جبکہ سیلز گرل اس کی جانب ایک بیگ لے کر آئی اور اس کو تھما دیا۔وہ حیرانی سی اس بیگ کو دیکھنے لگی۔

"میم یہ آپ کے لئے سر نے پیک کروایا ہے۔ویسے سر کی چوائس بہت اچھی ہے۔اور آپ دونوں کا کپل بھی بہت سوٹ کر رہا ہے"۔۔۔ سیلز گرل اپنی رو میں بولتی جا رہی تھی جبکہ اسامہ کے اندر قہقہے ابل رہے تھے۔نازنین خونخوار تاثرات لیے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"یہ میرے بھائی ہیں۔آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"۔۔۔اتنا کہہ کر وہ آگے بڑھ گئی جبکہ پیچھے اسامہ اور سیلز گرل حیرت سے اس کو تک رہے تھے۔ سیلز گرل سر

www.novelsclubb.com

جھٹکتی اپنے کام میں مصروف ہو گئی جبکہ اسامہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"تم نے مجھے اپنا بھائی کیوں کہا؟"۔۔۔نازنین جو کہ کار کا دروازہ کھولے اندر بیٹھنے لگی تھی اسامہ کی آواز پر دانت پیس کر رہ گئی۔آج کا پورا دن خراب تھا اور اس بات کا اندازا اسے بخوبی ہو چکا تھا۔

"میرا اور تمہارا اس کے علاوہ کوئی رشتہ ہے تو بتا دو"۔۔۔اب کہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ اسامہ کی نظروں میں نظریں گاڑھے بولی۔اور بس یہیں اسامہ علی خان کی زبان مفلوج ہو گئی تھی۔ان آنکھوں نے اس کو کئی سال قبل اپنا اسیر کیا تھا۔آج بھی وہ ان آنکھوں کے سامنے مسحور ہو جاتا تھا۔بے بس، بے زباں سا مع۔

"تم پہلے اپنی یہ خونخوار نگاہیں مجھ پر سے ہٹاؤ! اس کے بعد میں تمہاری بات کا جواب دوں گا"۔۔۔اسامہ نظریں ادھر اُدھر گھماتا بولا جبکہ نازنین نے اس کی بے تکی بات پر آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میری نظریں خونخوار ہیں؟"۔۔۔سوالیہ لہجہ! وہ تھوڑا آگے کو ہوئی جس پر اسامہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہوا۔ چہرہ اوپر کیئے جانچتی نگاہوں سے اسامہ کو دیکھا جس پر وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔ "تم واحد بندے ہو جس کو میری آنکھوں سے خوف آتا ہے۔ ویسے آنا بھی چاہیئے"۔۔۔لاپرواہی سے اتنا کہتی، نفی میں سر ہلاتی وہ کار میں بیٹھ چکی تھی۔ دروازہ بند ہونے اور گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز پر اسامہ نے پلٹ کر دیکھا تو وہ جا چکی تھی۔

"یہ لڑکی کسی دن جان لے گی"۔۔۔اسامہ نے دل میں سوچا۔ وہ کیسے بتاتا اسے کہ ان آنکھوں میں کونسا احساس پنہاں ہے جو اسے اپنی جانب کھینچتا ہے اور وہ کھینچا چلا آتا ہے۔ محبت الہام ہوتی ہے جو ہر مرتبہ ان آنکھوں کو دیکھ کر اس کے دل کی سرزمین پر ہلچل مچاتی تھی اور یہاں آکر وہ بے بس ولاچار ہو جاتا تھا۔

اگر اب سے ایک ہفتہ قبل ریسٹورنٹ والی شام میں لوٹو تو ہانیہ جس شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی وہ اور کوئی نہیں رحمان علی خان تھا۔ جس کو دیکھ کر شہریار کو سارا آسمان پتھر برساتا محسوس ہوا تھا۔ اپنا وجود بھی اس وقت کسی پتھر کے مجسمے سے کم نا تھا۔

"چلیں مسز"۔۔۔رحمان نرم مسکراہٹ لیئے بولا جس پر ہانیہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے قدموں کے ساتھ قدم ملانے لگی۔ رحمان کی پھیلی ہوئی ہتھیلی پر وہ اپنی ہتھیلی رکھ چکی تھی۔

"رحمان تم سچ میں آ گئے"۔۔۔ہانیہ آنکھوں میں ڈھیروں جگنو لئے بولی۔

"ہاں"۔ یک لفظی جواب دے کر وہ خاموشی سے چلتا اپنی کار کے قریب آیا اور دروازہ کھولا۔ ہانیہ بنا کسی سوال کے اندر بیٹھ گئی۔ رحمان بھی دوسری جانب سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

"کافی پیو گی"۔۔۔رحمان ہانیہ کو خاموش پا کر بولا۔دھیان سامنے سڑک پر موجود گاڑیوں پر تھا۔

"پر تمہیں تو کافی پسند نہیں"۔۔۔ہانیہ بے ساختہ بول اٹھی۔اسے یاد تھا کہ وہ جب جب بلیک کافی پیتی تھی اس کو دیکھ کر ہی رحمان آڑے ترچھے منہ کے زاویے بناتا تھا۔

"تم ساتھ ہو گی تو ناپسند چیز بھی پسند میں بدل جائے گی۔یہ تو پھر ایک بے ضرر سی کافی ہے"۔۔۔جتنے سنجیدہ لب و لہجے میں رحمان بولا تھا ہانیہ نے گردن موڑ کر اس کو دیکھا تھا۔وہ اتنے عرصے بعد اس کے برابر یوں بیٹھی تھی۔اور وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے ان کے درمیان کوئی خلش کبھی رہی ہی نا ہو۔

"تم مجھ سے خفا نہیں؟"۔۔۔اپنی حیرانی پر قابو پاتے وہ بولی۔

"خفا تو بہت چھوٹا لفظ ہے۔میں شدید والا ناراض ہوں تم سے بھی اور خود سے بھی"۔۔۔اب کہ وہ موڑ کاٹ رہا تھا۔ہانیہ کی نگاہیں اس کے ہاتھوں سے ہوتی اپنی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گود میں دھرے ہاتھوں پر اٹک گئیں۔وہ گردن جھکا گئی گویا اعتراف جرم کر رہی ہو۔

"خود سے کیوں خفا ہو؟"۔اپنے دونوں ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے وہ مدھم لہجے میں بولی۔

"یہ نہیں پوچھو گی کہ تم سے کیوں ناراض ہوں"۔۔۔اب کہ وہ ایک کافی شاپ کے باہر گاڑی روک چکا تھا۔

"میں جانتی ہوں تم مجھ سے کیوں ناراض ہو"۔۔۔ہانیہ بنا گاڑی رکنے کا نوٹس لئے بغیر بولی۔اس کی اس بات پر رحمان کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ ابھری جس کو وہ فوری طور پر چھپا گیا اور دوسری جانب سے آکر ہانیہ کی طرف کا دروازہ کھول کر ہانیہ کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلائی۔ہانیہ متذبذب ہوتی اس کی ہتھیلی پر اپنا ہاتھ رکھ گئی اور گاڑی سے باہر آگئی۔

"چلیں مسز!"۔۔۔اس کی جانب جھک کر گویا اجازت مانگی۔ہانیہ کو تو مانو صدمہ ہی لگ گیا تھا۔یہ رحمان چھ سال قبل والا رحمان تو نا تھا جو اسے چھوڑ چکا تھا۔رحمان اس کی حیرانگی بھانپ چکا تھا مگر کسی قسم کا بھی رد عمل دینے سے گریز برت رہا تھا۔

ہانیہ کو لئے وہ قدرے پر سکون کونے والی میز کے قریب آچکا تھا۔ہانیہ کا ہاتھ یونہی اس کے ہاتھ میں تھا۔اب کہ وہ اس کا ہاتھ چھوڑتا ہانیہ کے لئے کرسی کو کھسکاتے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ہانیہ بنا کسی پس و پشت کے بیٹھ گئی۔اس کے بیٹھنے کے بعد رحمان خود بھی اپنی نشست سنبھال چکا تھا۔

"تم یہ ضرور جاننا چاہو گی کہ میں نے تمہیں یہاں کیوں بلایا ہے؟"۔دونوں ہاتھ مٹھیوں کی صورت باہم ملائے ان پہ تھوڑی رکھے رحمان بولا۔

"عائشہ کے لئے"۔۔۔سوال سے زیادہ جواب تھا یہ۔

"ہمارے لئے"۔۔۔رحمان کی تردید نے ہانیہ کو سر اٹھا کر دیکھنے پر مجبور کر دیا۔یہ سیاہ آنکھیں جس شوق سے اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں اس سے ہانیہ کو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔ وہ ان میں اپنے لئے ناپسندیدگی دیکھنے کی اتنی عادی ہو چکی تھی کہ اب محبت دیکھنا ایک غیر یقینی بات تھی۔

"میں نے تمہیں ہم دونوں کے لئے یہاں بلایا ہے۔ ہمارے رشتے پر بات کرنے کے لئے"۔۔۔رحمان اب کہ سنجیدگی سے بولا۔

"یہ باتیں میں عائشہ کے سامنے نہیں کر سکتا تھا۔اس لئے سوچا تنہائی میں مل کر کر لوں"۔۔۔وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔ہانیہ نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔اس سارے ہجوم میں وہ واقع تنہا تھی۔ کوئی بھی اس کا اپنا نا تھا یہاں۔

"ان دو چار ملاقاتوں میں ہی عائشہ تم سے بہت اٹیچ ہو گئی ہے۔ہم دونوں کی علیحدگی ویسے بھی نہیں ہوئی۔ میں نے طلاق کا حق ویسے بھی تمہیں دے دیا تھا۔اور اس سلسلے میں تم نے کچھ بھی رد عمل نہیں دیا۔ میں بھی خاموش رہا۔مجھے لوگوں کی پرواہ نہیں ہے۔ مگر اب ہماری بیٹی بڑی ہو رہی ہے۔اور یہ سب باتیں اس کی ذہنی صحت پر اثر انداز ہوں گی۔اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم کوئی حتمی فیصلہ کرو۔ یا تو

واپس آجاؤ یا پھر عائشہ اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو"۔پر فسوں لہجہ مقابل کو جکڑنے کی صلاحیت لئے وہ بول رہا تھا۔آج وہ اکیلی عائشہ کو موضوع گفتگو نہیں بنا رہا تھا بلکہ اپنی عرضی بھی سامنے رکھ دیا تھا۔جس لفظ پر ہانیہ نے غور کیا تھا وہ "ہماری بیٹی تھا"۔اتنے عرصے میں اس نے عائشہ کو صرف میری بیٹی کہا تھا۔آج وہ اس کو ہماری بیٹی کہہ رہا تھا۔اور تو اور وہ اس کو واپس آنے کو کہہ رہا تھا۔ساتویں آسمان پر قدم رکھنا کیسا ہوتا ہے یہ آج وہ جان پائی تھی۔محبت کے اوائل ایام سے لے کر اولاد جیسی نعمت کے آنے پر بھی اس کو یوں بلندی محسوس نہیں ہوئی تھی جتنی آج سامنے بیٹھے شخص کے الفاظ کے باعث وہ محسوس کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اب کہ رحمان نے شل بیٹھی ہانیہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے تھے جو کہ سرد تھے۔اس کے چہرے پر نظریں جمائے نرمی سے اس کے ہاتھوں پر دباؤ ڈالا۔

"میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں"۔وہ سچ میں ہانیہ کو مسحور کرنے کا ہنر رکھتا تھا۔وہ جو اس سے پہلی نظر کی محبت کرتا تھا،اسے کوئی بتاتا ہانیہ عبید کی ہر دھڑکن اس کا نام لیتی ہے۔

"کیا تم سنجیدہ ہو؟"۔لو بھئی۔سارے ارمان بہہ گئے پانی میں۔ہانیہ کے اس سوال نے رحمان کی ساری گرمجوشی تیز دھار پانی کی موجوں کی نظر کر دی۔

"اس عمر میں،میں ایسا مزاق کیوں کرنے لگا"۔۔۔اب کہ اس کے ہاتھ چھوڑتا کرسی سے ٹیک لگاتا رحمان خفگی سے بولا۔

"میں نے اس لئے پوچھا کہ کہیں جذبات میں آکر نا کہہ رہے ہو یہ سب"۔ہانیہ کی نگاہیں اپنے ہاتھوں پر ٹکی ہوئی تھیں جو رحمان کے ہاتھوں میں تھے کچھ دیر قبل۔اب وہ اس نرم گرفت سے آزاد تھے۔اور آج یہ آزادی اس کو بری طرح چبھی تھی۔

"تمہیں چھوڑنے کا فیصلہ جذبات میں آ کر کیا تھا۔ مگر تمہیں اپنانے کا فیصلہ دل سے کیا ہے۔اور اب کی بار"۔۔۔وہ رکا اور دوبارہ سے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر وہ تھوڑا آگے کو جھکا اور سلسلہ کلام وہیں سے جوڑا۔"یہ ہاتھ تھاموں گا تو اپنی آخری سانس تک تھامے رکھوں گا۔چاہے لوگ جو مرضی کہیں، حالات جو مرضی ہوں۔ تم جو مرضی کرنا چاہو، مجھے تم پر حال میں قبول ہو۔میرا دل تمہارا اور میں سارا کا سارا! چاہو تو سمیٹ لو چاہو تو نظر انداز کر دو"۔۔۔وہ نرم لہجے میں بول رہا تھا۔ جس پر ہانیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں حقیقت رقم تھی۔ کوئی مذاق، فریب یا جھوٹ نہیں تھا۔اس کے اپنے دل کی عجب حالت تھی۔ سیاہ آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔ایک فیصلہ وہ کر چکی تھی، یہ جانے بغیر کے قدرت نے دوبارہ اس کو اس شخص سے کیوں جوڑا تھا یا دوبارہ خود ہی اس شخص نے اس کی جانب پیش قدمی کیوں کی تھی۔

اب کہ تم حال میں لوٹو تو اک نظر شہریار ملک پر بھی دوڑاؤ۔ عشق میں ہارا ہوا شخص کسے کہتے ہیں یہ تمہیں معلوم ہو۔ جس منزل کو سوچ کر قدم اس نے ہانیہ عبید کی جانب بڑھائے تھے وہ منزل تو کبھی اس کی تھی ہی نہیں۔ اس کے قدم تو یوں تھے گویا ہوا میں روئی کے گولے جن کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔

وہ دشمن تھی تو ٹھیک تھی مگر اب محبت بنی تو اس کا دل مار گئی تھی۔ اور جب دل ہی نہیں زندہ رہا تو پھر اس کے رہنے کا کیا جواز بنتا ہے؟

"کہا تھا نا میں نے وہ عورت صرف دشمنی کے لائق ہے"۔۔۔ شہریار جو اپنی سوچوں میں گم صُم کھڑا تھا اس آواز پر پلٹا۔ یہ ملک حنان علی تھے جن کی آنکھوں میں تمسخر تھا۔ شہریار کو اپنا وجود گویا انگاروں پر لوٹتا ہوا محسوس ہوا۔ ملک حنان علی کے تازیانے نے اس کے اندر بھڑکتی آگ پر جلتی کا کام کیا۔

"وہ صرف محبت کے لائق ہے۔ چاہے جانے کے لائق ہے۔ دشمنی، بغض، عناد اور نفرت یہ الفاظ اس عورت کے لیے نہیں بنے"۔۔۔ شہریار گلاس ونڈو پر نظریں

جمائے بولا۔اس وقت وہ اپنے آفس میں موجود تھا مگر دماغ ہفتے پہلے والی شام میں اٹکا ہوا تھا۔ملک حنان علی جانتے تھے کہ وہ کام کے لئے کتنا جنونی تھا تبھی یہاں آ گئے تھے۔اور امید کے عین مطابق وہ یہیں پر ملا تھا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو۔ صحیح کہتے ہیں کہ مرد کے دماغ کو خراب کرنے کے لئے ایک عورت کا عشق ہی کافی ہوتا ہے"۔اب کہ لہجے میں افسوس کا عنصر نمایاں تھا۔

"اور پھر عورت بھی وہ جو شادی شدہ ہو اور ایک بچی کی ماں"۔اب کہ جس عام انداز میں ملک حنان علی نے انکشاف کیا تھا اس سے زیادہ حیرانگی والا رد عمل شہریار کا تھا۔

"اس کی اپنے شوہر سے علیحدگی ہو چکی ہے"۔گویا اس نے جتانا ضروری سمجھا۔

"ایسا ہوتا تو اس شام وہ اس کے ساتھ ناجاتی، تمہیں سنتی۔اس شخص کا ہاتھ نا تھامتی بلکہ تمہارا تھامتی۔اور تمہاری اطلاع کے لیے بتا دوں کہ ان دونوں کی علیحدگی بھی نہیں ہوئی۔وہ ابھی بھی اس شخص کے نکاح میں ہے"۔ملک حنان علی یوں بول

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

رہے تھے گویا موسم کی خبر سنا رہے ہوں۔ جبکہ نکاح کی بات سن کر شہریار کے چہرے کا رنگ سپید پڑا تھا۔ پتھر کا مجسمہ کیسے بنتے ہیں یہ آج معلوم ہوا تھا۔ سانس رکنے کا ادراک صحیح معنوں میں اب ہوا تھا۔ کیا کوئی بھی صورت نا تھی اس سب سے بچ نکلنے کی؟ کیا وہ ہمیشہ کی طرح اب بھی خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ اتنا زر، زمین اور شان و شوکت ہونے کے باوجود نا وہ اپنے ماں باپ واپس لا سکتا تھا نا ہی

ہانیہ۔ بے بسی ہی بے بسی تھی، رنج والم کا الگ سماں تھا۔

"مگر آپ نے تو کہا تھا کہ وہ خلع لے چکی ہے"۔ اب کہ شہریار قدرے سنبھل کر بولا۔ جس پر حنان علی کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ در آئی۔

www.novelsclubb.com

"واہ! میرا بھتیجا میری کہی باتوں پر اتنا یقین کرتا ہے"۔ قہقہہ لگاتے گویا اس کی تحقیر کی گئی۔

"چچا جان یہ آخری بار تھا جب میں نے آپ پر بھروسہ کیا۔ آئندہ کے بعد آپ مجھے اپنی شکل مت دکھایئے گا ورنہ خود بھی پہچاننے سے انکاری ہو جائیں گے آپ خود

کو۔اس کو محض دھمکی مت سمجھئے گا"۔ سرد لہجے میں تنبیہہ کرتا وہ اپنی سربراہی کرسی پر آکر بیٹھ چکا تھا۔سامنے لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا جس پر چند فائلز لوڈ ہو رہی تھیں۔دوسری جانب حنان علی پر گویا کسی نے بارود کی برسات کردی تھی۔وہ الٹے قدم واپس لوٹے تھے۔اب کہ اپنے مقصد کو پائیہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ان کو خود ہاتھ پیر مارنے تھے۔

لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظریں مرکوز کئے شہریار کی آنکھوں میں گہرا حزن پنہاں تھا۔زندگی سے اس نے جتنی بھی خواہشات وابستہ کی تھیں وہ ایک ایک کرکے سب دم توڑ گئیں تھیں۔

www.novelsclubb.com

اپنی آدھی ادھوری پینٹنگ لئے عائشہ پھر سے گراؤنڈ کے وسط میں بیٹھی ہوئی تھی۔آج باقی دنوں کی نسبت وہ یونیفارم میں نہیں تھی۔وجہ ان کی ایک مرتبہ پھر گیٹ ٹوگیدر تھی۔تمام بچے ہلہ گلہ کرنے میں مصروف تھے، مگر عائشہ وہ تو پھر الگ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیس تھی ناں !اور اسی طرح کا الگ کیس حسام علی کا بھی تھا جس کو بار بار بے عزتی کروا کر سکون نا آتا تھا۔

عائشہ جو کہ محو انداز میں کریون سے رنگ بھر رہی تھی اپنے بالوں میں ہوئی سر سراہٹ پر چونکی۔ سر اٹھا کر دیکھا تو اس کی پونی ٹیل کے ساتھ حسام چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔عائشہ کو تو مانو پتنگے لگ گئے اس کی اس حرکت پھر۔ کریون زمین پر پٹختی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک تھپڑ حسام کے چہرے پر دے مارا۔ گو کہ وہ اتنا سخت تھپڑ نا تھا مگر ایک چھوٹی بچی سے اس رد عمل کی توقع بالکل نہیں تھی حسام کو۔اس سے پہلے حسام کچھ کہتا تبھی وہاں موجود دو اساتذہ نے گزرتے ہوئے یہ منظر دیکھا تو اسی جانب چلے آئے۔

"عائشہ یہ کیا کیا آپ نے؟"۔ان میں سے ایک فی میل ٹیچر جس کا نام ماریہ تھا آگے بڑھ کر بازو سے جھنجھوڑ کر اسے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"بازو چھوڑیں میرا"۔۔۔ان کے سوال کے برعکس اس نے پرسکون انداز میں حکم جاری کیا۔شہزادیوں کی سی شان کی طرح۔ جبکہ وہاں کھڑے دونوں اساتذہ اس کی دیدہ دلیری پر دنگ رہ گئے تھے۔

"تم بہت بدتمیز لڑکی ہو۔ تمہیں ذرا بھی تمیز نہیں ہے بات کرنے کی"۔۔۔فی میل ٹیچر اب کہ اس کا بازو جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔ غیض کے سبب چہرے کی رنگت سرخ ہونا شروع ہو چکی تھی۔

"مس آرام سے۔ وہ چھوٹی بچی ہے آپ کیوں الجھ رہی ہیں"۔ یہ ساتھ کھڑے میل ٹیچر کی طرف سے مشورہ کم نصیحت زیادہ تھی۔

"میں اس کو پرنسپل کے پاس لے کر چلوں گی آخر کو کس طرح کے جاہل بچوں کی یہاں پڑھنے کے لئے داخلہ دیا ہوا ہے"۔۔۔اب کہ فی میل ٹیچر جو بولنا شروع ہوئی تو بولتی چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

"ایسے ہی ہوتے ہیں جاہل ماں باپ کی جاہل اولاد۔ چھوٹے گھرانوں سے اٹھ کر آ جاتے ہیں بڑے اسکولوں میں پڑھنے کے لئے"۔ابھی وہ مزید گوہر افشانی کرتی عائشہ کے چلانے پر وہ دنگ رہ گئی۔

"Just shut up!

پرنسپل کے پاس چلنا ہے نا ابھی چلیں۔میں بھی پوچھتی ہوں کہ ایسے جاہل ٹیچرز کیسے رکھ لیے انہوں نے"۔عائشہ اپنا بازو ایک جھٹکے سے چھڑواتی پرنسپل آفس کی جانب بڑھ گئی جبکہ پیچھے سے فی میل ٹیچر ہکا بکا اس کو دیکھے گئی۔اب کہ پرنسپل آفس میں بیٹھی وہ اپنا پینڈورا باکس کھولے ہوئے تھی۔

www.novelsclubb.com

دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحوں میں رحمان علی خان کی آمد بھی ہو گئی۔اس کا چہرے پر تفکر کے آثار نمایاں تھے۔

"بابا آپ آ گئے"۔عائشہ رحمان سے نگاہ ٹکراتے ہی اس کی جانب دوڑی جس پر رحمان نے جھک کر اس کو گلے لگا لیا۔اچانک اس کی نظر عائشہ کے داہنے بازو پر پڑی

جو سرخ ہو رہی تھی۔غالبا یہ دیکھانے کے لئے ہی اس نے یونیفارم کی آستین آدھی فولڈ کی تھی۔

"یہ کیا ہوا ہے عائشہ "۔۔۔وہ حیرانی سے پوچھنے لگا جس پر عائشہ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیر گئے۔پرنسپل بھی معاملے کی سنگینی دیکھتے ہوئے سٹپٹا گئے۔اسی اثناء میں وہی ٹیچر آفس میں داخل ہوئی اور عائشہ کی ڈبڈبائی آنکھیں دیکھ کر چونکی۔اس ٹیچر کو دیکھتے ہی عائشہ رحمان کے گلے لگ کر ہچکیوں سے رونے لگ گئی۔

"عائشہ میرا بچہ مجھے بتاؤ کس نے مارا ہے آپ کو۔ایسے مت رو جاناں پلیز"۔رحمان اس کے بال سہلاتا خود میں بھینچتے ہوئے بولا۔یہ زندگی میں پہلی بار تھا جو وہ یوں رو رہی تھی وگرنہ وہ تو بڑی سے بڑی چوٹ لگنے پر ہنس دیتی تھی۔

"یہ آپ کی بیٹی ہے؟"۔۔۔وہ فی میل ٹیچر پہلے تو رحمان کی شخصیت سے خوب متاثر ہوئی مگر پھر عائشہ کی بدتمیزی یاد کرتے ہوئے سب کچھ بھول کر طنزیہ لہجے میں بولی۔

"جی میری بیٹی ہے"۔رحمان نا سمجھی سے بولا۔

"اس کو کسی نے مینرز بالکل نہیں سکھائے ہیں"۔اب کہ اس کی گاڑی ایک سو بیس کی اسپیڈ پہ پھر سے شروع ہو چکی تھی جبکہ پرنسپل اشاروں کنایوں میں ہی منع کرتے رہ گئے۔

"کیا مطلب ہے اس سب کا"۔۔۔اب کہ رحمان سرد لہجے میں بولا۔

"مطلب یہ کہ آپ کی بیٹی نے اپنے ایک سینئر کو تھپڑ مارا۔پھر اس پر مذمت کئے جانے پر استاد کے ساتھ بدتمیزی بھی کی۔جاہل اور شٹ اپ تک کہا"۔۔۔ابھی وہ ٹیچر مزید بولتی رحمان نے اس کو ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"عائشہ میرا بیٹا آپ بتاؤ کیا ہوا تھا"۔۔۔انگلیوں کی پوروں سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے رحمان بولا۔

"بابا میں بریک ٹائم میں گراؤنڈ میں بیٹھی کلرنگ کر رہی تھی جب حسام نے آکر میرے بال کھینچے تو میں نے اس کو تھپڑ مار دیا۔وہ کتنے دنوں سے مجھے تنگ کر رہا تھا مجھے غصہ آگیا۔اور میم ماریہ بجائے اس کو کچھ کہتیں "۔کانپتی، ہچکیوں والی آواز کے درمیان اپنا بازو آگے کیا جہاں سفید رنگت پر سرخ انگلیوں کے نشان واضح تھے۔"انہوں نے اتنی زور سے بازو میری دبائی۔

پھر آپ کو اور مجھے جاہل کہا۔میں نے تو صرف اتنا کہا کہ میرے مما بابا کو کچھ مت کہیں۔پر انہوں نے کہا جاہل ماں باپ کی جاہل اولاد "۔فی میل ٹیچر حیرانی سے اس چھ، سات سالہ بچی کو تک رہی تھی جو سوں سوں کرتی اپنے باپ کی مہنگی برانڈڈ شرٹ سے ناک رگڑ رہی تھی اور باپ کے ماتھے پر ایک شکن تک نا تھی۔

"بیٹا چلو آپ چپ ہو جاؤ رونا نہیں، اوکے"۔۔۔عائشہ کے نا تھمنے والے آنسو ایک مرتبہ پھر سے رحمان صاف کرتا ہوا بولا۔

"آپ جا کر میری گاڑی میں بیٹھو میں کچھ دیر تک آتا ہوں"۔عائشہ کا گال چومتا وہ نرم انداز میں بولا جس پر وہ سر ہلاتی ایک مسخری نگاہ اس فی میل استانی پر ڈالتی باہر نکل گئی۔اس کی روئی روئی آنکھیں صاف چرا رہی تھیں اور ان میں تنبیہہ شامل تھی کہ اب بچ کر دیکھاؤ۔

ماریہ نے اس وقت کو بے ساختہ کوسا جب وہ اس لڑکی کے منہ لگی تھی۔اور مزید وہ خود کو لعن طعن کرنے والی تھی اس پرنسپل کے آفس میں ہونے والی اس میٹنگ کے بعد۔

اب کہ رحمان عائشہ کو بھیج کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا۔بیٹی کے سامنے جن کندھوں کو جھکایا تھا اب وہ سیدھے تھے۔شخصیت کا رعب ودبدبہ ایک مرتبہ پھر لوٹ آیا

تھا۔اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ وہی چند لحظے قبل والا نرم و شفیق شخص ہے۔

"تو مس ماریہ ایکس وائی زی کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں میری بیٹی پر ہاتھ کس سوچ کے تحت اٹھایا تھا آپ نے؟"۔۔۔رحمان علی خان کی سرد آواز پر ماریہ کو سانپ سونگھ گیا۔پرنسپل نے بھی اپنا خشک ہوتا حلق تر کیا۔اس کی آنکھوں کا نرم گرم تاثر صرف اپنی بیٹی کے لئے تھا۔اب اس کی آنکھوں کے تاثرات ایسے تھے جن سے وہ سامنے والی کی جان لینے سے بھی گریز نا کرے۔

"آپ کی بیٹی نے مس بی ہیو کیا تھا اور گالی بھی دی تھی"۔۔۔رحمان کی سرد نگاہوں کے خوف کے زیر اثر وہ بس اتنا بول پائی۔

"اور جو آپ نے بی ہیو کیا اس کو کیا نام دیں گی محترمہ؟"وہ ہنوز اسی ٹون میں بولا۔

"دیکھئیے مسٹر رحمان! ہم آرام سے بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں"۔۔۔معاملے کی سنگینی دیکھ کر پرنسپل صاحب نے مداخلت ضروری سمجھی جس کو کسی بادشاہ کی سی شان سے رحمان نے ہاتھ ہلا کر روک دیا۔

"بیٹھ کر بات کرنے کا وقت گزر گیا، یہ میری پہلی اور آخری وارننگ ہے مس ماریہ! آئندہ میری بیٹی سے مس بیہیو مت کریے گا! وگرنہ مجھ سے نرمی کی توقع مت رکھیئے گا"۔ماریہ کی جانب تنبیہی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے رحمان بولا۔

"آپ اس طرح سے مجھے ہراس نہیں کر سکتے"۔۔ہک ہاہ۔۔؟ ہراسمنٹ اور رحمان علی خان! یہ عورت شائد پاگل تھی۔رحمان نے بے اختیار سوچا۔

"مس ماریہ!"۔یہ پرنسپل کی دبی مگر سخت آواز میں ایک طرح سے تنبیہہ تھی جو وہ بول اٹھے تھے۔جس پر وہ گڑ بڑا گئی۔

"آپ مجھ پر ہراسمنٹ کا کیس تو کر نہیں سکتیں لیکن میں آپ پر چائلڈ ابیوز کا کیس ضرور کر سکتا ہوں! اس بات کی تفریق سے مبرہ ہو کر کہ آپ ایک عورت

ہیں۔لیکن کہتے ہیں نا پہلی بار جو غلطی کرے اس کو معاف کر دینا چاہیئے"۔۔۔اپنی بات میں وقفہ ڈالتا وہ چند قدم آگے آیا جس سے ماریہ نے خوفزدہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔سرد موسم ہونے کے باوجود اس کے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں چمک رہی تھیں۔

اتنا کہتا وہ آفس سے باہر نکل گیا۔پیچھے اب پرنسپل اور مس ماریہ ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے۔

"آپ کو منع کیا ہے کتنی مرتبہ کہ آج کل بچوں سے الجھا مت کریں۔مگر آپ نے بھی اپنی کرنی ہوتی ہے"۔پرنسپل اب دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ چکے تھے۔اور ملامتی نگاہوں سے مس ماریہ کو دیکھ رہے تھے۔

"وہ میرے بھتیجے پر ہاتھ اٹھائے اور میں خاموش رہوں؟"۔۔۔ابرو اچکاتے ماریہ بولی۔

"آپ کا بھتیجا کوئی دودھ کا دھلا نہیں ہے۔اس کی پہلے بھی بہت سی شکایات موصول ہو چکی ہیں۔اور یہاں بات رحمان صاحب کی بیٹی کی ہے۔وہ اپنی بیٹی کے معاملے میں ذرا سی بھی غلط بات برداشت نہیں کریں گے۔شکر کریں آپ کو بخش دیا۔ورنہ!"۔۔۔پرنسپل اتنا کہہ کر رہے اور گزشتہ واقعہ کو یاد کیا جب انہی کے اسکول کے ایک استاد کی درگت رحمان علی خان کے ہاتھوں بنی تھی۔

"ورنہ کیا؟"۔۔۔ماریہ ان کی چپی دیکھ کر چڑی۔

"اس سے پہلے ایک ہائی اسکول کے ٹیچر نے صرف ڈانٹا تھا عائشہ کو۔اور رحمان علی خان نے پورے اسکول کے سامنے ان کی درگت بنائی تھی اور بین بھی لگوادیا تھا"۔پرنسپل صاحب تو جھرجھری لے کر رہ گئے۔ان کی آنکھوں کے تاثرات سے ماریہ معاملے کی سنگینی کا اندازہ کر سکتی تھی۔

"اس کی پہنچ بہت اوپر تک ہے۔سو آپ اس کی بیٹی سے ذرا نرمی سے بات کیجیے گا۔ہو سکے تو معافی مانگ لیجیے گا"۔پرنسپل اتنا کہتے اپنی عینک ناک پہ سیدھی کرتے ایک فائل کھولے بیٹھ چکے تھے۔

جبکہ ماریہ آفس سے باہر آچکی تھی۔

"معافی مائی فٹ !اپنی پہنچ تو میں بتاؤں گی اب تمہیں رحمان علی خان،مجھے گالی دی تھی نا تمہاری بیٹی نے اب اس کا بھگتان تمہاری سات نسلیں بھگتیں گیں"۔تیز تیز قدم اٹھاتی وہ کاریڈور میں سے گزر رہی تھی۔آس پاس کلاسوں میں اٹھتا شور مدھم ہوتا جارہا تھا۔بدلے کا شور زور پکڑ رہا تھا۔

دوسری جانب رحمان جب کار میں آکر بیٹھا تو عائشہ کو دیکھ کر حیران ہوا جو ہاتھ میں چاکلیٹ پکڑے مزے سے کھا رہی تھی۔

"عائشہ کتنی بار منع کیا ہے کہ اتنی زیادہ سویٹس مت کھایا کرو۔دانت خراب ہو جائیں گے"۔رحمان ناراضی سے بولا۔

"تو بابا آپ یہاں پر نار کھا کریں چاکلیٹ، میں نہیں کھایا کروں گی"۔ عائشہ کے لاپرواہ جواب پر رحمان گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"آپ نے اپنی ٹیچر کو گالی کیوں دی"۔۔۔ رحمان نے یہ نہیں پوچھا کہ دی تھی یا نہیں، کیونکہ اس کو اپنی بیٹی کا اچھی طرح سے پتا تھا۔

"کیونکہ انہوں نے مجھے جاہل ماں باپ کی اولاد کہا تھا۔ اب استاد کی امید پر پانی تو نہیں پھیر سکتی تھی میں، ان کی کہی بات کو پروف تو کرنا تھا"۔۔۔ عائشہ لاپرواہی سے بولتی چاکلیٹ پھر سے کترنے لگی۔

اور رحمان کو بے اختیار ہانیہ یاد آئی جب اسکول کی پرانی باتوں کے ذکر میں ٹھیک ایسے ہی ایک استاد نے ہانیہ کو مارا تھا اور وہ اس کو اچھی خاصی گالیاں دے کر آئی تھی اور بعد میں معافی بھی اسی استاد کو آکر مانگنی پڑی تھی۔

"آئندہ سے آپ گالی نہیں دیں گی!"۔۔۔ رحمان اب کہ نرم انداز میں تنبیہہ کر رہا تھا۔

"اگر انہوں نے دوبارہ ایسا کیا تو میں ایک بار کیا ہزار بار گالی دوں گی"۔عائشہ اس کی تنبیہہ کو خاطر میں نالاتی ہوئی بولی۔

"اگر اب آپ نے گالی دی تو میں آپ کو اپنے ساتھ نماز نہیں پڑھاؤں گا"۔۔۔رحمان نے گویا دھمکی دی۔

"کوئی بات نہیں! میں مما سے سیکھ لوں گی یا یوٹیوب سے"۔چاکلیٹ کترنے کے دوران وہ پر سکون سی جوابی کارروائی کر رہی تھی جس کی توقع رحمان کو قطعی نا تھی۔وہ سمجھا تھا کہ اس کی بیٹی سہمی ہوئی بیٹھی ہو گی اس کے گلے لگے گی، شکایت کرے گی اور وہ اس کو خاموش کروائے گا! مگر یہاں تو راوی ہی الٹا بہہ رہا تھا۔چند لمحے قبل وہ سب اداکاری تھی۔سچ میں معلوم ہوتا تھا کہ ایک اداکارہ کی اولاد ہے یہ۔

"آپ اگر ثواب نہیں کمانا چاہتے تو نو پرابلم! میں تو آپ کو نیکی کرنے کا موقع دیا تھا نماز سیکھانے کا کہہ کر"۔۔۔جتنے آرام سے عائشہ نے یہ بات کی تھی اتنی ہی

شدت سے یہ بات رحمان کے سینے میں برچھی کی طرح کھبی تھی۔وہ غصے میں سمجھ ہی نہیں سکا تھا کہ وہ کس معاملے کو کہاں لے آیا تھا۔وہ نماز نہ سیکھانے کی دھمکی دے رہا تھا اپنی بیٹی کو یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اگر وہ یہ جگہ خالی کر دے گا تو رب دو جہاں اس جگہ کو کسی اور کی موجودگی سے بھر دے گا۔

"ہم اپنی زندگیوں میں نیک کام سکھانے کے لئے پیمانے سیٹ کرتے ہیں۔یہ سمجھے بغیر کہ ہم خود بھی ہر طرح کے گناہ سے پاک نہیں۔ہم فرشتے نہیں ہیں۔کامل ہستی نہیں ہیں۔خطائیں ہم سے بھی سرزد ہوتی ہیں۔ہر لمحہ،ہر دن جانے انجانے دونوں میں۔لیکن جب ہمارا رب ہمیں ہر لمحہ ہمارے کسی اچھے عمل کے باعث معاف کر دیتا ہے تو پھر ہم لوگوں کی ججمنٹ کیوں شروع کر دیتے ہیں۔ہمیں اس دنیا میں داعی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ناکہ نیکی اور بدی کی جزاو سزا بنا کہ دینے والا"۔

"کیا ہوا بابا کیا سوچ رہے ہیں"۔۔۔عائشہ رحمان کو خاموش پا کر بولی تو وہ ٹھٹکا۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں! بس یہ سوچ رہا ہوں کہ اتنی بڑی کب ہوئی تم اور اتنی بڑی باتیں کیسے سیکھیں"۔ عائشہ جو اس کے کندھے سے لگی ہوئی تھی رحمان اس کے ماتھے پہ پیار کرتے ہوئے بولا۔

"یہ آپ کی دعائیں ہیں بابا"۔۔۔ عائشہ اتنا کہتی اس کے بازو کے گرد اپنے ننھے ہاتھ لپیٹ گئی۔ چاکلیٹ کا پیکٹ وہ پہلے ہی خالی کر کے رکھ چکی تھی۔ جبکہ اس کی اس بات پر رحمان بے اختیار مسکرا دیا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ یہ سچ ہی تھا کہ اس نے اپنی، ہانیہ اور عائشہ کی ہدایت کی دعا راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں مانگی تھی۔ اپنے باقی گھر والوں کے لئے بھی وہ دعا مانگتا تھا مگر تڑپ اور لگن ان دونوں کے لئے ہوتی تھی۔ اور یہ اس کی دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ اس نفسا نفسی کے دور میں عائشہ جو بن ماں کی بچی تھی بجائے بگڑنے کے اس قدر سلجھی ہوئی تھی۔ اور ہانیہ، اس کے متعلق کوئی احساس تھا جو اتنے سالوں بعد اس تک کھینچ لے گیا تھا۔ وگرنہ ان سات سالوں

www.novelsclubb.com

میں تو وہ کبھی بھی اس کی جانب دل کو جھکتا محسوس نا کر پایا تھا۔ مگر اب جیسے دل کی ہر دھڑکن ورد ہی صرف اس کا کر رہی تھی۔

بظاہر دیکھائی دیتی پر سکون اور اعلی شان عمارت اپنے اندر ایک ہیبت لئے ہوئے تھی۔

گر غور کرو تو ملک حنان اور وہ سیاہ چغے والا شخص آمنے سامنے بیٹھے دکھائی دیں گے۔ ملک حنان کے مقابلے میں اس شخص کی رنگت ذرا دبتی ہوئی تھی۔ ان دونوں کے بائیں جانب زبیر شیرازی ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔ ہاتھ میں سگار پکڑے وہ اس سے اٹھتے دھویں پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"تو پھر ملک شہباز علی میرے کام کا کیا بنا؟"۔ ملک حنان علی اب اپنے سوتیلے بھائی سے استفسار کر رہے تھے۔ جی ہاں صحیح سنا! سوتیلا بھائی! وہی بھائی جو شہریار کا باپ ہے۔ وہ باپ جس کو وہ مرا ہوا سمجھتا آیا ہے اب تک!

"میں نے تمہاری بات پر غور کیا تھا۔ تم نے میری روپوشی کی قیمت لگائی تھی۔ میرے بیٹے کو اپنے اختیار میں لے کر وہ قیمت وصولی تم نے۔ مگر اب تم چاہتے ہو کہ میں اپنے علم سے اس کو اپنے ماتحت کروں تو ایسا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ میں اس سے دور رہ سکتا ہوں، مگر اس کو اپنے ہاتھوں سے موت کے منہ میں نہیں دھکیل سکتا"۔۔۔ ملک شہباز علی سنجیدہ لہجے میں بولے جس پر حنان علی کے ماتھے پر بل پڑے۔

"بھول رہے ہو کہ اگر میں نے اپنی زبان کھولی تو تم پر زمین روپوشی میں بھی تنگ کر دی جائے گی!"۔۔۔ حنان علی کی غراہٹ زخمی شیر کی سی تھی۔ وہ اس وقت ہر طرف سے مات کھا رہے تھے۔ پہلے ان کا بھتیجا باغی ہوا اور اب بھائی! یہ کیسی کشمکش تھی جس سے وہ جتنا نکلنے کی کوشش کر رہے تھے اتنا ہی اس میں دھنستے جا رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میری زمین پہلے ہی تنگ ہے۔مزید دو گز تک تنگ کر دی جائے گی زیادہ سے زیادہ!"۔۔۔شہباز علی جب اتنا بولا تو اس کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ حنان علی نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔وہاں اک پوری داستان تحریر تھی۔مگر وہ داستان اس زبان سے مبرا تھی جس کو حنان علی سمجھتے تھے۔اس وقت حنان علی کو اپنے اس بھائی سے خوف آیا۔کیا وہ ان کا سچ جان گیا تھا؟

"کیا مطلب ہے اس سب کا؟"۔۔۔اب کہ حنان علی لہجے دھیما رکھتے نرمی سے بولے۔

"وقت آنے پر سب پتا چل جائے گا"۔۔۔شہاز علی اتنا کہتے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا سیاہ چغہ اوڑھ لیا، کچھ اس طرح سے کہ آدھا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔وہ دھیمے دھیمے قدم اٹھاتا باہر جا رہا تھا اور اس کے یہی قدم حنان علی کے دل پہ پڑ رہے تھے۔ان کی چھٹی حس ان کو کسی خطرے کا الارم دے رہی تھی۔ایک ان دیکھی سازش! مگر وہ اس وقت کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھے۔

"تم چھوڑو اپنے بھائی کو کہو تو میں تمہارا کام دو دنوں میں کروا سکتا ہوں"۔۔۔زبیر شیرازی آدھا جلا ہوا سگار ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے بولا۔

"تم پہلے ہی اپنی درگت میرے بھتیجے کے ہاتھوں بنوا چکے ہو۔مزید ہاتھ پیر تڑوانے کا شوق ہے تو کوشش کر کے دیکھ لو"۔۔۔حنان علی مایوس لہجے میں بولے۔جب کہ ان کے بھتیجے کا ذکر سن کر زبیر شیرازی کو وہ دن یاد آیا جب شہریار نے اس کو بے دردی سے پیٹا تھا۔

"تب میں تیار نہیں تھا،اب کی بار میں پلاننگ مکمل کر کے جاؤں گا"۔زبیر شیرازی آنکھوں میں ایک عزم لئے بولا۔

"ہونہہ! کر ہی نا لو تم پلاننگ"۔۔۔حنان علی اس کے فربہی مائل وجود کو سر تا پیر گھورتے ہوئے بولا۔

جبکہ اس جگہ کی فضا کسی انہونی کا پتا دے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

نیا دن نیا سورج لئے نکلا تھا۔ہر ذی روح اک نئی امنگ لئے نکلا تھا سوائے ایک شخص کے۔جو اپنی منزل کے قریب ہوتے ہوئے بھی منزل سے دور ہو گیا تھا۔

اور وہ شخص ہانیہ عبید تھی کوئی اور نہیں۔

اس دن کی ملاقات کے بعد وہ رحمان کے ساتھ گزارے وقت کو یاد کر رہی تھی۔یادیں اچھی نا تھی تو بری بھی نا تھیں۔عائشہ کی پیدائش،اس کی کسٹڈی نا ملنے کا ڈپریشن،طلاق کا ٹھپہ! بہت کچھ تھا جس نے اس کو ایک اسکینڈلائزڈ ایکٹریس بنا دیا تھا۔اور اس کے انہی اسکینڈلز کی وجہ سے وہ ہمیشہ سے لائم لائٹ میں رہی تھی۔اس کی ایک وجہ ہر ایونٹ میں اس کی اور شہر یار کی موجودگی ایک ساتھ ہونا۔گو کہ اس کی طلاق نہیں ہوئی تھی رحمان کے ساتھ مگر ان سات سالوں میں کوئی روابط بھی نہیں استوار تھے۔اور میڈیا پر اس نے اپنی طلاق والی افواہ کی تردید بھی نا کی تھی۔ گزشتہ چھ ماہ میں نجانے کیا ہوا تھا جو رحمان کا دل نرم پڑا تھا۔اب وہ

اس سے واپس آنے کو کہہ رہا تھا اور اس نے سوچنے کے لئے وقت مانگا تھا۔ جس مووی کی اسے شوٹ کرنی تھی اس کے ٹریلر کی ہائی ریٹنگ کے سبب اس کو ستر فیصد پیمنٹ ایڈوانس میں دے دی گئی تھی۔ جس کو اس نے اپنے بابا کی دیوالیہ ہوتی کمپنی میں سرف کر دیا تھا۔ اپنی آدھے سے زیادہ کمائی وہ کمپنی پر لگا رہی تھی۔ مگر وہاں پر اس کی غیر موجودگی برے اثرات مرتب کر رہی تھی۔ وہ کتنے ہی لوگوں سے قرض بھی لے چکی تھی ایک معینہ مدت تک واپس کرنے کے عہد کے ساتھ۔ اور وہ معینہ مدتیں دو ماہ بعد اپنے اختتام کو پہنچنے والی تھیں مگر قرض کی ادائیگی کی رقم اس کے پاس ابھی تک اکٹھی نا ہو سکی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے، وہ سر تا پیر قرض میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ایسے میں وہ کیسے رحمان کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھام سکتی تھی۔

انہی سوچوں میں گھری وہ سفید رنگ کی دیوار پر نظریں مرکوز کئے ہوئے تھی جیسے کسی نادیدہ ہستی کو گھور رہی ہو۔ اس کی آنکھیں مسلسل ایک زاویے پر تھیں۔ اس

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کے خدوخال ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا تھا۔اور وہ کتنے پہر یونہی بیٹھی رہتی اگر موبائل فون سائلنٹ پر ہوتا۔

اسکرین پر جگمگاتا نام دیکھ کر ایک لمحے کو اس کا دل رک سا گیا۔پھر بوجھل سانس ہوا کے سپرد کرتے کال اٹینڈ کی۔

"میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت تم میرے متعلق ہی سوچ رہی ہو گی"۔دوسری جانب سے مقابل کی شوخ آواز سنائی دی، جس پر ہانیہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

"میرے متعلق اتنے خوش فہم مت ہو رحمان"۔وہ بولی تو آواز بوجھل تھی۔رحمان ٹھٹکا، بہت کچھ تھا جو ابھی ان دیکھا اور ان سنا تھا۔اس نے ہانیہ سے اپنی بات تو کہہ دی تھی مگر اس کی بات نہیں سنی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟"۔ہانیہ کی بات کے جواب کے بدلے میں ایسا سوال آیا تھا کہ بے اختیار وہ ٹھٹکی۔پھر پلکیں جھپکیں، بائیں آہستین سے آنسو رگڑے۔اور اس کی

اس خاموشی نے جیسے رحمان کے دل پہ الہام کیا تھا کہ وہ خود کو رونے سے باز رکھ رہی ہے۔

"تم رو رہی ہو؟"۔۔۔اب کہ ہنوز خاموشی چھائے رہنے کی وجہ سے رحمان نے پھر سے سوال کیا۔ مگر جواب ندارد۔ہانیہ کی آنکھوں سے اب آنسو قطروں کی صورت بہہ کر گالوں پر بہہ رہے تھے۔وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیوں کمزور پڑھ رہی تھی۔اس شخص کا لہجہ اسے کمزور کر رہا تھا۔اس کے لہجے سے چھلکتی فکر،اس کو کمزور کر رہی تھی۔وہ ان عنایات کی عادی نا تھی سو بے دردی سے آنکھیں رگڑے دھیمی آواز میں بولی۔

"آج سے سات سال قبل میرے رونے پر تمہیں فرق نہیں پڑا تھا!اب بھی نہیں پڑنا چاہئیے"۔۔۔زکام زدہ سانس اندر کھینچے وہ بولی تو اس کا لہجہ سرد تھا۔رحمان نے حیرت سے کان موبائل سے ہٹا کر گھورا جیسے ہانیہ کو گھور رہا ہو۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے تمہارے رونے پر آج سے سات سال قبل بھی اتنا ہی فرق پڑا تھا جتنا آج پڑ رہا ہے۔ اگر نا پڑتا تو تم سے رستہ الگ کر چکا ہوتا"۔ اب کہ رحمان اسی کی ٹون میں بولا۔

"کیا مطلب؟"۔۔۔وہ نا سمجھی سے بولی۔ اب کہ وہ فون اسپیکر پر ڈال کر اس کو میز کے وسط میں رکھ چکی تھی۔ اپنی دکھتی آنکھوں کو انگوٹھوں کی مدد سے دباتے ہوئے وہ رحمان کو سن رہی تھی۔

"اگر مجھے فرق نا پڑتا تو میں سات سال پہلے سیدھا تمہیں طلاق دے دیتا۔ عائشہ کی شکل تک نا دیکھنے دیتا۔ تمہارے قربانی نا دینے کے باوجود تم تک دوبارہ خود چل کر نا آتا"۔۔۔اب کہ جیسے وہ شکوہ کر رہا تھا، کچھ جتا رہا تھا۔

"تمہارے روز و شب کے متعلق ایک ایک تفصیل سے آگاہ ہوں۔ تم کس وقت کہاں ہوتی ہو، کس کے ساتھ ہوتی ہو سب جانتا ہوں۔ یہ تک جانتا ہوں کہ ملک شہریار تمہارے بارے میں کیا احساسات رکھتا ہے مگر پھر بھی میں تم پر شک نہیں کرتا! تم اب بھی کہہ رہی ہو مجھے فرق نہیں پڑتا؟"۔۔۔رحمان کی آواز آہستہ آہستہ

www.novelsclubb.com

تیز ہو رہی تھی۔اور شہریار کے نام پر ہانیہ کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے منہ پر طمانچہ دے مارا ہو۔

"میرا شہریار سے کوئی ذاتی تعلق نہیں"۔۔۔ہانیہ سر سراتی ہوئی آواز میں بولی۔اپنے کردار کی صفائی دینے سے زیادہ بہتر اجل کا نوالہ بننا تھا۔

"میرے دل میں نا تم سے پہلے کسی مرد کا خیال آیا نا تمہارے بعد! لیکن تمہارے اس طعنے نے مجھے بتا دیا کہ تم میں اور باقی ایشیائی مردوں میں کوئی فرق نہیں"۔۔۔ہانیہ اب کہ تمسخرانہ ہنسی ہنستی ہوئی بولی۔حساب برابر نا رکھتی تو ہانیہ عبید کیسے کہلاتی؟

www.novelsclubb.com

اور یہاں رحمان کی کنپٹی کی رگیں تن گئیں۔وہ ایک بار پھر سے اسے ان باقی مردوں سے ملا رہی تھی۔اگر وہ ان مردوں کی ایک فیصد جھلک بھی دیکھ لیتی تو رحمان علی خان کو سراہتی۔لیکن وہ یہ بھول رہا تھا کہ سامنے کوئی مشرقی عورت نہیں جس کا دین ایمان، گھر بار، صبح و شام صرف ان کے شوہر ہوتے ہیں۔سامنے

مشرقی و مغربی روایات کے زیر اثر جوان ہونے والی ایک مشہور اداکارہ اور بزنس وومن ہے۔اہانیہ س کی اتنی نرمی پر گرویدہ ہو جاتی! مگر محبوب ظالم نا ہو تو محبوب کیسے کہلائے گا؟اور ہانیہ عبید حد درجہ کی ظالم معشوق تھی۔

"تم مجھے باقی مردوں جیسا ہونے کا طعنہ نہیں دے سکتی!"۔وہ اب کہ دھیمے مگر تیز لہجے میں بولا۔کال کا مقصد مفاہمت تھا نا کہ جھگڑا۔مگر ہانیہ تو بھوکی شیرنی کی طرح بپھری ہوئی تھی جو پنجے جھاڑے کسی سے لڑنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"تم مجھے باقی مردوں کی طرح طعنے دو،میں باقی مردوں کے جیسا نا سمجھوں تمہیں؟"۔وہ تو جرح پر اتر آئی تھی۔

"ہانیہ!"۔اب کہ رحمان نے اس کو ٹھہرے ہوئے لہجے میں پکارا تھا جس پر ایک لمحے کو اس کا دل بھی زوروں کا دھڑکا تھا۔جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔اس کا خول ٹوٹنے والا ہو۔

"میں جانتا ہوں کوئی چیز تمہیں پریشان کر رہی ہے۔میں تمہارے گھر آرہا ہوں۔اب میں تم سے بات آمنے سامنے بیٹھ کر کروں گا"۔۔۔رحمان نے اتنے کہتے کھٹاک سے فون بند کر دیا اور ہانیہ تو اس بندے کے اندازوں پر حیران رہ گئی۔

جبکہ کمرے کے دروازے پر دستک سن کر ہانیہ نے اندر آنے کی اجازت دی تو ملازمہ نے اسے شہریار کے آنے کی اطلاع دی۔اب کہ ہانیہ کو صحیح معنوں میں اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔وہ ان دو مردوں کے درمیان اٹک کر رہ گئی تھی۔اس نے اپنا عکس چوکور شکل کے دیوار گیر آئینے میں دیکھا۔گال اور ناک سرخ ہو رہے تھے رونے کے باعث۔اور آنکھیں وہ سوجھی ہوئی تھیں۔اس وقت وہ کافی مضحکہ خیز لگ رہی تھی مگر پرواہ کسے تھی۔اسے کسی ایک کا سہارا چاہیئے تھا مگر کس کا، جو اس کی بیٹی کا باپ تھا یا اس سے محبت کا دعویدار؟

ابھی وہ انہی سوچوں میں غرق تھی کہ شہریار دروازے پر دستک دیتا اندر آیا۔

www.novelsclubb.com

"دستک دینے کے بعد اجازت ملنے کا انتظار بھی کرنا ہوتا ہے"۔۔۔ہانیہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے سنجیدگی سے بولی۔

"یہی بات میں تم سے بھی کہوں گا! دستک دینے کے بعد اجازت کا انتظار کرنا ہوتا ہے، مگر تم بنا دستک و اجازت و آہٹ کے"۔۔۔رکا اور اپنے سینے کی بائیں جانب اشارہ کرتے ہوئے بولا۔"اس دل میں اپنا احساس جگا گئی"۔اس لمحے ہانیہ کھڑے کھڑے بھر بھری ریت کا مجسمہ بن گئی تھی۔جس کو چھو لو گر ذرا سا تو وہ ڈھیر ہو جائے۔یہ کیسی کشمکش تھی؟

"میں نے کبھی تمہیں کوئی ایسا اشارہ نہیں دیا، یہ سب تمہارے قیاس و اندازے ہیں"۔۔۔وہ رکی اور اس اپنی کنپٹی پر انگلی سے دستک دی۔"اور اس دماغ کی خرافات ہیں"۔وہ بولی تو پھر ہر لحاظ بالائے طاق رکھ کر بولی۔

"تم میری محبت کو خرافات کا نام دے رہی ہو؟"۔۔۔اب کے شہریار بھی سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"ایک شادی شدہ عورت سے محبت کروگے تو اس کو خرافات کا ہی نام ملے گا! ناکہ پذیرائی ملے گی"۔۔۔اب کہ ہانیہ رکھائی سے بولتی ہوئی آئینے کے سامنے جاکر کھڑی ہوگئی۔اور اپنے کھلے بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھنے لگی۔ جبکہ شہریار بس یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تم اب جاسکتے ہو! کیوں کہ ہماری راہیں اب الگ ہیں۔ شوٹنگ ختم ہوچکی ہے سو مجھ سے ملنا بھی ختم! نیکسٹ ٹائم مجھے اپروچ مت کرنا"۔۔۔ہانیہ بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھنے اب اس کی طرف رخ کئے کھڑی تھی۔ وہ اسے اپنی زندگی سے جانے کا کہہ رہی تھی۔ یہاں پر وہ جان مانگ لیتی تو وہ دے دیتا مگر؟ ہجر! یہ تو ایک ناممکن سی بات تھی۔ کتنی مرتبہ وہ اکیلے تھے مگر ہانیہ کے لہجے، انداز میں کچھ ایسا تھا جس کے باعث شہریار جیسا بندہ اس سے بات کرتے ہوئے احتراز برتتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں تم سے دستبردار نہیں ہوں گا"۔ شہریار اب کہ ضدی لہجے میں بولا جس پر ایک پل کو ہانیہ ٹھٹکی۔ پھر اک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھر کر معدوم ہوئی۔ ایسی مسکراہٹ جس میں دنیا جہان کا کرب پنہاں تھا۔

"آخری اطلاعات کے مطابق میں تمہاری ملکیت نہیں ہوں ملک شہریار علی"۔۔۔اب کہ وہ قدم قدم چلتی اس کے سامنے آکر رکی۔ اپنی سیاہ آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں میں ڈالے وہ بولی۔ "اور اگر دوبارہ میرا راستہ روکنے کی یا مجھ سے ملنے کی کوشش کی تو یہ بات ازبر کر لو کہ ہانیہ عبید اپنے رستے میں آنے والی رکاوٹوں کو جڑ سے اکھاڑ کر زمین میں سات فٹ اندر دفن کرنا جانتی ہے۔ اس لئے نرمی سے سمجھا رہی ہوں، اگلی بار ایک الگ لڑکی سے ملو گے"۔ ہانیہ اتنا کہتی اس کے سامنے سے ہٹ گئی اور یہاں اب کہ جھٹکا لگنے کی باری شہریار کی تھی۔ کیونکہ اتنا عرصہ جس لڑکی کے ساتھ وہ کام کر رہا تھا یہ وہ تو نہیں تھی، یہ لڑکی تو کوئی اور تھی۔ یہ آواز

اس لڑکی کی نہیں تھی یہ آواز بھی کوئی اور تھی۔یہ لہجہ،انداز اور طور اطوار سب الگ تھے۔

"تمہاری خاطر تواضع کا سامان لگ چکا ہو گا!کچھ کھا پی کر جانا"۔ہانیہ اتنا کہتی کمرے سے باہر چل دی۔جبکہ پیچھے شہریار اب برف کا مجسمہ بنے کھڑا تھا۔ہانیہ جو اتنی دیر سے بہادری کا مظاہرہ کر رہی تھی اب باہر آکر گہرے سانس لیے خود کو کمپوز کر رہی تھی۔اس شعبے میں قدم رکھنے سے قبل اس نے انتہاؤں کے متعلق نا سوچا تھا۔ایک شوق تھا جو پھر ضد بن گیا تھا،اب یہ ضد اس کی بقا کی جنگ بن چکی تھی۔وہ تباہی کے کنارے پر تھی اور ہاتھ پیر مفلوج تھے۔وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی؟

ابھی وہ کچھ اور سوچتی اس سے قبل داخلی دروازے سے رحمان آتا دکھائی دیا۔اور یہ لمحہ تھا جب ہانیہ کو لگا کہ وہ واقعتاً ایک مفلوج جسم ہے۔

www.novelsclubb.com

ہانیہ کو یوں بت بنے کھڑا دیکھ کر رحمان مسکرا دیا۔اس کا رویا رویا چہرہ اس کو اس وقت بہت کیوٹ لگا تھا، مگر ایسا کہہ کر اپنے پیروں پر کلہاڑی وہ خود نہیں مار سکتا تھا۔

"کیسی ہو؟"۔۔۔نزدیک آتے اپنائیت بھرے لہجے میں استفسار کیا۔

"ٹھیک ہوں۔تم کیسے ہو؟"۔۔۔نظریں چرائے وہ رخ پھیرے اتنا بولی۔اور رخ پھیرنے پر شہریار آتا دکھائی دیا۔اس کے چہرے کے تاثرات اس وقت رحمان کو کم از کم مضحکہ خیز لگے تھے۔اور ہانیہ بند دماغ سے سوچ رہی تھی کہ اس شخص کے یہاں ہونے کی کیا وضاحت دے؟

www.novelsclubb.com

شہریار ان دونوں کے قریب سے یوں گزرا جیسے وہ دونوں سرے سے ہی موجود نا ہوں۔جس پر رحمان کا بلند آواز قہقہہ اڈ کر باہر آیا۔ہانیہ نے جس تیزی سے رخ موڑا تھا گردن کی ہڈی چٹخنے کی آواز ابھری تھی۔

"لگتا ہے کافی خاطر تواضع کر کے بھیجا ہے یہاں سے تم نے اس کو!"۔۔۔رحمان اب کہ قریب آتا، تھوڑی کھجاتے ہوئے مدھم آواز میں بولا۔ساتھ ہی اپنا بازو ہانیہ کے گرد حائل کرتا حصار بنا گیا۔جبکہ ہانیہ اس بے تکلفی پر ششدر تھی۔

"کیا ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں"۔۔۔نظریں ہانیہ کے حیران و پریشان چہرے پر ٹکائے نرمی سے استفسار کیا۔

"ضرور"۔۔۔ہانیہ اس کے حصار سے نکلتی سامنے موجود صوفوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔رحمان سنگل صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے پر سکون ہو کر بیٹھ گیا تھا جبکہ ہانیہ اس کے عین سامنے آکر بیٹھ گئی تھی۔

"اب بتاؤ کیا سوچا میری پیشکش کے متعلق؟"۔بنا تمہید باندھے وہ سید ھا مدعے کی بات پر آیا۔

"میں پیپرز سائن کر دوں گی، تم انہیں کورٹ میں جمع کروا دینا"۔ ہانیہ نظریں جھکائے مدھم لہجے میں بولی۔ پیپرز سائن کرنے کا کہہ کر وہ رحمان علی خان کا سارا سکون غارت کر گئی تھی۔

"یہ خیال سات سال بعد کیوں آیا تمہیں؟"۔ اب کہ رحمان نے چبھتے ہوئے لہجے میں استفسار کیا۔

"دیر آئے درست آئے"۔ وہ کندھے اچکاتی بس اتنا بولی۔

"ہانیہ عبید! اگر میں نرمی برت رہا ہوں تو اس کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ۔ جہاں اتنے سال میرے نام کے ساتھ جڑے رہ کر گزار لئے ہیں اپنی بیٹی کی خاطر باقی سال بھی گزار لو"۔ رحمان اب کہ جس قدر سنجیدہ لہجے میں بولا تھا اس پر ہانیہ نے آنکھیں میچ لیں تھیں۔ گہری سانس بھرتی وہ دوبارہ آنکھیں کھول گئی اور رحمان کی جانب دیکھا۔

"تم نے تو کہا تھا کہ تم ہم دونوں کے لئے چاہتے ہو کہ میں واپس آجاؤں"۔ہانیہ۔ اس کے سوال کے بدلے میں چبھتی ہوئی مسکان چہرے پر لائے بولی تو رحمان کو اپنے کہے گئے الفاظ کا اندازہ ہوا کہ وہ کس قدر سخت تھے۔وہ کیا کرنا چاہتا تھا اور کیا کر رہا تھا۔

"تمہیں میری پرواہ ہے کیا؟"۔۔الٹا رحمان نے جب سوال کیا تو ہانیہ نظریں چرا گئی۔وہ اس کی اور اپنی بیٹی کی پرواہ میں ہی خود کو لٹا رہی تھی۔ان سے دور تھی تو اسی لئے کہ اس میں ان کا ہی فائدہ تھا۔

"رحمان مجھے اگر تمہاری پرواہ نا ہوتی تو تم سے اپنا نام سات سال قبل ہی الگ کر لیتی۔مگر اب حالات بہت بدل گئے ہیں۔میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔میں بے بس ہوں"۔ہانیہ ٹھہر، ٹھہر کر براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔جب کہ رحمان گہری نگاہوں سے اس کے تاثرات کا معائنہ کر رہا تھا۔ان سیاہ بولتی آنکھوں میں وہ کوئی پیغام ڈھونڈ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے جیسے تم بہتر سمجھو"۔۔۔رحمان اتنا کہتا اٹھ کھڑا ہوا، جس پر ہانیہ نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔اور اس ایک لمحے میں ان دونوں کی آنکھیں ملی تھیں۔ہانیہ کی آنکھوں میں دنیا بھر کی تھکان تھی تو رحمان کی آنکھوں میں خفگی چھائی ہوئی تھی۔وہ چاہتا تھا کہ ہانیہ اس سے کچھ نا چھپائے مگر اس کے چاہنے سے تو سب کچھ نہیں ہونے والا تھا۔

"میں عائشہ کی کسٹڈی تمہیں دے رہا ہوں، تاکہ کل کو کوئی مسئلہ نا ہوں تمہیں اس سے ملنے میں"۔

"نہیں !اسے اپنے پاس رکھو۔تمہارے ساتھ وہ زیادہ محفوظ ہے"۔ہانیہ اپنی رو میں بول تو گئی مگر رحمان کا دماغ صرف لفظ "محفوظ" پر اٹک کر رہ گیا تھا۔کیا ہانیہ کو کوئی خطرہ تھا؟جو وہ خود کو غیر محفوظ تصور کر رہی تھی۔ظاہر ہے وہ اس سے سب چھپا رہی تھی۔سات سال کی فصیل سات دنوں میں تو پاٹنے سے رہی۔

"میری ضرورت پڑے تو پکار لینا"۔رحمان جانتا تھا کہ وہ ضرورت پڑنے پر بھی اسے نہیں پکارے گی۔اس لڑکی کی انا اتنی اونچی تو ضرور تھی۔

"کاش ! کبھی بغیر پکارے تم آ جاؤ"۔ہانیہ یہ جملہ سرگوشی نما آواز میں بولی۔یہ جانے بغیر کی اس کی سرگوشی کی بازگشت رحمان علی خان کی سماعتوں سے محروم نا رہ سکی۔مگر وہ ان سنی کرتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔پیچھے وہ جو خود پہ ضبط کئے بیٹھی تھی اب سر دونوں ہاتھوں میں گرائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔اپنی بربادی اس نے خود چنی تھی،تو اس کی آگ وہ کسی دوسرے تک کیوں جانے دیتی۔اپنے ساتھ وہ ظلم کرنے والی خود تھی،تو اب پھر شکائیت کیسی۔وہ بے بسی سے سوچتے مسکا دی۔

اسماعیل ہاجرہ کو لئے ہسپتال سے ابھی واپس لوٹا تھا۔نفیسہ جو لاؤنج میں بیٹھی تھیں بے صبری سے اٹھ کر ان دونوں کی جانب لپکیں۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا ہوا؟ کیا کہا ڈاکٹر نے۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے نا"۔ وہ ایک ہی سانس میں یہ سب بول گئیں جس پر اسماعیل مسکرا دیا۔

"امی جان کیا ہو گیا ہے، پر سکون ہو جائیں سانس تو لے لیں! آپ کے لیے خوشخبری ہے"۔ اسماعیل ان کے دونوں ہاتھ تھامتا آنکھوں سے لگائے بولا۔

ہاجرہ جو اس کے برابر میں کھڑی تھی آسودگی سے مسکرا دی۔

"آپ کا بیٹا باپ بننے والا ہے اور آپ دادی"۔ اسماعیل ابھی اتنا ہی بولا تھا کہ نفیسہ بیگم نے ان دونوں کی بلائیں لے ڈالیں۔

"اللہ تم دونوں کو نیک اور صالح اولاد عطا کرے"۔ اسماعیل کا ماتھا چومتے، ہاجرہ کو گلے لگاتے وہ خوشی سے چور لہجے میں بولیں۔ ان کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نا تھا۔ وہ کچھ دیر قبل ہی گھر واپس آئیں تھیں گاؤں سے اور اپنے بیٹے اور بہو کی غیر موجودگی پر پریشان ہو رہی تھیں۔ مگر اب ان کی واپسی پر جو خبر انہیں ملی تھی وہ خوشی سے پھولے نا سما رہی تھیں۔

"اچھا چلو تم آرام کرو ہاجرہ جا کر! اور اسماعیل تم اس کو دھیان سے لے کر جانا اوپر! بلکہ میں آج ہی ملازم سے کہہ کر تم دونوں کے لیے نیچے والا کمرہ سیٹ کروا دیتی ہوں"۔ نفیسہ بیگم کی خوشی تو دیدنی تھی ہی مگر ان کا خیال رکھنے کا انداز بھی دل موہ لینے والا تھا۔

"میں ثمینہ کو بھی کال کر کے اطلاع دیتی ہوں، بھئی اس کا بھی اس خبر پر پورا پورا حق ہے"۔ نفیسہ بیگم اتنا کہتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں جبکہ پیچھے سے اسماعیل ہاجرہ کو اپنے حصار میں لئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ تمام میڈیسنز سائیڈ ٹیبل پر رکھے وہ اب کہ ہاجرہ کو دیکھ رہا تھا جو بستر پر بیٹھی کسی سوچ میں گم تھی۔

"کیا ہوا مسز؟ کہاں گم ہیں"۔ اسماعیل اس کے سامنے چٹکی بجاتا ہوا بولا۔ جس پر ہاجرہ پہلے پہل تو چونکی پھر مسکرا دی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ بھی نہیں، بس ایسے ہی"۔۔۔ہاجرہ اب پیر بستر پر اوپر کیئے بولی جس پر اسماعیل مسکرادیا۔اور اس کو کمفرٹر اوڑھا دیا۔

"تھینکس مجھے اتنا بڑا گفٹ دینے کے لئے"۔اب کہ وہ ہاجرہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں قید کیئے ان پر ماتھا ٹکائے بول رہا تھا۔اور ہاجرہ کو آج معلوم ہوا تھا کہ کسی مرد کا اظہار تشکر اس قدر بھی خوبصورت ہو سکتا ہے۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ اس خبر کو سن کر اس قدر خوش ہوں گے"۔ہاجرہ نرم مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے بولی۔

"میرے لیے تم اور تم سے جڑی ہر شے قیمتی ہے اور مسرت کا باعث ہے۔اور میں رب کی اس نعمت کا شکر نا ادا کر کے ناشکری کیوں کروں؟ جو نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے ان سے پھر یہ نعمتیں اٹھالی جاتی ہیں"۔اسماعیل سرشاری سے بولا۔

"چلیں اب آپ آرام کریں۔مجھے کچھ کام ہے آفس کا میں وہ نپٹا لوں"۔اب کہ اسماعیل اس کو ہدایات دیتا خود اسٹڈی ٹیبل کی جانب بڑھ گیا تھا۔لیپ ٹاپ آن کئے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ای میلز پڑھ رہا تھا جب ایک ای میل پر نظر ٹھہر گئی۔چند لمحے قبل والی ساری سرشاری عنقاء تھی۔مطمئن چہرے پر اب مضطرب تاثرات نے گھر کر لیا تھا۔

جوں جوں وہ اسکرین پر نمودار ہوئی تحریر پڑھتا جا رہا تھا توں توں اس کا سارا سکون غارت ہوتا جا رہا تھا۔

ہاجرہ جو آنکھیں موندے پر سکون سی لیٹی تھی دروازے پر دستک ہونے کے باعث آنکھیں کھولے اٹھ بیٹھی۔اسماعیل نے بھی سرعت سے لیپ ٹاپ اسکرین فولڈ کی۔دستک دے کر خنساء اندر آئی اور بیڈ پر نیم دراز ہاجرہ کے پاس سرعت سے پہنچی۔

www.novelsclubb.com

"آپا بے بی کا نام میں رکھوں گی"۔۔۔خنساء پر جوش سی بولی جس پر اسماعیل مسکرا پڑا۔چند لمحے قبل جو کلفت چھائی تھی وہ دور ہو گئی تھی۔

"بے شرم انسان!اسماعیل بھی ادھر ہی بیٹھے ہیں"۔۔ہاجرہ اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اوپس سوری! وہ دراصل میں پہلی مرتبہ خالہ بننے والی ہوں ناتو ایکسائٹمنٹ کی وجہ سے آپ پر دھیان ہی نہیں گیا"۔۔۔خنساء اسماعیل کی جانب دیکھتی سر پر ہاتھ مارتی ہوئی بولی جس پر ہاجرہ نے اپنا سر افسوس سے نفی میں ہلایا۔

"خیر آپ دونوں کو بہت بہت مبارک ہو! اور اسماعیل بھائی میں پہلے ہی بتا رہی ہوں کہ بے بی کا نام میں رکھوں گی"۔خنساء اب کہ کھڑی ہوتی اسماعیل کے برابر میں آکر بولی جس پر وہ مسکرا دیا۔

"ہاں گڑیا بالکل! تم ہی رکھنا نام اپنی بھانجی کا"۔خنساء کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسماعیل رسان سے بولا جس پر ہاجرہ بھی مسکرا دی۔

"اچھا اب میں نیچے جا رہی ہوں! امی تو خالہ کے پاس بیٹھی ہیں، ان کو بھیجتی ہوں"۔خنساء اتنا کہتی دروازے کی جانب بڑھی۔

"ارے نہیں! میں ہاجرہ کو لے کر آجاتا ہوں، ویسے بھی اس کی واک کا ٹائم ہے یہ"۔۔۔اسماعیل کے کہنے پر خنساء اثبات میں سر ہلاتی نکل گئی۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے بھانجی کیوں کہا؟ بھانجا کیوں نہیں کہا؟"۔۔۔ہاجرہ اب اس کے مقابل آ کر بولی جس پر اسماعیل اس کو اپنے حصار میں لیتا اس کا سر کندھے سے ٹکا گیا۔

"کیونکہ مجھے بالکل آپ کے جیسی کیوٹ سی بیٹی چاہیئے! جو میں گھر آؤں تو دوڑ کر مجھ سے لپٹ جائے۔ جس کے ننھے ہاتھوں کا لمس سارے غم بھلا دے"۔۔۔اسماعیل ہاجرہ کے بالوں کو نرمی سے لبوں سے چھوتے ہوئے بولا۔اس کی آنکھوں میں نمی در آئی تھی جس کو وہ چھپا گیا۔وہ جانتا تھا جس راہ کا وہ مسافر ہے وہ مشکل ہی نہیں جان لیوا ہے۔ مگر وہ بے بس تھا۔

"آپ بہت اچھے ہیں اسماعیل"۔۔۔ہاجرہ چہرہ اٹھا کر بولی جس پر اسماعیل مسکرا دیا۔

"اور آپ حسین"۔اتنا کہتا وہ ہاجرہ کو لئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔اپنے اندر کے طوفان کی شورش کو دباتے وہ حال کے خوشگوار لمحات کو کھل کر جینا چاہتا تھا۔زندگی پر اتنا حق تو اس کا بھی تھا ہی۔

نازنین اب کہ مکمل صحتیاب ہو چکی تھی۔بس سر پہ لگی چوٹ کے باعث آدھے سر کا درد معمول کی بات بن گیا تھا۔ابھی بھی وہ سیاہ رنگ عبایا اوڑھے، سیاہ رنگ کا سکارف لئے ہوئے تھی۔ جس سے صرف اس کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔وہ گھر میں داخل ہوئی تو لاؤنج میں سے باتوں کی آوازیں آئیں جس پر وہ ٹھٹکی۔یہ آواز ثمرین خالہ کی تھی۔بے اختیار اس کو ساحر کی کہی بات یاد آئی مگر اپنا حلیہ درست کرنے کی غرض سے وہ وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔کمرے میں آکر عبایا اتار کر اب وہ الماری کھولے کھڑی تھی کہ کونسا جوڑا پہنے۔اس کے سیاہ بال چٹیا کی صورت میں اس کی پشت پر موجود تھے۔اس وقت وہ صبح والے سیاہ لباس میں تھی جو بالکل سادہ تھا۔اور یہی ایک وجہ تھی کہ گھر آتے ساتھ وہ کپڑے تبدیل کرنے کو دوڑی تھی کیونکہ ثمرین خالہ پھر سے اس پر چڑھ دوڑتیں۔ابھی وہ انہی سوچوں میں غرق کبھی کسی سوٹ پر ہاتھ رکھتی تو کبھی کسی سوٹ پر، کہ اپنے عقب میں سے ابھرنے والی آواز پر کرنٹ کھا کر مڑی۔کمرے کے وسط میں ساحر دونوں بازو سینے

www.novelsclubb.com

پر باندھے کھڑا اسی کو تک رہا تھا۔ایسی حالت میں نازنین کو سبکی کا احساس ہوا۔وہ ایک مرتبہ پھر سے الماری کی جانب رخ موڑ گئی۔

"آپ یہاں کب آئے؟"۔۔۔آواز کو معمول کے مطابق رکھتے ہوئے وہ بولی جس پر ساحر مسکرا دیا۔

"جب سے تم یہاں کھڑی ڈریس سلیکٹ کر رہی ہو"۔۔۔اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے ساحر بولا جس پر نازنین نے آنکھیں میچ لیں۔

ساحر بغیر قدموں کی چاپ پیدا کیئے اس کے عین عقب میں آکر کھڑا ہو گیا تھا۔نازنین اپنی پشت پر اپنے قد سے بڑا سایہ ابھرتے دیکھ کر ٹھٹکی۔جبکہ ساحر اپنا چہرہ اس کے کندھے پر ٹکا گیا اور دایاں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے اب ایک سرخ رنگ کے لباس پر اس کا ہاتھ دھرا۔نازنین اس لمحے جتنی کنفیوز ہوئی تھی وہی جانتی تھی۔گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔پھر وہ لباس ایک نظر دیکھا۔ساحر کا ہاتھ یونہی ہنوز اس کے ہاتھ میں تھا۔

"یہ ڈریس پہنو! سرخ رنگ میں تم خوبصورت دکھو گی"۔اتنا کہتے ہی وہ گہرا سانس بھرتا پیچھے ہٹا۔ جس پر نازنین نے اپنی رکی ہوئی سانس خارج کی۔

"مگر سرخ ہی کیوں ؟"۔اب کہ وہ ڈریس سینے سے لگائے پلٹ کر سوال کیا۔

"کیونکہ سرخ میرا پسندیدہ رنگ ہے"۔۔۔ساحر اتنا کہتا کمرے سے باہر نکل گیا جب کہ نازنین وہ جوڑا دیکھ کر مسکرا دی جو کتنے ہی عرصے سے اس کے وارڈروب میں یونہی دھرا تھا۔اک اداس مسکراہٹ نے اس کے چہرے پر اپنی چادر بچھائی تھی۔اس نے سرخ رنگ پہننا تب ترک کیا تھا جب اپنے باپ کا کفن سرخ ہوتا دیکھا تھا۔آج سے چار سال قبل! اس کو سرخ رنگ سے خوف آتا تھا۔مگر آج سے چار ہفتے قبل اسی رنگ میں نہا کر وہ خوف زائل ہو گیا تھا۔

جبکہ ساحر جو زینے اتر رہا تھا اب کہ مسکرا رہا تھا۔

"سرخ رنگ میرا پسندیدہ ہے۔چاہے پھر وہ لباس کا ہو، پھول کا یا کسی کے جسم سے بہتے خون کا"۔اس کی یہ مدھم سرگوشی اس گھر کے در و دیوار نے دم سادھے سنی

تھی۔اور وہ ورطہ حیرت میں غرق تھے۔ساحر کے چہرے کے وحشت ناک تاثرات لاؤنج میں داخل ہوتے ہی ختم ہو گئے تھے۔

""نازنین کب تک آتی ہے گھر شاہین"۔۔۔ثمرین اپنی کلائی میں بندھے ڈائمنڈ بریسلیٹ کو تکتی ہوئی بولیں۔گویا ان کی بہن نے ان کے بیش قیمت بریسلیٹ پر غور ہی نہیں کیا۔

"بس آتی ہی ہو گی وہ"۔شاہین مسکراتی ہوئی بولیں۔اتنے میں ملازمہ چائے کا سامان ٹرالی میں رکھے اندر آئی اور میز پر سجانے لگی۔

"آپ نے یاد کیا خالہ جان اور میں آ گئی"۔۔ثمرین کے عقب سے نازنین نمودار ہوئی جس پر انہوں نے اک طائرانہ نگاہ اس کے حلیے پر دوڑائی۔معمول سے ہٹ کر اس نے آج سرخ رنگ پہنا تھا اور بالوں کو بھی ہاف کیچر میں باندھے ہوئے تھی۔دوپٹہ دونوں شانوں پہ پھیلا رکھا تھا۔میک اپ کے نام پہ بس لپ گلوز ہونٹوں پر لگائے وہ معصوم اور حسین بیک وقت لگ رہی تھی۔

"تبدیلی آرہی ہے تم میں۔ گڈ! ایسے ہی تیار ہو کر رہا کرو"۔ ثمرین اس کا پورا جائزہ لینے کے بعد بولیں جس پر نازنین مسکرا دی۔ یہ ساری تیاری گویا پرانی کلفت دور کرنے کی خاطر تھی۔ ساحر بھی نازنین کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ نازنین اپنی ماں کے برابر میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ یوں کہ ساحر اور وہ آمنے سامنے تھے۔ ساحر کی گہری جانچتی نگاہیں نازنین کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں، نجانے وہ کیا تلاشنا چاہ رہا تھا۔

"نازنین ویسے تم بالوں کی لینتھ چھوٹی کرواؤ اور ان میں اسٹر کنگ کرواؤ تو یہ زیادہ اچھے لگے گیں"۔ ثمرین چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑے بولیں جس پر نازنین نے صدمے سے ان کی جانب دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے میرے بال ایسے ہی پسند ہیں۔ ان پہ کوئی مصنوعی ہیئر کٹ یا کلر کی ضرورت نہیں"۔۔ اپنے کمر سے نیچے تک ڈھلکے ریشمی سیاہ بالوں کو نازنین تکتی ہوئی بولی۔

"بالکل! نازنین ٹھیک کہہ رہی ہے۔اس کے بالوں کے ساتھ کسی بھی قسم کی چھیڑ چھاڑ کی ضرورت نہیں"۔ساحر کے تائید کرنے پر نازنین نے سکھ کا سانس بھرا وگرنہ ثمرین خالہ سے کچھ بعید نا تھا۔

ابھی وہ لوگ انہی باتوں میں محو تھے کہ اسامہ بھی وہاں آن دھمکا جس کو دیکھتے ہی نازنین نے سرعت سے اپنا سر ڈھانپا۔جس پر ثمرین نے زہر اگلتی نگاہوں سے نازنین کو دیکھا جبکہ اسامہ شرمندہ ہو گیا کہ اس نے پہلے اجازت کیوں نا لی سب جانتے بوجھتے۔

"ایم سوری! مجھے اجازت لے کر آنا چاہیئے تھا"۔نظریں جھکائے وہ بولا۔

"ارے تمہاری خالہ کا گھر ہے پھر تم کیوں لو گے اجازت"۔۔۔ثمرین جتانے والے انداز میں بولیں جس پر شاہین نے تائید میں سر ہلا دیا۔

"خالہ کے گھر کے لئے بھی کچھ ادب وآداب ہوتے ہیں۔اسامہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔آئندہ سے دھیان رکھنا"۔۔۔ساحر اس کا کندھا تھپکتے اٹھ کھڑا ہوا۔جس پر

نازنین نے بے اختیار اس کی جانب دیکھا۔اس کے چہرے سے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔

"مجھے ضروری کام ہے میں چلتا ہوں۔آپ سب گپ شپ لگائیں۔اور ممی میرا کام کر دیجیئے گا"۔۔۔ساحر جاتے ہوئے اپنی ماں کو یاد دہانی کروانی نا بھولا جس پر نازنین نے بے ساختہ نظریں اس پر سے ہٹالیں۔

"میں آپ کو دروازے تک چھوڑنے ساتھ آتی ہوں"۔۔۔تجسس کے ہاتھوں مجبور نازنین اس کے پیچھے لپکی جس پر ساحر مسکرادیا اور سر کو اثبات میں ہلاتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

نازنین جو اس کی تقلید میں پیچھے ہی آرہی تھی اسکے یکدم رک جانے پر ٹکرانے سے بال بال بچی۔

"دھیان سے لڑکی،ابھی لگ جاتی تو"۔۔۔ساحر اس کا بازو تھامے سہارا دیتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے خالہ کو کیا کام کہا ہے ؟"۔وہ بے صبری بنی ساحر کا سوال رد کئے اپنا سوال پوچھ بیٹھی۔جبکہ اسکے بچوں کی مانند سوال کرنے پر ساحر دلکشی سے مسکرادیا۔اور چہرہ نازنین کی اور جھکا کر بولا۔

"یہی کہ اب سے ہر صبح دروازے تک چھوڑنے کے لئے مجھے میری نازنین لا دیں"۔ساحر اس کی سیاہ آنکھوں میں تکتے ہوئے بولا۔اس کی اس بات پر نازنین کی ساری ہوا نکل گئی تھی۔

"اتنی جلدی؟"۔۔۔وہ مارے صدمے کے صرف اتنا ہی بول پائی۔

"ایک سال ہونے والا ہے ہمارے نکاح کو جاناں! اب بھی جلدی ہے یہ؟"۔۔۔اس کے سر سے سرکتے ڈوپٹے کو دوبارہ سے واپس اوڑھاتے ہوئے وہ جس سنجیدہ لب ولہجے میں بولا تھا نازنین کے پاس کوئی اعتراض نا بچا تھا۔

"شکریہ! میرا منتخب کردہ جوڑا پہننے کے لئے"۔۔۔ساحر ایک نظر اس کے روشن چہرے پر ڈالتا ہوا بولا۔جو سرخ رنگ میں قہر ڈھا رہی تھی۔

"You look like a red tulip!

Mesmerizing,fragrant and enchanting”.

اس کے کان میں سر گوشی کرتا وہ قدم موڑتا باہر کی جانب بڑھا گیا جبکہ نازنین اس کے کہے الفاظ کے سحر میں قید تھی۔وہیں اسامہ جو نازنین سے بات کرنے کی غرض سے باہر کی جانب آیا تھا ان دونوں کو اتنا قریب دیکھے اور نازنین کے چہرے پر قوس قزح کے رنگ دیکھے تڑپ بھی نہ سکا۔کیونکہ وہ توازل سے ہی اس کی نا تھی۔مگر دل کا کیا کرتا وہ تو بغاوت پر آمادہ تھا۔مگر دل کی ہر مانگ پوری ہو یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا۔

www.novelsclubb.com

نازنین جو کہ اپنے خیالوں میں گم پلٹی تو سامنے اسامہ کو دیکھ کر ٹھٹکی۔وہ جن نظروں سے نازنین کو دیکھ رہا تھا وہ اس کا کرب بیان کرنے کو کافی تھیں۔لیکن نازنین انجان بنی اس کے قریب سے گزر گئی۔اسامہ سے قدم اٹھانے دو بھر ہو گئے

تھے۔ کیا وہ ہر مرتبہ یونہی منہ موڑ کر چلی جائے گی۔ وہ اس کی پشت پر لہراتے سرخ آنچل کو دیکھتے بس اتنا سوچ گیا۔

رحمان جا چکا تھا اور رہانیہ دونوں ہاتھوں میں سر گرائے تہی داماں بیٹھی تھی۔ کتنے پہر گزرنے کے بعد جو چشم نے مزید گریہ سے انکار کیا تو وہ سر سیدھا کیئے بیٹھ گئی۔ صوفے کی پشت سے سر ٹکائے وہ آنکھیں موندے بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں ہتھیلیاں صوفے پر رکھے وہ کسی سوچ میں گم تھی۔ یکدم کسی خیال کے تحت اٹھی اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

چند لمحوں میں وہ لباس تبدیل کر کے اب باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔ سیاہ پرس کندھے پر ٹکائے، سیاہ رنگ شیفون کا دوپٹہ سر پر اوڑھے، سیاہ ہی لباس میں وہ اپنی سیاہ رنگ کی کار کے پاس آ کر رکی۔ پھر اک نظر اپنے ہاتھوں کو دیکھا جن میں کپکپی طاری تھی۔

"خان بھا! مجھے بابا کے پاس لے چلیں"۔بیک ڈور کھول کر نشست سنبھالتی وہ چہرہ شیشے سے ٹکا گئی۔ جبکہ وہ ڈرائیور مؤدب انداز میں ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر اب کار اسٹارٹ کر چکا تھا۔چند لمحوں بعد کار سیاہ تارکول کی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ہانیہ ہنوز دایاں گال شیشے کے ساتھ ٹکائے بیٹھی ہوئی تھی۔

چند لمحے مزید سرکے اور سیاہ رنگ کی کار قبرستان کے باہر آکر رکی۔ہانیہ جیسے کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں سے باہر نکلی تھی۔سر سے ڈھلکا دوپٹہ درست کرتی وہ دروازہ کھولتی باہر نکل آئی۔

"میرا انتظار کیجئے۔میں تھوڑی دیر تک آتی ہوں"۔۔۔ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے خان بھا کو مخاطب کرتی وہ داخلی رستہ عبور کر گئی۔پہلے کی نسبت قبرستان میں کئی نئی قبریں تعمیر ہو چکی تھیں۔کچھ قبروں کی مٹی گیلی تھی تو کچھ قبروں پر تازہ گلاب کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں۔جو اس بات کا عندیہ تھیں کے ان کے ورثاء حال ہی میں ان کی خبر گیری کر کے گئے ہیں۔اس کے برعکس کچھ قبروں کی مٹی خشک تھی جس

www.novelsclubb.com

میں بال کی مانند باریک دراڑیں موجود تھیں تو گویا چند قبریں خودرو جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھیں گویا ایک لمبا عرصہ ان سے بے اعتنائی برتی گئی ہو۔ ہانیہ غائب دماغی سے چلتی جارہی تھی۔ دو قبریں ایک ساتھ ملحقہ تھیں جہاں آکر اس کے قدم تھمے تھے۔ ایک کے کتبہ پر عبید علی کنندہ تھا جبکہ دوسری قبر کے کتبے پر رانیہ الیاس کنندہ تھا۔

ہانیہ اپنے والد کی قبر کے سرہانے دوزانو ہو کر بیٹھ گئی تھی۔ بائیں آنکھ سے آنسو نکلتا اس کے گال پر سرک کر گردن میں گم ہو گیا تھا۔

"ایم سوری بابا! آپ کی بات نامان کر دیکھیں میں نے کتنے خسارے اپنے حصے میں لکھ لئے ہیں۔ آپ مجھے سمجھاتے رہے لیکن میں نہیں سمجھی۔ میں نے آپ کو، رحمان کو، نازنین کو! سب کو اپنا دشمن سمجھا"۔۔۔ قبر کی نم مٹی پر ہاتھ رکھے وہ مدھم آواز میں بول رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ میری بھلائی چاہتے تھے اور میں آپ کی نصیحتوں سے رہائی۔اب جب مجھے آپ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو آپ میرے پاس موجود نہیں ہیں۔آپ نہیں جانتے کے آپ کی بیٹی کس قدر کمزور ہو چکی ہے۔آپ کی بیٹی تھک گئی ہے بابا۔کم سے کم دلاسہ دینے کے لئے تو آپ دونوں میں سے کسی ایک کو میرے پاس ہونا چاہیئے تھا نا"۔۔۔سر جھکائے مسلسل بہتے آنسوؤں کے درمیان وہ بڑبڑا رہی تھی۔وہ جو کبھی اپنے لباس پر گرد بھی نا پڑنے دیتی تھی آج قبرستان کی زمین پر دو زانوں باپ کی قبر کے سرہانے گال ٹکائے رو رہی تھی۔چند لمحوں بعد اب کہ وہ رانیہ الیاس کی قبر کے پیروں کی جانب بیٹھی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مما!مجھے آپ سے ہمیشہ شکائیت رہی کہ آپ میرے پیدا ہوتے ہی مجھے چھوڑ کر کیوں چلی گئیں۔لیکن جب میں خود اس فیز سے گزری تو مجھے احساس ہوا کہ آپ نے اتنی تکلیف صرف مجھے بچانے کی خاطر جھیلی۔آپ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی سے مجھ سے دور ہوئیں جبکہ میں اپنی مرضی سے اپنی بیٹی سے دور ہوئی۔تب مجھے

احساس ہوا کہ میری شکائیت بے جا تھی۔میرا اور میری بیٹی کا ظرف بالکل الگ ہے۔میں اتنی کم ظرف تھی کہ انیتس سال زندگی کے گزر جانے کے بعد آپ کی قربانی سمجھ نا سکی۔جب کہ وہ کل کی چھوٹی سی سات سالہ بچی اپنی ماں کی قربانی بن کہے سمجھ گئی۔"۔۔۔تواتر سے بہتے آنسوؤں کے درمیان وہ بول رہی تھی۔اس کے رونے میں کمی تب آئی جب اپنی پشت پر سلاخ نما چیز کی چبھن محسوس ہوئی۔

"اگر یہ رونے دھونے کا سیشن ختم ہو گیا ہو تو کام کی بات کریں"۔۔۔مقابل ہاتھ میں پکڑی گن سے اس کی پشت پر دباؤ ڈالتے ہوئے ہوئے بولا جس پر ہانیہ نے اپنی جلتی ہوئی آنکھیں سختی سے میچیں۔

"یہ لوگ مجھے سکون سے رونے بھی نہیں دیں گے"۔مدھم آواز میں بڑبڑاتی وہ ایک لمحے میں پلٹی اور مقابل کے ہاتھ میں موجود گن اچک لی۔اب کہ وہ شخص حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"شکر مناؤ کہ تم مجھے یہاں ملے ہو۔ کیونکہ اپنے باپ کی قبر پر میں کسی کا خون نہیں بہانا چاہتی ہوں۔ اگر کسی اور جگہ ملے ہوتے تو نیست و نابود کر دیتی"۔۔۔ گن اس کے سینے پر ٹکاتی وہ سرد آواز میں بولی۔

"خوش شکل ہونے کے ساتھ ساتھ خوش فہم بھی ہو! نائیس۔ اب چلو جلدی ورنہ میرے ساتھ بارہ آدمی موجود ہیں زبیر شیرازی کے۔ یہ نا ہو میں اس جگہ کا بھی تقدس بھول جاؤں"۔۔۔ وہ نوجوان لڑکا جو قد میں چند انچ ہی ہانیہ سے اونچا تھا مدھم آواز میں غرایا۔ ہانیہ نے ایک نظر اپنے ماں باپ کی قبر کو دیکھا اور ایک نظر اس نوجوان کو۔ اور پھر سر ہلاتی اس کی تقلید میں چل پڑی۔ جبکہ وہ نوجوان بنا اپنی گن واپس مانگے سر اٹھائے شان سے چلتا جا رہا تھا۔ جبکہ ہانیہ کے دونوں ہاتھ بے دم سے پہلو میں گرے ہوئے تھے۔ گن والا ہاتھ کانپ رہا تھا جس پر وہ اپنی گرفت مضبوط کر گئی تھی۔ قبرستان کی پرانی و نئی قبریں تحیر میں گھری تھیں۔ نیلگوں آسمان بھی اس لڑکی کے حوصلے کی داد دے رہا تھا۔ حبیب کی تقلید میں ہی وہ قبرستان سے

www.novelsclubb.com

باہر نکلی تھی اور نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو چار گاڑیاں آگے پیچھے کھڑی تھیں جن میں مسلح لوگ موجود تھے۔بے اختیار ہانیہ کی نگاہ اپنی گاڑی کی جانب اٹھی۔اک نظر خان بھا کو دیکھا جو فون پر مصروف تھے اور دوسری نظر حبیب کو جو زچ کرتی نگاہوں سے اس کا معائنہ کر رہا تھا۔اگے بڑھ کر وہ اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر ہانیہ کی جانب گھوما۔

"پہلے آپ مادام"۔۔۔مکروہ مسکراہٹ چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھی۔

"میں اپنی گاڑی میں آجاؤں گی۔تمہارے ساتھ تو کسی صورت نہیں"۔۔۔ہانیہ واضح انکار کر گئی جس پر اس کی پیشانی پر بل پڑے۔

"انکار کی گنجائش نہیں تمہارے پاس سویٹ ہارٹ"۔۔۔دونوں بازو سینے پہ باندھے وہ سنجیدگی سے بولا۔

اس وقت اگر ہانیہ کو عزرائیل کا سامنا کرنا پڑتا تو وہ کر لیتی مگر یہ صورتحال! تباہ کن تھی۔

www.novelsclubb.com

"دو منٹ ہیں تمہارے پاس! اس کے بعد تمہیں زبردستی اٹھا کر لے جانے کی اجازت ہے مجھے"۔

"اتنا اکڑ و جتنا سہہ سکوں!"۔ہانیہ تمسخر سے بولی، جس پر حبیب مسکرا دیا۔

"تم تو سچ میں انٹرسٹنگ ہو۔ایسے ہی نہیں انکل تمہارے دیوانے"۔۔۔حبیب اس کا مکمل جائزہ لیتا ہوا بولا جو سادہ سے حلیے میں بھی سامنے والے کی عقل گنگ کرنے کی اہل تھی۔

"تمہارا وقت ختم چلو"۔۔۔اب کہ وہ ٹیک چھوڑتا سیدھا ہوا اور ہانیہ کی جانب بڑھا۔اس سے پہلے وہ اس کو بازو سے تھامتا،ایک سنسناتی ہوئی گولی اس کے ہاتھ کے آر پار ہو گئی تھی۔اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے ساتھ آئے لوگوں پر اندھا دھند فائرنگ کی بوچھاڑ شروع ہو گئی تھی۔قبرستان کی وحشت ناک خاموشی میں اب کہ گولیوں کی تڑتڑاہٹ کا شور شامل ہو چکا تھا۔ان سب لوگوں کو چیرتا، گولیوں کی

بوچھاڑ کی پرواہ کئے بغیر رحمان تیزی سے ہانیہ کی جانب آیا اور اس کو بازو سے پکڑ کر ایک پرسکون کونے میں لے گیا۔

ہانیہ ساکت، شل کھڑی تھی۔ وہ خالی الذہنی کے عالم میں رحمان کو دیکھ رہی تھی۔

"یہاں سے ہلنا مت! میں ابھی آتا ہوں"۔ اتنا کہہ کر وہ وہاں سے ہٹ گیا جبکہ ہانیہ جیسے کسی سحر کے زیر اثر کھڑی تھی۔ گولیوں کی آوازیں دم توڑ گئی تھیں۔ فضاء میں خون اور بارود کی بو شامل ہو چکی تھی۔

"قبرستان کے باہر کھڑے ہو کر موت کو آوازیں دیتے خوف نہیں آیا تمہیں حبیب شیرازی؟"۔۔۔ وہ جو کہ گھٹنوں کے بل زمین پر جھکا اپنا ہاتھ پکڑ کر کراہ رہا تھا رحمان کی سرد آواز پر چونکا۔

"تم؟ تم یہاں کیسے؟"۔۔۔ اپنا درد بھلائے وہ تھوک نگلتے ہوئے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میری بیوی پر بری نظر ڈالنے سے قبل انجام کے متعلق سوچ لینا چاہیئے تھا تمہیں۔"۔۔۔رحمان اس کے مقابل گھٹنوں کے بل بیٹھتا بندوق کی نال سے اس کی تھوڑی اوپر کرتے ہوئے بولا۔

"تمہیں زندہ صرف اس لئے چھوڑ رہا ہوں کیونکہ میں قاتل نہیں۔ورنہ اب تک تمہاری سانسیں پرواز کر چکی ہوتیں"۔

"اس کو پہلی اور آخری وارننگ سمجھنا۔آئندہ میری بیوی کے پاس تم کیا، تمہارا مکروہ سایہ بھی نظر آیا تو اپنے پیروں پر سلامت گھر نہیں جاؤ گے"۔۔۔ایک جانب کو اس کا چہرہ جھٹکتے رحمان نخوت سے بولا۔اگر اطراف میں نگاہ دوڑاؤ تو شہریار کے سب آدمی اپنے جسم کے مختلف اعضاء پکڑے زمین پر گرے کراہ رہے تھے۔کسی کی بازو تو کسی کی ٹانگ تو کسی کا پیٹ سرخ سیال سے رنگا ہوا تھا۔رحمان اپنے آدمیوں کو اشارہ کرتا اب ہانیہ کے پاس آیا تھا۔ایک نظر اس کا حلیہ دیکھا۔جس کے سیاہ بال اب کہ بکھرے پڑے تھے۔سیاہ دوپٹہ کندھے پر جھول رہا تھا اور چہرے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اور کپڑوں پر جابجا مٹی لگی ہوئی تھی۔ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں کو کیچر سے آزاد کیا اور ان میں انگلیاں چلا کر سیدھا کیا۔اب کی آدھے بالوں کو کیچر کی مدد سے باندھا تاکہ اس کے چہرے پر نا گریں۔پھر گارڈ کو پانی کی بوتل لانے کو کہا اور ہاتھ میں موجود رومال گیلا کر کے اس سے ہانیہ کا چہرہ صاف کیا۔اور پھر بے اختیار بازو بڑھا کر اس کی پشت پر حائل کرتے اسے کندھے سے لگا گیا۔

"تم جانتی ہو تم سب سے روشن ستارہ ہو۔یوں خود کو گرد آلود مت ہونے دو"۔۔۔اس کے گرد ایک بازو سے حصار باندھے دوسرا ہاتھ وہ اس کے بالوں میں چلا رہا تھا۔اس عورت کو کھو دینے کا احساس ہی سوہان روح تھا۔

ہانیہ جو شاک کی کیفیت میں تھی اب کہ باہر آچکی تھی۔آج سے سات سال قبل بھی یہ لمس ایسا ہی تھا اور سات سال بعد بھی اس میں ذرہ برابر کمی نہیں آئی تھی۔یہ حصار اتنا ہی پر سکون اور تحفظ کا احساس دیتا تھا جتنا آج سے سات سال قبل

www.novelsclubb.com

۔بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع ہو چکے تھے۔پہلو میں گرے ہوۓ ہاتھ دھیرے سے اوپر کو اٹھے اور رحمان کے گرد بندھ گئے۔

"مجھے نہیں معلوم کہ دعائیں اس طرح سے بھی پوری ہوتی ہیں۔کہ میں تمہیں پکاروں بھی نا اور تم میری مدد کو آجاؤ۔"۔۔۔نم آواز کے ساتھ اس کے کندھے پہ تھوڑی جماۓ وہ بولی۔جبکہ رحمان بے اختیار ہنس پڑا۔وہ اس وقت اپنے حواسوں میں نا تھی ورنہ یہ بات نا کہتی۔

"مجھے آنا ہی تھا تمہارے لئے۔اچھا چلو باقی پیار گھر چل کر، کر لینا۔بعد میں یہ نا ہو ہم دونوں انسٹا اور ٹوئیٹر پر وائرل ہوۓ ہوں"۔۔۔رحمان اس کو خود سے الگ کرتے ہوۓ بولا۔جس پر ہانیہ نم آنکھوں سنگ مسکرا دی۔

"تم میری گاڑی میں جا کر بیٹھو۔میں ابھی آیا"۔۔۔ہانیہ بنا کسی تردید کے سر ہلا گئی اور رحمان کی گاڑی کی جانب چل دی۔

جبکہ رحمان ہانیہ کی گاڑی کی جانب بڑھ گیا جہاں پر خان بھا دونوں ہاتھ باندھے مؤدب سے کھڑے تھے۔

"شکریہ خان بھا! آپ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔یہ سارا کچرہ میرے لوگ آپ کے ساتھ مل کر صاف کروا دیں گے"۔۔۔اک نظر حبیب اور اس کے لوگوں کو دیکھتے ہوئے رحمان بولا۔جی ہاں! اس کی بیوی کی جانب بری نگاہ سے دیکھنے والے شخص کو وہ یونہی کچرہ بنا دیا کرے گا۔

اب کہ رحمان ہانیہ کے برابر میں آکر بیٹھ گیا تھا۔گاڑی اسٹارٹ کرتا اسے زن سے بھگا لے گیا تھا۔پیچھے پڑا بکھیڑا اس کے لوگ سمیٹ لیں گے۔

"اب تم ٹھیک ہو؟"۔۔۔رحمان کی نظریں سامنے سڑک پر مرکوز تھیں جبکہ ہانیہ گود میں دھرے اپنے ہاتھوں کو ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی۔

"تم کیوں آئے؟"۔وہ مدھم آواز میں بولی۔

"حالانکہ تمہیں پوچھنا چاہیئے تھا کہ میں کیسے آیا؟"۔

"میں نے تو پکارا بھی نہیں تھا تمہیں"۔وہ ہنوز اسی لہجے میں بولی۔

"ضروری تو نہیں کہ تم آواز دو تو میں آؤں۔تمہارے معاملے میں اس دل کو وجدان ملتے ہیں۔اور جب تم تکلیف میں ہوتی ہو تو اسے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے"۔سڑک پر دوڑتی گاڑیوں میں سے اپنی گاڑی دوڑاتے ہوئے رحمان سادہ لہجے میں بولا۔

"اور تم پوچھ رہی ہو کہ میں کیوں آیا!تو اس کا جواب ہے کہ مجھے آنا ہی تھا۔ہانیہ عبید جب جب کسی مصیبت میں خود کو گھرا پائے گی،رحمان علی خان اس کے شانہ بشانہ کھڑا ہو کر اس کی مدد کرے گا اپنی آخری سانس تک"۔اب کہ ایک نظر ہانیہ کو دیکھا جو اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں اور تم کسی کہانی کے کردار نہیں ہیں رحمان! جہاں بروقت شہزادہ آکر شہزادی کو بچاتا ہے۔ تم ہر جگہ میری حفاظت نہیں کر سکتے"۔ہانیہ نجانے کیا سمجھانا چاہ رہی تھی۔ یا یہ سب باتیں گفتگو کو طول دینے کی خاطر کر رہی تھی۔

"ہماری کہانی تو آج سے کئی ہزار برس قبل ہمارے رب نے اپنی لوح محفوظ میں لکھ دی تھی۔ اور تم نے صحیح کہا ہم کہانیوں کے کردار نہیں ہیں۔ ہم حقیقت ہیں۔ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ایک مجسم حقیقت"۔ہانیہ نے کبھی نہیں یہ سوچا تھا کہ وہ رحمان علی خان کی اس شخصیت سے ملے گی۔ آج سے سات سال قبل وہ بلا کا مغرور شخص تھا مگر اب جو شخص سامنے تھا اس سے بلا ارادہ ہانیہ کو عقیدت محسوس ہوئی تھی۔ محبت تو اس شخص کی شروع سے دل میں موجود تھی مگر احترام نے بھی اپنا الگ مقام بنا رکھا تھا۔

وہ سوچ رہی تھی کہ اس کا ایک ہی دل ہے اور اس دل میں وہ رحمان علی خان سے جڑے کس کس جزبے کو سنبھال کر رکھے۔

www.novelsclubb.com

ہانیہ اپنا سر سیٹ پر پیچھے کو گرا گئی اور آنکھیں بند کر لیں۔رحمان نے بھی مزید کوئی بات کرنا فی الحال ضروری نا سمجھا اور خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔جبکہ ان دونوں کے چہروں سے پھوٹتی چمک ان کے دلوں کے ایک ہونے کی گواہی دے رہی تھی۔چند لمحوں میں ہی ہانیہ کی مدھم بھاری سانسیں گاڑی کی خاموش فضا میں ارتعاش پیدا کرنے لگیں۔اس کو سوتا دیکھ رحمان نے رفتار کم کر دی اور ڈیش بورڈ پر موجود موبائل اٹھایا اور مطلوبہ نمبر ملا کر بلوٹوتھ آن کر لیا۔دوسری جانب سے فوری طور پر کال پک کر لی گئی۔

"سر میں آپ کی ہی کال کا انتظار کر رہا تھا"۔

"سارا بکھیڑا سمٹ گیا خان بھا؟"۔۔۔اک نظر ہانیہ کو دیکھتے دوسری نظر سامنے سڑک پر مرکوز کئے وہ بولا۔

"جی سر! اچھا ہوا آپ بروقت آ گئے تھے۔ورنہ یہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔آپ بی بی جی کو اکیلے مت چھوڑیئے گا اب کبھی"۔۔۔خان بھا جس تشویش

سے نصیحت کر رہے تھے رحمان کا دل ہولا یا تھا۔ کیا اتنے عرصے سے وہ اکیلی ان درندوں سے لڑتی آ رہی تھی؟ اس کے ہوتے ہوئے تنہا وہ یہ سب کچھ فیس کر رہی تھی؟ اس کا دل کیا خود لعنت و ملامت کرے۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ! آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ آئندہ کبھی بھی کہیں بھی میری مدد کی ضرورت ہو تو بلا جھجک مجھ سے کہہ دیجیئے گا۔ چلیں اب میں فون رکھتا ہوں ڈرائیو کر رہا ہوں"۔ رحمان نے اتنا کہتے بٹن دباتے کال ڈسکنکٹ کر دی۔ اور دوبارہ سے ڈرائیونگ پر متوجہ ہو گیا۔ بہت سی سوچیں تھیں جو اس کے دماغ میں گردش کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

Epi no 11

"کیا ہوا میری بیٹی کا موڈ کیوں آف ہے؟"۔زبیر شیر ازی جو کتنے دن بعد گھر لوٹا تھا اپنی بیوی کی زبانی اپنی بیٹی کے گزشتہ ایک ہفتے سے خراب موڈ کے متعلق جان چکا تھا جبھی شام میں اس کے واپس لوٹنے پر اس کو پوچھا۔

"یہ بات آپ کو بابا آج سے ایک ہفتہ پہلے پوچھنی چاہیئے تھی۔مگر کیا کہیں آپ کو اپنے کاموں سے فرصت ہو تب نا"۔ماریہ اتنا کہتی اپنا بیگ دھپ سے صوفے پر رکھتی بیٹھ گئی۔

"اچھا چلو اب اپنا موڈ ٹھیک کرو اور بتاؤ کیا ہوا ہے"۔زبیر جو ہاتھ میں آئی پیڈ پکڑے مصروف دکھائی دے رہا تھا اب کہ آئی پیڈ چھوڑے پوری طرح ماریہ کی جانب متوجہ ہوا۔

"مجھے میری بے عزتی کا بدلہ چاہیئے"۔۔۔ماریہ بھی اس کی جانب مکمل متوجہ ہوتی بولی۔

"کس سے چاہئیے بدلہ"۔

"رحمان علی خان اور اسکی بیٹی سے"۔ماریہ نخوت سے بولی۔

"اب یہ دونوں کون ہیں؟"۔۔۔زبیر شیرازی ماتھے پر بل ڈالے بولا۔

"آپ کا بزنس پارٹنر! بھول گئے؟"۔ماریہ پرسکون سی بولی جس پر زبیر نے اچھنبے سے اس کی جانب دیکھا۔

"تم رحمان علی خان! یعنی حیدر علی خان کے بیٹے کی بات کر رہی ہو! تمہارا دماغ درست ہے۔اس کے باپ نے میری دیوالیہ ہوتی کمپنی کو بچایا تھا اور تم چاہتی ہو کہ میں اس کے بیٹے کے ساتھ یہ سب کروں"۔۔۔زبیر تو مانو بپھر ہی اٹھا تھا۔

"اور پہلے یہ بتاؤ وہ تمہیں ملا کہاں تھا؟اور تمہاری بے عزتی اس نے کیوں کر کی"۔۔۔زبیر اب کہ جانچتی نگاہوں سے اب کہ ماریہ کو دیکھ رہا تھا۔جس پر ماریہ نے ساری روداد کچھ ردوبدل کے ساتھ اپنے باپ کے گوش گزار کر دی۔

"بہر حال دیکھا جائے تو تمہیں حسام کے لئے اس سے الجھنے کی ضرورت نہیں تھی۔مانا کہ وہ تمہاری مرحومہ بہن کا بیٹا ہے مگر یہ بھی یاد رکھو کیسے اس کے باپ نے تمہاری بہن کو مارا تھا۔اور وہ اسی خبیث شخص کا خون ہے"۔۔۔زبیر اب کہ نخوت بھرے لہجے میں کہتا سر جھٹک گیا۔آئی پیڈ دوبارہ سے ہاتھ میں لئے وہ اپنے کام میں مصروف ہو چکا تھا۔یہ اشارہ تھا کہ وہ اب مزید اس معاملے پر بحث نہیں کرے گا۔

"آپ نے بھی تو اس کے باپ کے ہاتھ پیر تڑوا کر اس کو معذور کروا دیا تھا نا! پھر وہ اور آپ ایک جیسے ہوئے"۔۔۔ماریہ اب کہ نظریں زبیر کے ہاتھ میں موجود آئی پیڈ پر مرکوز کئے بولی۔

"تم ہمیشہ اپنے باپ سے بات کرتے ہوئے تمیز کا دامن بھول جاتی ہو ماریہ"۔زبیر اک نظر اس کی جانب دیکھ کر بولا اور پھر سے آئی پیڈ پر مصروف ہو گیا۔

"میں نے وہی کہا جو سچ ہے۔اور سچ کو چاہے شہد میں لپیٹ کر پیش کرو یا زہر میں! تاثیر کڑوی رکھتا ہے"۔اپنی جانب سے دور کی کوڑی لائی تھی وہ۔

"تو ایک سچ یہ بھی سن لو کہ تمہاری وجہ سے اس شخص کو ہاتھوں پیروں سے مفلوج کیا ہے میں نے"۔اب کہ زبیر جس لہجے میں بولا تھا ماریہ کو چپ لگ گئی تھی۔

"ایک بیٹی اس جانور کا شکار ہو گئی تھی اور دوسری ہونے چلی تھی۔اور اتنا تو تم جانتی ہی ہو اپنے باپ کو کہ وہ غلطی صرف ایک مرتبہ کرتا ہے۔اب دوبارہ مجھے تم حسام یا رحمان دونوں کے معاملے میں الجھتی ہوئی نظر نا آؤ۔اور جلد از جلد انٹرن شپ مکمل کر کے بزنس جوائن کر لو۔باپ کی کھربوں کی جائیداد ہونے کے باوجود چند ہزار کی نوکری کر رہی ہو"۔۔۔زبیر اول سخت مگر آخر میں نرم لہجے میں بولتا ہوا اپنے آئی پیڈ پر مصروف ہو گیا۔

"میرا اس شخص کے ساتھ کوئی دل کا معاملہ نا تھا بابا! میں صرف اپنی بہن کی آخری نشانی اپنے پاس رکھنا چاہتی تھی۔اس کے بیٹے کی حفاظت کرنا چاہتی تھی۔اور جو

میری چند ہزار کی نوکری آپ کو بری لگ رہی ہے کم سے کم اس میں حرام نہیں شامل !"۔ماریہ بھی اب کہ مدھم مگر چبھتے لہجے میں بولی۔

"تم بہن کی آخری نشانی سنبھالنا چاہتی تھی تاکہ بعد میں تم دونوں کی آخری نشانیاں میں سنبھالتا رہوں۔اور میری ساری کمائی حرام نہیں ہے۔ تمہیں جو خرچ دیتا ہوں وہ حلال کے کمائے پیسوں میں سے دیتا ہوں"۔زبیر پر سکون لہجے میں بولتا آئی پیڈ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔آئی پیڈ کی روشنی اس کی آنکھوں میں منعکس ہو رہی تھی مگر یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔اس کے برعکس ماریہ افسوس سے سر ہلاتی بس اپنے باپ کو دیکھتی رہ گئی جو کتنی ڈھٹائی سے اپنے ہر گناہ کا اعتراف بے دھڑک کر رہا تھا۔یہاں مزید بیٹھنا بے کار تھا۔عائشہ کو تو وہ خود ہی بعد میں دیکھ لیتی،ایک سات سالہ بچی سے مقابلہ مشکل نا تھا۔ابھی وہ اٹھ کر باہر جاتی کہ زبیر شیرازی کے موبائل کی رنگ ٹون سن کر اس نے اپنے باپ کی جانب دیکھا جو آئی پیڈ میں اس قدر منہمک تھا کہ اس کو ارد گرد کا ہوش نا تھا۔

"بابا"۔ماریہ اونچی آواز میں بولی۔

"ہوں؟"۔

"آپ کا فون بج رہا ہے"۔ماریہ آنکھوں سے موبائل کی جانب اشارہ کرتی بولی۔

"اوہ!"۔زبیر کو اپنی بے خبری کا احساس ہوا تو موبائل اٹھا کر کان سے لگایا۔ماریہ بغور اپنے باپ کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔جس کے چہرے کے تاثرات یک لخت بدلے تھے۔

"کیا؟۔۔۔کیسے ہوا یہ سب؟۔۔۔اچھا ٹھیک ہے میں ابھی آرہا ہوں"۔زبیر فون بند کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا بابا؟"۔۔۔ماریہ باپ کا پریشان چہرہ دیکھتی بولی۔

"حبیب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔وہ ہسپتال میں ہے، میں جا رہا ہوں اپنی ماں کو اطلاع دے دینا"۔فون جیب میں اڑستے وہ سرعت سے باہر کی جانب لپکا۔ماریہ جبکہ افسوس سے سر ہلا کر رہ گئی۔

گھر کے سامنے لا کر رحمان نے گاڑی روکی تو ہانیہ کی بھی نیند ٹوٹی۔خوابیدہ آنکھوں سے چند لمحے وہ رحمان کو دیکھتی رہی۔یہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ کہاں ہے۔اتنے عرصے بعد وہ بے خبری کی نیند سوئی تھی۔اس شخص کی پناہوں میں واقع سکون تھا۔اس بات کی معترف ہانیہ عبید دل و جان سے تھی۔

"اس طرح سے کیوں دیکھ رہی ہو مجھے"۔رحمان اس کی محویت پر چوٹ کرتے بولا۔

"بھلا کیسے ؟"۔ہانیہ آنکھیں زور سے بند کرتی نیند بھگانے کی سعی کرتی بولی۔

"محبت سے"۔رحمان شرارتی نظریں اس کے چہرے پر جمائے بولا جس پر ہانیہ کی نیند دو منٹوں میں رفو چکر ہوئی۔چند گھنٹوں پہلے پیش آنے والا حادثہ پھر سے یادوں کے پردے پر ابھرا تو اس کی آنکھیں بھرا گئیں۔

"آئم سوری رحمان"۔وہ جو کسی طنز کے نشتر، تلخ جواب کا منتظر تھا اس کی یہ بات سن کر ششدر رہ گیا۔

"میں نے تمہیں بھی اپنے ساتھ مصیبت میں ڈال دیا"۔ہانیہ ڈبڈبائی نگاہیں رحمان کے چہرے پر ٹکائے بولی۔

"مصیبت میں تو تم نے مجھے آج سے آٹھ سال پہلے ڈالا تھا۔اب تو اس کا بھگتان بھر رہا ہوں"۔رحمان کی رگ ظرافت پھڑک چکی تھی اور لہو میں شرارت خون بن کر دوڑ رہی تھی۔ تبھی وہ ہانیہ کو زچ کرنے سے باز نا آیا تھا۔ہانیہ جو جذبات کی رو میں بہہ کر بہت کچھ کہنا چاہتی تھی رحمان کے غیر سنجیدہ تیور دیکھ کر چڑ گئی۔

"تم۔۔تم کبھی نہیں سدھر سکتے رحمان علی خان! آئی ہیٹ یو"۔ہانیہ اپنے پرس پر گرفت مضبوط کرتی غصے سے بولی۔

"کمال ہے تم آئی ہیٹ یو بول رہی ہو اور مجھے آئی لو یو سنائی دے رہا ہے"۔رحمان نے بھی آج میسنے پن کے سارے ریکارڈ توڑنے کی جیسے شرط لگا رکھی تھی۔

"تم انتہائی"۔ہانیہ شہادت کی انگلی اٹھائے ابھی اتنا ہی بولی تھی کہ رحمان اس کی انگلی میں انگلی پھنسائے تھوڑا آگے کو جھکا جس پر وہ کار کے شیشے کے ساتھ جا لگی۔

"میں انتہائی شریف النفس انسان ہوں، جو اپنی بیوی کے عشق میں سر تا پیر ڈوبا ہوا ہے۔اس کے علاوہ تم میری تعریف کیا کر سکتی ہو"۔ہانیہ کے چہرے کے تاثرات سے حظ اٹھاتے ہوئے رحمان بولا تو اب کی بار ہانیہ کے گالوں پر گلال بکھر گیا۔پھر وہ بے اختیار مسکرا دی۔

"اور اس بندے کی بیوی نے ہی اس کے سر میں درد کیا ہوا ہے؟ ہے نا"۔وہ سوالیہ انداز میں بولی جس پر رحمان اس کی انگلی چھوڑتا پیچھے ہوا۔

"تم میرے سر کا درد نہیں"۔رحمان نے اتنا کہہ کر وقفہ کیا اور ہانیہ جو اس کی طرف سے کسی پیار بھرے جملے کی توقع کر رہی تھی رحمان کے کہے گئے جملے پر کھول اٹھی۔"دل، گردے، پھیپھڑے سب کا درد ہو"۔پر سکون انداز میں کہتا اب کہ وہ سیٹ بیلٹ کھولتا ہوا کار سے باہر نکل آیا جبکہ ہانیہ کی سپید رنگت میں مارے ضبط کے سرخیاں گھل گئیں۔ضبط کے مارے فشار کے باعث ہاتھوں کی نسیں پھولنا شروع ہو چکی تھیں۔رحمان اس کی جانب کا دروازہ کھولا اور ہتھیلی اس کے سامنے پھیلائی۔

"چلیں مادام! آپ کی بیٹی آپ کا انتظار کر رہی ہے"۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہارے ساتھ تمہارے گھر نہیں جاؤں گی"۔ہانیہ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کرتی ہوئی بولی۔

"اور ایسا کیوں؟"۔رحمان نے ابرو اچکا کر سوال کیا۔

"کیا بھول گئے ہو کہ سب لوگ جانتے ہیں ہماری طلاق ہو چکی ہے"۔ہانیہ کار سے باہر نکلتی ہوئی بولی۔

"یہ تمہاری سوچ ہے۔ورنہ سوسائٹی میں تو سب لوگ جانتے ہیں رحمان علی خان کی بیوی ناراض ہو کر اپنے میکے گئی ہوئی ہے"۔رحمان ہاتھ کمر پر باندھتے ہوئے بولا جس پر ہانیہ نے ایک مرتبہ پھر اس کو حیران نظروں سے دیکھا۔

"تم کتنی صفائی سے جھوٹ بول لیتے ہو"۔برجستگی سے جواب دیتی وہ رحمان کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"میں اس کو کامپلیمنٹ کے طور پر لوں گا"۔سر کو خم دیتے وہ بولا۔

"حالانکہ یہ طعنہ تھا"۔ابرو اچکائے جتایا۔

"تم تو پتھر بھی مارو تو پھول لگے یہ تو پھر طعنہ ہے"۔اتنی خوش اخلاقی اور وہ بھی رحمان علی خان کی زبان پر،ہانیہ عبید کے واسطے؟

وہ حیران نا ہوتی تو کیا کرتی۔ یہ تو پہلی ملاقات والا رحمان تھا۔ نا کہ آخری ملاقات والا۔ اور پھر ان کے مابین تلخیاں لانے والی وہ خود تھی وہ نا تھا۔

"اب یہاں کھڑے کھڑے فریز مت ہونا پلیز! اندر چلو سب تمہارے انتظار کر رہے ہیں"۔ رحمان آگے بڑھ کر اس کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔

"سب میرا انتظار؟"۔ نا سمجھی سے سوال کیا۔

"اونہوں! بس نا۔ میں تھک گیا ہوں اتنے خون خرابے کے بعد۔ باقی سوال جواب بعد میں"۔ رحمان اس کو مزید سوالات سے روکتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔ ہانیہ بھی اس کے بازو کے حلقے میں چلتی اندر آئی تو سامنے ہی ثمرین اور اس کی ایک سہیلی بیٹھی فیشن میگزین کھنگال رہی تھیں۔ رحمان کے ساتھ ہانیہ کو دیکھتے ہی وہ یکدم اٹھ کھڑی ہوئیں۔ شاک یقینی تھا۔ اتنے عرصے بعد وہ اس لڑکی کو اپنے بیٹے کے ساتھ دیکھ رہی تھیں۔ کیا کچھ نا یاد آیا تھا۔ غم، غصہ، تکلیف اور فرسٹریشن کے جذبات کا ریلہ ایک ساتھ بہا تھا۔

"ارے واہ! ماشاءاللہ۔ تمہاری بڑی بہو تو بہت خوبصورت ہے ثمرین۔ تم نے بتایا ہی نہیں کہ آج آرہی ہے واپس یہ اپنے میکے سے"۔ رقیہ نامی خاتون خوشدلی سے بولیں جس پر رحمان نے ہانیہ کی جانب دیکھا جیسا کہہ رہا ہو میں صحیح تھا۔

"مجھے بھی نہیں پتا تھا۔ میرے لئے بھی یہ سرپرائز تھا"۔ اپنے جذبات پر قابو پاتی ثمرین نرم لہجے میں بولیں۔ باہر والوں کے سامنے وہ گھر کا فساد نہیں ڈسکس کر سکتی تھیں۔

"اچھا چلو میں چلتی ہوں۔ تم ٹائم دو بہو اور بیٹے دونوں کو"۔ اب کہ وہ خاتون کھڑی ہوتی اپنا پرس کندھے پر ڈالتی ہوئی بولیں۔

"اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے اور نظر بد سے بچائے۔ ہمیشہ ہنستے مسکراتے رہو"۔ ہانیہ کے سر پر پیار دیتیں وہ خاتون دعائیہ کلمات کہتیں باہر چلی گئیں۔ جبکہ رحمان نے اونچی آواز میں 'آمین' کہا جس پر ہانیہ مسکرا دی۔

www.novelsclubb.com

"اب کیا لینے کے لئے آئی ہے یہ لڑکی یہاں؟"۔ چند لمحے قبل والی نرمی لہجے سے غائب تھی۔ ثمرین سنجیدہ تیور لئے ہانیہ کو دیکھتے ہوئے رحمان سے پوچھ بیٹھیں۔اور یہی ان کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

"یہ اب آئے یا بعد میں۔ میری بیوی ہے اور جب چاہے آجاسکتی ہے"۔رحمان ہانیہ کو ایک نظر دیکھ کر،ماں کی جانب متوجہ ہوتا بولا۔ جس پر ثمرین کی پیشانی پر بل پڑے۔

"تمہارا دماغ ٹھکانے پر نہیں ہے۔تم اس لڑکی کو دوبارہ سے اس گھر کا سکون برباد کرنے کے لئے لے آئے ہو۔میں ہرگز اس لڑکی کو اس گھر میں برداشت نہیں کروں گی"۔ ثمرین دوٹوک لہجے میں بولیں جس پر ہانیہ کی سپید رنگت میں سرخیاں گھل گئیں۔اس نے بے اختیار رحمان کی جانب دیکھا۔ان سیاہ آنکھوں میں گزرے وقت کا تاسف و ملال تھا۔ جیسے کہنا چاہ رہیں ہوں کہ یہ سب غلط ہے۔وہ اپنے گھر پر ہی ٹھیک تھی۔

"مما ایکچوئیلی کیا ہے نا، ہانیہ میری بیوی ہے۔ اور اس گھر سے اس کا رشتہ میرے مرنے کے بعد ہی ختم ہو گا۔ اگر آپ کو زیاد مسئلہ ہے تو میں ہانیہ کو لے کر علیحدہ ہو جاتا ہوں۔ اپنی بیوی اور بیٹی کا خرچہ میں افورڈ کر سکتا ہوں"۔ ہانیہ کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے رحمان بولا۔ جبکہ بیٹے کہ منہ سے مرنے کی بات سن کر ثمرین دہل گئیں۔ علیحدہ ہونے کی دھمکی ویسے ہی ماؤں کے لئے کار آمد ثابت ہوتی ہے۔ یہ بات ہر پاکستانی مرد اچھے سے جانتا ہے۔

"تم اس لڑکی کے لئے مرنے کی اور علیحدہ ہونے کی باتیں کر رہے ہو جس نے اپنی ایک دن کی بیٹی کو یونہی چھوڑ دیا تھا۔ اور تم سے طلاق کا مطالبہ کیا تھا"۔ ثمرین کے الفاظ کسی تازیانے کی مانند ہانیہ پر برسے تھے۔ مگر تھا تو سچ ہی۔ یہ بیج اسی نے بویا تھا۔ اب اس خاردار جھاڑی سے پور پور زخمی ہونا برحق تھا۔

"میری پیاری امی جان! جو گزر چکا اسے بھول جائیں۔ حال میں یہ لڑکی میری بیوی ہے۔ میری بیٹی کی ماں ہے اور میرے لئے قابل احترام ہے۔ میں اس گھر کے باقی

www.novelsclubb.com

افراد سے بھی یہی توقع رکھوں گا کہ وہ عزت و تہذیب کا دامن نا چھوڑیں"۔رحمان اتنا کہتا رکا نہیں۔ہانیہ کو لے کر اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ ثمرین پیچھے سے کلستی رہ گئیں۔ان کی تینوں اولادیں ان کے کہے میں نہیں تھیں۔ان دنوں کے لئے ہی انہوں نے دعاؤں میں بیٹوں کو مانگ تھا۔ہک ہاہ!

دیوار گیر ایل ای ڈی کے سامنے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے وہ شخص اسکرین پر چلتی ویڈیو کو منہمک انداز میں دیکھ رہا تھا۔اسکرین پر ابھرتے مختلف مناظر اس کی سیاہ آنکھوں میں منعکس ہو رہے تھے۔

کمرے میں جا بجا مختلف اسکرینز لگی ہوئی تھیں جن پر منظر رواں تھے۔کمرے میں مکمل سکوت برپا تھا۔سانس لینے تک کی آواز سنائی دے رہی تھی۔دروازہ چرچرانے کی آواز نے کمرے کا سکوت توڑنے کا سبب بنی۔نووارد عین کرسی پر بیٹھے شخص کے عقب میں آ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

"خیریت ؟اتنے عرصے بعد یہاں کا رخ کیسے کر لیا مسٹر اسامہ آپ نے"۔بیٹھا ہوا شخص استہزائیہ انداز میں بولا۔

"میں نے آخری مرتبہ کہا تھا جب ضروری ہوا تب ہی آؤں گا یہاں"۔اسامہ بھی اسکرین پر نظریں جمائے بولا۔

"ایسی بھی کیا ضرورت آن پڑی"۔ہنوز وہی لب ولہجہ۔

"بھائی"۔اسامہ بس اتنا ہی پکارا تھا۔اس آواز پر کرسی پر بیٹھے شخص نے ایک لمحے کو گردن موڑ کر اپنے بھائی کو دیکھا اور دوبارہ پھر سے اسکرین کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"ہوں۔کی پیڈ پر انگلیاں چلاتے وہ شخص محض یہی بولا۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے"۔۔۔اسامہ اب کہ کندھے پر ہاتھ رکھے بولا۔

"مجھ سے بات کرنے کے لئے تمہیں اجازت کی ضرورت کب سے پڑنے لگی"۔سادہ، سنجیدہ و مخلص لہجہ!

"بات ہی ایسی تھی۔ خیر! میرے ساتھ چلیں آپ۔ یہاں پر بات ٹھیک سے نہیں ہو سکتی"۔ اب کی بار کی پیڈ پر برق رفتاری سے چلتی انگلیاں تھمی تھیں۔ وہ شخص بیٹھے بٹھائے سوچ میں گھر گیا تھا ایسی بھی کیا بات تھی کہ اس کا چھوٹا بھائی اتنا سنجیدہ تھا۔

"اچھا۔ لے چلو جہاں پر بات کرنی ہے اس جگہ!"۔ اسکرین آف کرتے ہوئے وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا۔ چند لمحوں بعد وہ شہر کے ایک بڑے مگر پرسکون کیفے میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

اسامہ ویٹر کو آرڈر نوٹ کروا چکا تھا۔ جبکہ مقابل اس کے بولنے کا منتظر تھا۔

"اور کتنا سوچو گے؟ کہہ دو جو بات بھی دل میں ہے پریشان کر رہی"۔ ساحر اس کے تاثرات دیکھتے ہوئے بولا۔ اس کے دونوں ہاتھ میز پہ دھرے ہوئے تھے اور ایک دوسرے میں پیوست تھے۔ آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور ان پر دباؤ ڈالا۔ یہ ایک طرح سے یقین دہانی تھی کہ وہ اسکے ساتھ

ہے۔ جبکہ اسامہ نے اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھا جو اس کے بھائی کے ہاتھوں میں مقید تھے، پھر ایک نظر اس کے چہرے کی جانب۔ کیا وہ صحیح کرنے جا رہا تھا۔ لعنت ہو تم پر اور تمہاری سوچ پر اسامہ علی خان! ضمیر نے کوڑا برسایا۔ مگر اس کی عقل اس وقت نجانے گھاس چرنے گئی تھی وہ سمجھ ہی نا پایا کہ کیا کرے۔ تبھی اپنے ہاتھ چھڑا تا ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"آپ کو یاد ہے آج سے چار سال پہلے آپ نے مجھ سے ایک فیور مانگی تھی۔ اور میں نے آپ کو وہ دی تھی"۔ ساحر جانتا تھا وہ کس معاملے کے متعلق بات کر رہا ہے۔ چار سال پہلے کیا واقعہ پیش آیا تھا یہ بات صرف ان دونوں کے مابین تھی۔

"یاد ہے مجھے۔ مگر اس بات کو دہرانے کا مقصد؟"۔ چار سال قبل والا واقعہ یاد کرتے ساحر کی نسیں ابھرنا شروع ہو گئی تھیں۔

چار سال قبل والا واقعہ یوں اس کی نظروں کے سامنے چلنا شروع ہو گیا تھا جیسے چار گھنٹے قبل پیش آیا ہو۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ اس فیور کے بدلے میں آپ سے میں جو بھی مانگوں گا وہ آپ مجھے دیں گے"۔ یاد دہانی کے طور پر جتایا۔

"آج میں آپ سے جو مانگ رہا ہوں اس کے لئے مجھے منع مت کیجیئے گا"۔ اسامہ آنکھوں میں ایک آس لئے بولا۔

"بولو کیا چاہیئے تمہیں"۔ ساحر رکی ہوئی سانس خارج کرتا ہوا بولا۔ یقینی طور پر اس کو پیسے چاہیئے ہوں گے یا کسی نئ برانڈ کی کوئی نئ شے۔ وہ جتنی بڑی چیز مانگے گا وہ اس کو دے دے گا۔ آخر کو وہ اس کا بھائی ہے۔ یا شاید چار سال قبل پیش آنے والا واقعہ؟

"مجھے نازنین چاہیئے"۔ یہ محض تین الفاظ تھے جو اسامہ کے لبوں سے ادا ہوئے تھے۔ مگر ساحر علی خان کی دنیا ہلانے کو کافی تھے۔ چند لمحے تو اس کو اپنی سماعت پر یقین ہی نا آیا۔ پتھ کا ہونا کسے کہتے ہیں یہ آج سمجھ آیا تھا اسے۔ اور اس پتھر کو ریزہ ریزہ کرنے کے لئے ٹھونک کیسے بجائی جاتی ہے یہ اس کے بھائی نے بتایا تھا۔

سامنے بیٹھا شخص آخر کو اس کا بھائی تھا۔شائد اس کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔اس کے لئے یقین کر پانا مشکل تھا۔

"مجھے نازنین چاہیئے۔میں اس سے محبت کرتا ہوں۔لیکن آپ بیچ میں دیوار بن کر حائل ہیں"۔اب کہ اسامہ وضاحتی انداز میں بولا۔

"تمہارا دماغ ٹھکانے پر نہیں ہے۔وہ لڑکی میری بیوی ہے جس کے متعلق تم یہ سب باتیں کر رہے ہو۔تمہارے دماغ میں یہ سوچ بھی کیسے آئی کہ میں تمہاری یہ بات مان لوں گا"۔۔۔حواس بحال کرتے ساحر مدھم آواز میں غرایا۔

"بھائی دیکھیں ناں! آپ تو ویسے ہی بہت سی لڑکیوں میں گھرے رہتے ہیں۔اور آپ کو کون سا کمی ہے لڑکیوں کی۔اب اگر ایک لڑکی میں نے مانگ لی تو اتنا اوور ری ایکٹ کیوں کر رہے ہیں"۔۔۔اسامہ بے زار لہجے میں بولا۔جیسے اپنی بات کی نفی پسند نا آئی ہو۔

"وہ کوئی ایری غیری نہیں ہے میری منکوحہ ہے۔ تمہاری زبان کھینچ لوں گا گدی سے اگر اب اس کا نام بھی تمہاری زبان پر آیا"۔ ساحر زخمی شیر کی مانند دھاڑا۔ قسمت نے کہاں لا کھڑا کیا تھا اس کو۔ اس کا سیاہ اعمال نامہ اتنی جلدی احتساب کو پہنچ جائے گا اس نے سوچا بھی نا تھا۔

"نکاح ٹوٹ بھی جاتے ہیں۔ ایک آپ کا بھی صحیح"۔ اسامہ نے جیسے حل پیش کیا۔

"تم در حقیقت اپنا دماغی توازن کھو چکے ہو۔ تمہیں علاج کی ضرورت ہے"۔ اب کہ ساحر مدھم آواز میں طنز کرتے ہوئے بولا۔ ان کا آرڈر کب کا سرو کیا جا چکا تھا جو یونہی ان چھوا پڑا تھا۔

"میرا دماغی توازن بالکل ٹھیک ہے۔ آپ ایک فیملی پرسن کبھی نہیں بن سکتے ہیں بھائی۔ دیکھیں نا اپنے کالے کارنامے تو ابھی تک چھوڑے نہیں آپ نے۔ نازنین جیسی لڑکی کو اگر یہ سب پتا چل جائے گا تو سوچیں کیا وہ آپ کے ساتھ رہے گی؟"۔ اسامہ کا لہجہ اب کہ استہزائیہ تھا۔ جو ساحر کا سکون برباد کرنے کو کافی تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو"۔ ابرو اچکا کر سوال کیا۔

"نہیں میری کیا مجال جو آپ کو دھمکی دوں۔ لیکن جس تیزی سے آپ کی ترقیاں ہو رہی ہیں اس لحاظ سے آپ خود اپنی بربادی کو دعوت دے رہے ہیں۔ وہ کیا نام تھا اس لڑکی کا؟"۔۔۔ کنپٹی پر انگلی بجاتے سوچنے کی اداکاری کی۔ "ہاں لارا! اس کے متعلق کیا خیال ہے۔ جو آپ کی بچے کی ماں بننے والی ہے"۔ اسامہ مسکراتے ہوئے بولا۔ اور اس وقت کی مسکراہٹ ساحر علی خان کو حد سے زیادہ بری لگی تھی۔ مگر بیٹی لفظ سن کر وہ ٹھٹکا ضرور تھا۔

"تمہارے پاس ضرورت سے زیادہ معلومات ہیں۔ بہتر ہو گا میرے معاملات سے دور رہو۔ وگرنہ انجام کے ذمے دار تم خود ہو گے"۔۔۔ ساحر کا لہجہ اب کہ دھمکی آمیز تھا جس کا اسامہ پر کوئی خاطر خواہ اثر نا ہوا۔

"مجھے مزید تمہاری کسی بات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میرا قیمتی وقت برباد کرنے کا شکریہ"۔ ساحر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور چند نوٹ نکال کر میز پر

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دھرے۔حالانکہ وہ کھانے کے بل سے کئی گنا زیادہ رقم تھی۔وہی امیر، خبطی لوگوں والی خصلت۔

"ایک بات میری بھی یاد رکھیئے گا آپ ساحر علی خان! نازنین اگر میری نا ہوئی تو میں آپ کی بھی نہیں ہونے دوں گا"۔اسامہ اتنا اونچی ضرور بولا تھا کہ ساحر کے کانوں تک آواز باآسانی پہنچ جائے۔جبکہ ساحر سر جھٹکتا سنی ان سنی کرتا چلا گیا۔

نازنین نامی لڑکی جو چند لمحے قبل ساحر علی خان کی زندگی کا سرخ پھول تھی اب کہ حلق کے کانٹے کی شکل اختیار کرنے کو تھی۔

www.novelsclubb.com

آج نازنین کا دل بوجھل سا تھا۔ایک ان دیکھا بوجھ تھا جو کندھوں پہ محسوس ہوتا تھا ۔اول روز کی مانند ہنوز وہ سفید ستون سے سر ٹکائے بیٹھی ہوئی تھی۔سفید رنگ کے حجاب میں اس کی سنہری رنگت مزید ابھر رہی تھی۔ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا

تھا۔ چہرے کے تاثرات بوجھل تھے۔ زاہرہ جو کلاس لے کر ابھی باہر نکلی تھی اپنے ساتھ والی لڑکی کو ہاتھ ہلاتی ناز نین کی جانب بڑھی۔

"کیسی ہو ناز نین ؟ طبیعت میں بہتری لگ رہی ہے تمہاری اب"۔ خوشگوار لہجے میں کہتی وہ س کے مقابل بیٹھ گئی۔

"میں ٹھیک ہوں تم سناؤ کیسی ہو"۔۔۔ ناز نین زاہرہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں بھی ٹھیک۔ لیکن یہ آج تم اقبال کی جانشین کیوں بنی ہوئی ہو"۔۔۔ اشارہ اس کی خاموشی کی جانب تھا۔

"بس کچھ نہیں ایسے ہی۔ دل بوجھل سا ہے۔ جیسے کچھ برا ہونے والا ہو"۔ ناز نین گود میں دھرے ہاتھوں پر نظریں ٹکائے بولی۔

"میری پیاری بہن جب دل بوجھل ہو تو اللہ سے دعا کر لیا کرو۔ کہ وہ تمہاری کلفت دور کر دے۔ نا کہ یوں اداس بیٹھ کر برے برے گمان کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ

اچھا گمان رکھنا چاہیئے"۔۔۔زاہرہ اس کے گود میں دھرے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"ایسی کوئی بات نہیں بس میرا کورس مکمل ہو گیا ہے نادر اصل۔اس لیے برا لگ رہا ہے۔اب مجھے نہیں سمجھ آرہا کہ میں مزید کیسے خود کو سوالوں کے جواب دوں گی۔یہاں پر آنا شروع کیا تھا تو مجھے میرے سوالوں کے جواب ملنے شروع ہو گئے تھے۔یہاں سے جاؤں گی تو مجھ پر دروازے ایک مرتبہ پھر سے بند ہو جائیں گے"۔۔۔نازنین اداس لہجے میں بولی تو زاہرہ مسکرادی۔

"تم بھی نا! بس اتنی سی بات تھی۔تمہارا جب دل چاہے تم یہاں آجاسکتی ہو۔یہ کوئی اماں ابا کا گھر تھوڑی ہے جہاں پر وہ شادی کے وقت کہیں گے کہ اب یہاں صرف ہنستے ہوئے آؤ۔لڑ کر، رو کر نہیں یا تھوڑی دیر کے لئے"۔۔۔یہ سب کہتے ہوئے زاہرہ کے لہجے میں نمی امڈ آئی تھی۔"یہ تو اللہ کا گھر ہے جو اپنے ٹوٹے، بکھرے اور خستہ حال بندوں کی دلجوئی کرتا ہے"۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ یہ پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔اب ماں باپ اتنے سنگدل بھی نہیں ہیں"۔۔۔نازنین نفی کرنے کے سے انداز میں بولی۔جس پر زاہرہ مسکرا دی۔لمبی سانس اندر کی جانب کھینچی اور پھر خارج کی۔

"یہ بات میرے بابا نے میری بڑی بہن کو کہی تھی شادی کے وقت"۔۔۔اتنا کہہ کر وہ ایک مرتبہ پھر سے خاموش ہو گئی تھی۔دونوں ہاتھوں کو باہم ملائے وہ رگڑ رہی تھی۔نازنین جانتی تھی کہ وہ اس وقت متذبذب ہے۔اور آج یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا جب اس نے اپنی بڑی بہن کا ذکر کیا تھا ورنہ نازنین کے علم کے مطابق تو وہ دو بہن بھائی ہی تھے۔

www.novelsclubb.com

"بابا کا یہ کہنا تھا،اور آپی نے یہ بات حفظ کرلی تھی۔ان کی انا پر بن آئی تھی آپی کے شوہر ایک شکی مزاج آدمی تھے۔اور بیوی کی عزت تو بالکل بھی نہیں کرتے تھے۔عزت کرنا تو دور کی بات ان پر ہاتھ تک اٹھاتے تھے۔اور یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ جب آپی سات ماہ کی حاملہ تھیں تو ایک دن ان کے شوہر غصے میں

بھرے گھر آئے۔ شائد کاروبار میں نقصان ہوا تھا ان کا۔ آپی نے ان کے آگے کھانا رکھا تو ایک لقمہ لیتے ہی سب کچھ زمین پر الٹ دیا۔ اور بے قصور ان کو مارنے لگے "۔۔۔ زاہرہ کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے۔ اپنوں کو پہنچی تکلیف کا ذکر بھی رولا دیتا ہے۔ یہاں تو اس کی بہن کی بات تھی۔

"ان کی امی جو اپنے کمرے میں تھیں شور کی آوازیں سن کر آئیں اور سامنے آپی کا خون میں لت پت وجود دیکھ کر سکتے میں آ گئیں۔ آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کو جھنجھوڑا جس پر وہ بھی ہوش میں آیا۔ اور پھر آنٹی نے اپنے چھوٹے بیٹے کو بلایا۔ قصہ مختصر آپی کو ہسپتال لے کر گئے اور ہمیں اطلاع دی۔ آپریٹ کے دوران ہی ان کی ڈیتھ ہو گئی۔ ان کے جسم کا خون کافی بہہ چکا تھا۔ مما تو ان کو دیکھتے ہی رونے لگی تھیں۔ کیونکہ شادی کے آٹھ ماہ میں آپی صرف دو مرتبہ گھر آئیں تھیں وہ بھی بابا کی غیر موجودگی میں۔ بابا اس سب سے بے خبر تھے۔ وہ مما سے بھی کچھ نہیں کہتی

تھیں۔ مگر وہ ماں تھیں سب جان جاتی تھیں"۔۔۔آنکھوں سے بہتے آنسو ہاتھ کی پشت سے رگڑے۔ گیلی سانس اندر کھینچی اور ایک مرتبہ پھر سے بولنا شروع کیا۔

"اس وقت بابا پہلی بار بولے تھے آپی کے مردہ وجود کے پاس کھڑے، کہ میری بیٹی اتنا سب سہا اور مجھے خبر تک نا ہونے دی۔ میں بھی وہیں پر کھڑی تھی۔ بھائی باہر کے ملک تھے ورنہ آپی کے شوہر کا قتل ضرور کر دیتے"۔۔۔زاہرہ کی آواز رونے کے باعث بھاری ہو چکی تھی۔ دوسری جانب نازنین بھی آبدیدہ ہو چکی تھی۔

"انہوں نے واقع میں بہت کچھ برداشت کیا۔ اگر ایک مرتبہ وہ بتا دیتیں انکل کو"۔۔۔نازنین ابھی اتنا ہی بولی تھی کہ زاہرہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"ایک روز تنگ آکر انہوں نے بتایا تھا امی کو سب، انسان تھیں آخر انا کو پرے دھکیل کر!

بابا بھی سن رہے تھے۔ وہ سمجھے تھے کہ شائد آپی تک آواز نہیں پہنچ رہی مگر ان کی آواز پہنچ رہی تھی۔ انہوں نے کہا تھا جیسا بھی ہے اس کا شوہر ہے۔ برا ہے یا مارتا ہے

تو اس کفالت بھی تو کر رہا ہے مستقل طور پر۔ اگر ذرا سی تلخی برداشت کر لے گی تو مر نہیں جائے گی وہ"۔۔۔ اتنا کہہ کر زاہرہ نے سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا۔

"اور وہ معمولی سی تلخیاں برداشت کرتے کرتے جان دے دی انہوں نے۔ مگر بابا کے سامنے اف تک نا کی۔ اور جس دن آپی اس دنیا سے گئی تھیں اس دن سے میں اپنے بابا سے باغی ہوئی تھی۔ اس دن مجھے ان سے بے زاری ہوئی تھی۔ نہیں ہونی چاہیئے تھی کیونکہ ان کہ مجھ پر بہت سے احسانات ہیں۔ لیکن میرا اس میں کوئی قصور نہیں۔ میں ان سے باغی ہو گئی تھی"۔۔۔ نازنین جانتی تھی کہ زاہرہ سر دونوں ہاتھوں میں گرائے وہ بے آواز رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اور تمہارے بہنوئی کا کیا بنا اس سب کے بعد؟"۔۔۔ نازنین پوچھے بغیر رہ نا سکی۔

"کیا بننا تھا ان کو دوسری بیوی مل گئی۔ مگر ہمیں ہماری بہن نا مل سکی"۔

"اللہ غارت کرے ایسے مردوں کو جنہیں عورت کی عزت نہیں کرنی آتی۔ تم فکر مت کرو تمہاری آپی انشاء اللہ جنت میں ہوں گی۔ انہوں نے بہت صبر کیا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے"۔۔۔نازنین پرس میں سے ٹشو نکالتی زاہرہ کی جانب بڑھاتی بولی۔ٹشو تھام کر زاہرہ نے پہلے اپنی آنکھیں پونچھیں اور پھر ناک۔اور نازنین کی جانب متوجہ ہوئی۔

"آپی نے ناحق ظلم برداشت کیا تھا۔جبکہ اللہ کو ناحق ظلم و ستم برداشت کرنے والے لوگ نہیں پسند۔انہوں نے صبر نہیں خود پر جبر کیا تھا۔مگر تم یہ سب کبھی مت کرنا۔زندگی میں کسی بھی مقام پر ناحق کچھ مت کرنا۔ سمجھوتے کرنا، مگر جہاں لگے کہ وہ سمجھوتا محض دنیا کی کمائی کے لئے ہے اس کو رد کر دینا"۔۔۔سرخ آنکھوں سے زاہرہ نازنین کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔یہ بات سن کر نازنین کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی تھی۔اپنے مستقبل کے متعلق جو سوچ ذہن میں آئی تھی اس نے روح تک جھنجھوڑ ڈالی تھی۔ مگر اپنے خیالات کو خود ہی جھٹک دیا۔

"چلو میری اگلی کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے۔تم نے میم آئمہ سے ملنا تھا نا مل لو"۔۔۔زاہرہ اتنا کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔نازنین بھی سر ہلاتی الوداعی نظروں سے اس کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔اب کہ اس کے قدم خود بخود میم آئمہ کے آفس

کی جانب بڑھ گئے تھے۔دماغ میں سوالات کی شورش تھی۔تکلیف،رنج،بے بسی و بے کلی! نجانے کون کون سے جذبات تھے جو ایک ساتھ وارد ہوئے تھے۔ مگر وہ خود کو ڈپٹ گئی تھی۔آنے والے وقت کے متعلق ابھی سے سوچنا بے وقوفی لگا تھا۔

ثمرین جو لاؤنج میں ہی صوفے پہ غصہ ضبط کئے بیٹھی ہوئی تھیں ساحر کو لاؤنج میں داخل ہوتے دیکھ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ساحر بنا ان کے کھڑے ہونے کا نوٹس لئے صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گیا۔

"جا کر اپنے بڑے بھائی کو سمجھاؤ کے ہوش کے ناخن لے۔ایسے ہی کبھی بیوی کو لے آتا ہے تو کبھی چھوڑ آتا ہے۔اوپر سے اس کی بدنام زمانہ اداکارہ والی مشہوری۔میں لوگوں کو کیا منہ دکھاؤں گی"۔۔۔ثمرین تیز لہجے میں بولیں۔ضبط کرنا اب مشکل ہو رہا تھا۔جس پر ساحر نے سر اٹھا کر ماں کی جانب دیکھا۔ساتھ ہی وہ ایک ہاتھ سے اپنی کنپٹی کو مسل رہا تھا۔

"اماں میرا اس سب میں کیا کردار ہے۔ بھائی اور بھابھی کا مسئلہ ہے، ان کو خود ہی نپٹانے دیں۔ اور لوگوں کی فکر مت کریں۔ سال کا راشن نہیں ڈلوا کے دیتے ہمیں جوان کو کیا منہ دکھائیں گے"۔۔۔ ان کو جواب دیتا وہ ایک مرتبہ پھر سے سر جھکا گیا۔ درد کی شدت نے دماغ کی نسوں کی جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ تبھی وہ ماں سے بھی تلخ کلامی کر گیا۔ و گرنہ وہ اپنی ماں کا واحد بیٹا تھا جو ہمیشہ نرم لہجے میں بات کرتا تھا۔ کوئی تیزی نا دکھاتا تھا۔

"پہلے وہ دونوں بدزبان تھے۔ ان میں نیا اضافہ تم ہو۔ منتوں مرادوں سے لی ہوئی اولاد تھے تم لوگ۔ لیکن اب سوچتی ہوں اس سے اچھا تھا بے اولاد رہتی

www.novelsclubb.com

میں"۔۔۔ اب کہ ثمرین صوفے پر بیٹھتی افسردہ لہجے میں بولیں۔ اس کے برعکس فشار خون بڑھنے کے باعث ساحر کی رگیں تن چکی تھیں۔ مائیں تو اولاد کی تکلیف چہرے سے پڑھ لیتی ہیں۔ وہ تکلیف میں تھا، اس کا چہرہ ساری حقیقت بیان کر رہا تھا۔ مگر پھر بھی اس کی ماں نا سمجھ رہی تھیں۔

"مما! اس وقت میرا سر بہت دکھ رہا ہے۔ پلیز! بعد میں اپنی اولاد کو لعنت وملامت کر لیجیئے گا"۔۔۔التجائیہ لہجہ۔

"ہاں بس ماں ہی بولتی ہوئی بری لگتی ہے۔ باہر والوں کی ہزار سن لیں گے مگر ماں کی ایک نہیں"۔ ثمرین اپنی رو میں بولتی جارہی تھیں جس پر ساحر نے کراہ کر آنکھیں میچ لیں۔

"مما میں اپنے روم میں جارہا ہوں"۔ ساحر اتنا کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔ایک جانب سے وہ باہر نکل رہا تھا اور دوسری جانب سے رحمان لاؤنج میں داخل ہو رہا تھا۔اس کو دیکھتے ہی ثمرین نے نظریں پھیر لیں۔

"مما اس کی طبیعت خراب تھی۔آپ کو احساس کرنا چاہیئے تھا"۔تاسف سے ہلاتا وہ ان کے برابر میں بیٹھ گیا۔اور اپنا بازو ان کے گرد حائل کیا۔

"دور ہو جاؤ مجھ سے۔نافرمان اولاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے"۔ ثمرین رحمان کا بازو جھٹکتی ہوئی بولیں۔ جس پر وہ مسکرا دیا۔

"مگر اس نافرمان اولاد کو تو ماں کی ضرورت ہے نا۔اور ماؤں کے دل بہت بڑے ہوتے ہیں۔وہ بیٹوں کو معاف کر ہی دیتی ہیں"۔ بتیسی کی نمائش کرتے ہوئے رحمان بولا۔ جس پر ثمرین نے کڑے تیوروں سنگ اسے گھورا۔

"وہ مائیں اور ہوتی ہوں گیں۔ مجھ سے امید مت رکھنا ایسی کسی بھی معافی کی جب تک وہ لڑکی اس گھر میں ہے"۔ ثمرین صاف ہری جھنڈی دیکھاتی بولیں۔

"مما وہ لڑکی آپ کے بیٹے کی بیوی ہے۔آپ کی پوتی کی ماں ہے۔سب سے بڑھ کر آپ کے بیٹے کا پہلا عشق ہے۔میں اس کو کیسے چھوڑ دوں"۔رحمان لہجے میں یاس کا عنصر شامل کرتے ہوئے بولا جس پر ثمرین نے کوفت سے آنکھیں میچ لیں۔وہ کیا کرتیں اپنی اس پہلی ناہنجار اولاد کا جس نے ان کو بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔

"میں صرف ایک شرط پر اس لڑکی کو قبول کروں گی اس گھر میں"۔۔۔سوالیہ انداز میں بولتے رحمان کی جانب دیکھا۔

"آپ جو بھی کہیں گی منظور ہے مجھے"۔ رحمان سرعت سے سر ہلا گیا جس پر ثمرین نے اپنی ہنسی دبائی۔ وہ بچپن سے ہی ایسا تھا اپنی چھوٹی سے چھوٹی بات منوانے کے لیے بڑی سے بڑی خواہش کو قربان کر دیتا تھا۔

"ہانیہ سے کہو شوبز سے ریزائن کر دے۔ باقی جہاں مرضی گھومے مگر بس شوبز انڈسٹری چھوڑ دے"۔

"بس اتنی سی بات تھی۔ ریزائن تو وہ پہلے ہی کر چکی ہے مما۔ یو آر سو سویٹ! تھینک یو سو مچ"۔۔۔ فرط جذبات سے ان کا گال چومتا وہ انہیں خود میں بھینچ گیا۔

"منحوس انسان سانس بند کرے گا کیا ماں کی"۔۔۔ ثمرین اس کو پرے دھکیلتی ہوئی بولیں۔ جس پر رحمان کھسیانی ہنسی ہنس دیا۔

"تھینک یو مما! آپ دنیا کی بیسٹ مما ہیں"۔۔۔ رحمان اتنا کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔ جس پر ثمرین بھی مسکرا دیں۔ بیٹوں کے لئے ماؤں کے دل ہمیشہ نرم پڑ ہی جایا کرتے

ہیں۔ان کے لئے رعایتیں، گنجائشیں نکل ہی آتی ہیں۔رحمان کارخ اپنے کمرے کی جانب تھا۔وہ جلد از جلد ہانیہ کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا تھا۔

ثمرین کچن کی جانب چل دی تھیں۔دودھ گرم کرتی اسے گلاس میں انڈیلتی طشتری میں رکھ گئیں۔ساتھ ہی اس میں سر درد کی دوا رکھتیں ساحر کے کمرے کی جانب چل دیں۔دروازے پر پہنچ کر دستک دی اور اندر داخل ہو گئیں۔سامنے ہی ساحر بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے لیٹا ہوا تھا۔ایک بازو آنکھوں کے اوپر تھا جبکہ دوسرا بستر پر پھیلایا ہوا تھا۔سائیڈ ٹیبل پر طشتری رکھتیں ثمرین اس کے برابر میں بیٹھ گئیں۔نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلایا جس پر اس نے کوئی ردعمل نادیا۔

"اپنی مما کو معاف کردو۔اس وقت میں غصے میں تھی تبھی وہ سب کہہ گئی۔ورنہ تم تو میرے سب سے پیارے بیٹے ہو"۔ثمرین ہنوز نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولیں جس پر ساحر لیٹے لیٹے مسکرا دیا۔

"چلو اٹھ کر بیٹھو۔میں تمہارے لئے دودھ گرم کر کے لائی ہوں ساتھ سر درد کی دوائی بھی۔وہ لے لو پھر آرام کر لینا"۔جھک کر اس کا ماتھا چومتی وہ بولیں۔ماں کا لمس پاتے ہی وہ ضدی مرد پر سکون ہو گیا تھا۔ویسے بھی ماں بیٹوں کی ناراضگیاں زیادہ دیر نہیں چلتیں۔وہ ایک دوسرے کو منا ہی لیتے ہیں۔

ساحراب کہ اٹھ بیٹھا تھا۔ثمرین نے اس کی جانب دوا بڑھائی اور پھر دودھ والا گلاس، جسے وہ خاموشی سے پکڑ گیا۔دوا منہ میں رکھتا وہ ایک سانس میں گلاس خالی کر گیا۔یہ اس کی بچپن کی عادت تھی۔اس کو دودھ بالکل نہیں پسند تھا مگر ماں کو انکار کرنا منظور نا تھا اس کو۔ثمرین اٹھ کر جانے لگیں تو وہ ان کا ہاتھ تھام گیا۔

"مما کیا میں آپ کی گود میں سر رکھ کر تھوڑی دیر کے لیے سو سکتا ہوں"۔۔۔وہ آس بھری نگاہیں ماں پر ٹکائے التجا کر رہا تھا۔جیسے بچپن میں کیا کرتا تھا۔ایسا وہ تبھی کرتا تھا جب بہت زیادہ دکھی ہوتا تھا یا پھر پریشان۔ثمرین وہیں بستر پر بیٹھ گئیں اور

www.novelsclubb.com

اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔اب کہ وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھیں اور وہ پر سکون سا آنکھیں بند کئے بازو سینے پر باندھے لیٹا ہوا تھا۔

"ساحر! میرے بیٹے کیا بات ہے؟ تم مجھے اداس لگتے ہو۔ تمہیں کوئی پریشانی ہے تو اپنی ماں کو بتا سکتے ہو"۔۔۔وہ ماں تھیں اولاد کے دل میں چلتی کشمکش بھانپ گئی تھیں۔

"مما آپ کا بیٹا بہت گنہگار ہے۔بس اس کی مغفرت کے لیے دعا کر دیجیئے گا"۔۔۔وہ آنکھیں بند کئے مدھم لہجے میں بولا۔

"تمہاری چلتی سانسیں اس بات کی ضمانت ہیں کہ تم اپنے رب کی جانب لوٹ سکتے ہو بیٹا۔میں نہیں جانتی تم نے کس نوعیت کے گناہ کیے ہیں۔اللہ نے جب تمہارے ان گناہوں کا پردہ رکھا ہے تو میں دعا کروں گی کہ وہ دونوں جہانوں میں تم پر اپنی رحمت کا پردہ ڈالے رکھے۔اور تمہیں ہدایت دے۔ مگر توبہ کے بعد خود کو دوبارہ آلودہ مت کرنا۔نیت درست کرنا۔سارے پھل نیتوں کے ہی ہیں"۔۔۔ثمرین

نرم لہجے میں بول رہی تھیں۔ماں کی موجودگی ہی اس کے لئے سکون کا باعث تھی۔رفتہ رفتہ اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب رہا تھا۔سانسیں بھاری ہونے لگی تھیں۔نینداس پر مہربان ہو چکی تھی۔چند لمحوں کے لیے وہ ماں کی آغوش میں دنیا کا ہر غم بھلا گیا تھا۔

آج پورے ایک ہفتے کی چھٹیوں کے بعد خنساء یونیورسٹی آئی تھی۔اور بجائے کلاس لینے کے کیفیٹیریا میں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔

"یار تم اتنی چائے کیسے پی لیتی ہو"۔۔۔یہ اس کی ایک ہم جماعت طاہرہ تھی جو اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ دیکھے پوچھ بیٹھی۔کیونکہ جب سے وہ یہاں بیٹھی تھی یہ خنساء کا تیسرا کپ تھا۔

"غم عاشقی بھلانے کو اب حرام جام کو منہ تو لگا نہیں سکتے۔سو چائے سے ہی کام چلا لیتے ہیں"۔۔۔شاعرانہ انداز میں بولتی وہ چائے کا گھونٹ بھر گئی۔جبکہ طاہرہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

بے اختیار ہنس پڑی۔ تم بھی عجیب ہو قسم سے۔ تمہیں کونسے غم پڑ گئے ہیں بہن؟ حد کرتی ہو۔ مطلب کچھ بھی"۔۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی ہنستے ہوئے بولی۔ جس پر خنساء نے محض کندھے اچکا دیئے۔ ابھی وہ مزید کچھ کہتی کہ خنساء کے عین سامنے اور طاہرہ کے برابر والی کرسی پر آ کر الحینہ بیٹھ چکی تھی۔

"کیسی ہو تم دونوں"۔۔۔شستہ لہجے میں اب وہ ان کا حال چال پوچھ رہی تھی۔ طاہرہ سینیئر ہونے کے باعث احتراماً اس کے سوال کا جواب دے گئی جبکہ خنساء نے آنکھیں گول گھمائیں۔

"آپ کی تعریف؟"۔۔۔جانتے بوجھتے خنساء نے یہ سوال کیا۔ ہر مرتبہ ٹکراؤ پر وہ یہی سوال کرتی تھی اس لڑکی سے۔

"تعریف تو سب کرتے ہی رہتے ہیں میری! تم بتاؤ اتنے دن بعد یونی آئی ہو۔ خیریت تھی گھر پر سب"۔۔۔طنز کا جواب بھی اتنی شائستگی سے دینا کوئی الحینہ

ملک سے سیکھتا۔ خنساء اب کہ ٹیک چھوڑے سیدھی ہو بیٹھی۔ اپنی سیاہ نگاہیں مقابل کی سرمئی لینز شدہ آنکھوں میں گاڑیں اور بولنا شروع کیا۔

"آپ کی تعریف سب کرتے ہیں مگر آپ بد تعریفی کروانے کے لئے ہمیشہ میرے پاس ہی کیوں آتی ہیں"۔ صبر کا پیالہ بھر چکا تھا۔ چار ماہ کافی تھے یہ سب برداشت کرنے کو۔ خنساء کی بات پر الحینہ کی رنگت میں سرخیاں گھل گئی تھیں۔

"سویٹی کالم ڈاؤن ! اتنا غصہ صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا"۔۔۔ خود کو پر سکون کرتی الحینہ ایک مرتبہ پھر شستہ لہجے میں بولی۔

"میں صرف تم سے دوستی کرنا چاہتی ہوں۔ تمہاری طرح بہت سی جونیئرز میری دوستیں ہیں۔ مگر تم ہمیشہ ہی اتنی سڑیل بنی رہتی ہو"۔۔۔ الحینہ یوں بولی جیسے سالوں پرانی بے تکلفی ہو۔ جبکہ اپنے لئے 'سڑیل' لفظ سن کر خنساء کا دماغ گھوما۔

"کیا مطلب ہے تمہارا مس الحینہ ؟ تم آخر کس رشتے سے اتنی بے تکلف ہو رہی ہو میرے ساتھ ؟۔۔۔ انفیکٹ میں تو تم سے دوستی میں بھی دلچسپی نہیں رکھتی مگر

تمہارے لئے ہی وہ مقولہ مشہور ہے۔ سوڈھیٹ مرے تھے تب جا کر تم ایک پیدا ہوئی تھی۔ اب میرا دماغ کھانا بند کرو اور اپنا راستہ ناپو"۔۔۔اب کہ خنساء بنا کسی لگی لپٹی کے بولی۔ اہانت کے مارے الحینہ مٹھیاں بھینچ گئی۔ اس کا بس چلتا تو اس لڑکی کی گردن مڑوڑ دیتی۔ مگر نہیں، اس شکار کے گرد شکنجہ کس کر تڑ پاتڑ پا کر مارے گی وہ۔ یہ بات اس نے سوچ لی تھی۔

"تمہاری اکڑ کو مٹی میں نا ملایا نا تو میرا نام بدل دینا"۔۔۔انگلی اٹھائے تنبیہی انداز میں وہ بولی۔

"تمہاری اس مکاری کو تم سمیت یونیورسٹی سے نا نکلوایا تو کہنا"۔۔۔خنساء بھی اسی کے انداز میں انگلی اٹھائے بولی۔ دونوں کے لہجوں میں شیرنیوں کی سی غراہٹ تھی۔ الحینہ پیر پٹختی واک آؤٹ کر گئی جبکہ خنساء نے تاسف بھری نگاہ اپنے چائے کے کپ پر ڈالی۔ جو یونہی پڑے پڑے ٹھنڈی ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بے وقوف لوگ! سمجھ نہیں آتی ان کو کسی کو چائے پیتے ہوئے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیئے۔ساری ٹھنڈی ہوگئی پڑے پڑے"۔۔۔خنساء متاسف دیکھائی دیتی تھی۔طاہرہ نے حیرانی سے اس کی جانب دیکھا۔مطلب ابھی چند لمحے قبل الحینہ اور وہ اس کے بال نوچنے کو تیار تھیں اور اب اتنی بے فکری۔

"تمہیں الحینہ سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیئے تھی۔وہ بہت ضدی لڑکی ہے"۔۔۔طاہرہ اب کے لہجے میں فکر سموئے بولی۔اس کی پوری کلاس میں ایک یہی لڑکی تھی جو پڑھائی کے علاوہ باقی سر گرمیوں میں بھی آگے تھی۔وہ ایک ذہین شخص کو برباد ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب تک اس کا پالا کسی ضدی سے پڑا نہیں ہے۔ناہی وہ میرے متعلق جانتی ہے۔اگر۔جان جاتی تو خوف کھاتی۔جان بوجھ کر الجھنیں والوں کو میں کاٹ کر پھینک دیتی ہوں۔یہ الحینہ نامی میک اپ کی دکان کیا چیز ہے"۔۔۔خنساء پر سکون انداز میں بولتی چائے کا کپ اٹھا گئی،ایک ہی سانس میں ساری حلق سے نیچے

اتاری۔چائے کی بے عزتی اس کو برداشت نا تھی۔دوسری جانب طاہرہ اس کی باتیں سن کر خاموش ہو گئی۔اس لمحے اس نے شدت سے دعا کی تھی کہ الحینہ کا شر خنساء تک نا پہنچے۔

ہاجرہ سنک کے سامنے کھڑی نل کھولے ہاتھ دھو رہی تھی۔پانی ٹھنڈا ہونے کے باعث انگلیوں کی پوریں سرخ ہو رہی تھیں۔اسماعیل جو ابھی کام سے آیا تھا ہاجرہ کو کمرے میں موجود نا پا کر کچن میں آگیا تھا۔وہ جانتا تھا کہ اس وقت ہاجرہ کچن میں ہی ملے گی کیوں کہ آج کل اس کی کریونگز عروج پر تھیں۔ابھی وہ پلٹتی کہ اپنے عقب میں کھڑے اسماعیل کے سینے سے ٹکرا گئی۔

"اف او! آپ بھی نا اسماعیل، ہمیشہ خاموشی سے آکر کھڑے ہو جاتے ہیں میرے پیچھے۔کسی دن جان نکل جائے گی میری"۔۔۔ہاجرہ مسکراتی ہوئی بولی۔اسماعیل

کے تاثرات اس کے برعکس مختلف تھے۔وہ دو قدم پیچھے ہٹتا ہاجرہ کو اپنے روبرو کر گیا۔

"آج آپ نے ایسا کہا ہے آئندہ میں آپ کے منہ سے ایسی کوئی بات نا سنوں! سمجھیں آپ"۔۔۔ہاجرہ کے دونوں بازوؤں کو پکڑے اسماعیل ان پر دباؤ ڈالے بولا۔ہاجرہ کو تو گویا سکتا ہی ہو گیا تھا۔وہ سانس روکے یک ٹک اسماعیل کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔آج پہلی مرتبہ ان آنکھوں میں ہاجرہ کو ایک الگ جذبہ دکھا تھا۔جس کو وہ نام نا دے پائی تھی۔چونکہ وہ آنکھیں پڑھنے میں ہمیشہ سے اناڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا۔۔۔ہوا اسماعیل؟میں۔۔۔نے ایسا۔۔۔کیا کہہ دیا"۔۔۔سکتے سے باہر آتی ہاجرہ بے ربط لہجے میں بولی۔جس پر اسماعیل کو اپنے لہجے کی سختی کا احساس ہوا۔وہ اس لہجے میں بات کرنے کا عادی نا تھا۔مگر آج نجانے اس کو کیا ہوا تھا۔

"ایم سوری! مجھے پتا نہیں کیا ہو گیا تھا۔ آپ آئندہ سے یہ مرنے مرانے کی باتیں نہیں کریں گی"۔۔۔اب کہ وہ ہاجرہ کا ہاتھ تھامے نرم انداز میں نصیحت کر رہا تھا۔

"ابھی آپ کے ساتھ مجھے بہت لمبا جینا ہے۔ آپ کے ساتھ مل کر اپنے بچوں کی پرورش کرنی ہے۔ میں ایسی زندگی کا سوچ بھی نہیں سکتا جس میں آپ نا ہوں۔ آپ میرے لیے بہت اہم ہیں۔ اس لئے خود کا اور ہمارے بچے کا خیال رکھیں گی"۔۔۔اسماعیل ہاجرہ کو لئے باورچی خانے کے وسط میں دھری چوکور بھوری میز کی جانب آیا۔ کرسی کھینچ کر ہاجرہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر وہ بنا کچھ کہے بیٹھ گئی۔ اسماعیل کی باتیں اس کو تشویش میں مبتلا کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

اسماعیل خاموشی سے شیلف پر پڑا میکرونی کا باؤل اٹھا کر لا یا اور ہاجرہ کے سامنے رکھ دیا۔ اس کے بعد پلیٹ اور چمچ اس کے سامنے رکھیں۔ اب کہ وہ منتظر تھا کہ ہاجرہ کب کھانا شروع کرے۔

"جب اتنا سب کر دیا ہے تو پلیٹ میں بھی نکال دیں"۔۔۔دلکشی سے کہتے ہاجرہ مسکرادی۔سامنے جب بن کہے ناز نخرے اٹھانے والا شوہر موجود ہو تو وہ کیوں نا فائدہ اٹھائے۔

ہاجرہ کی بات پر اسماعیل مسکرادیا اور باؤل سے میکرونی نکال کر پلیٹ میں نکالنی شروع کی۔

"بس! ابھی اس سے زیادہ نہیں کھاؤں گی میں"۔ہاجرہ پلیٹ کو آدھی سے زیادہ بھرا دیکھ کر بولی جس پر اسماعیل ہاتھ روک گیا۔

ہاجرہ نے پلیٹ اپنی جانب کھسکائی اور کھانا شروع کیا۔

"آپ بھی کھالیں۔مزے کی بنی ہے"۔ایک نوالہ لینے کے بعد وہ باؤل درمیان سے ہٹاتی پلیٹ اسماعیل کی جانب کھسکا گئی۔پلیٹ اب ان دونوں کے درمیان موجود تھی۔ساتھ ہی میز پر خالی پلیٹ میں دھری چمچ اسماعیل کی جانب بڑھا گئی

www.novelsclubb.com

جسے وہ خاموشی سے تھام گیا۔اب کہ وہ بھی پلیٹ سے ایک چمچ بھر تا منہ میں رکھ چکا تھا۔

"ویسے اسماعیل اگر آپ کو کوئی پریشانی ہے تو آپ مجھ سے شیئر کر سکتے ہیں۔اس طرح اکیلے خود کو اذیت مت دیں"۔۔۔اسماعیل جو نوالہ نگل رہا تھا وہ کہیں حلق میں ہی پھنس گیا تھا جس کے باعث وہ کھانسنے لگا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ ہاجرہ نے یہ بات کیسے محسوس کی وہ پریشان تھا۔کیونکہ وہ بہت سیدھی سادی لڑکی تھی۔ہر چالاکی سے دور۔ایسے میں وہ یہ بات اسماعیل کے چند لمحے قبل والے رویے کے باعث تو نہیں کہہ رہی تھی۔ابھی جب وہ گھر لوٹا تھا نفیسہ نے بھی یہی سوال کیا تھا کہ اگر اس کو کوئی پریشانی ہے تو وہ اپنی ماں کو بتا سکتا ہے۔کیا اس کی پریشانی اس کے چہرے سے عیاں ہونا شروع ہو گئی تھی۔جس کو اس نے اپنی ماں اور بیوی سے چھپایا تھا۔

"یہ لیں پانی پی لیں"۔۔۔ہاجرہ نے پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا جس کو پکڑ کر اس نے ایک سانس میں ختم کر دیا۔ کھانسنے کے باعث اسماعیل کی رنگت سرخ ہو رہی تھی۔اور مسلسل اس کے دماغ میں یہ سوچ گردش کر رہی تھی۔بے اختیار اس کے دل نے خواہش کی کہ کاش بابا آج زندہ ہوتے تو وہ یوں پریشان نا ہوتا۔وہ ان سے کوئی حل مانگ لیتا, کوئی صلاح، مشورہ یا نصیحت۔

"آپ کو میرے کس عمل سے معلوم ہوا کہ میں پریشان ہوں؟"۔۔۔حواس بحال کرتے وہ ہاجرہ کی جانب جانچتی نگاہوں سے دیکھتے مستفسر ہوا۔

"بس ایسے ہی، مجھے لگا آپ اداس ہیں۔شائد آپ کو لے کر مجھے وجدان ملنے شروع ہو گئے ہیں"۔۔۔پلیٹ میں چمچ چلاتی ہاجرہ میز پر نظریں جمائے بولی۔جس پر اسماعیل بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو میری پیاری زوجہ صاحبہ کو اپنے شوہر کے متعلق وجدان ملتے ہیں۔اور کب کب وجدان ملا آپ کو میرے بارے میں"۔۔۔یکدم ہی اسماعیل کی ساری کلفت

اڑن چھو ہوئی تھی۔ہاجرہ کی باتیں اسے ہمیشہ پریشانی سے نکال لیتی تھیں۔وہ اندھیری رات میں اس کے لئے امید کا جگنو تھی۔جو بنا کسی مطلب و غرض کے اس سے محبت کرتی تھی۔دن بادن یہ عورت اس کے دل میں اپنی محبت کی جڑیں گہری کرتی جارہی تھی۔

"میں نے ایسا کہا ہے کہ ہوتا ہے۔ضروری نہیں کہ ہر مرتبہ ہی ہو"۔۔۔ہاجرہ اسماعیل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی جس پر اسماعیل نظریں بھی نہ چرا سکا۔اسماعیل کی آنکھوں میں ابھرتی نمی کو ہاجرہ دیکھ چکی تھی مگر سوال کر کے اسکا بھرم نہیں توڑ سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اسماعیل آپ کا جب دل چاہے تب بتا دیجئے گا۔میں بنا کسی سوال جواب کے آپ کو خاموشی سے سنوں گی۔آپ اپنے دل کا بوجھ میرے سامنے ہلکا کر سکتے ہیں۔میں کوئی غیر نہیں ہوں آپ کی اپنی ہوں"۔۔۔اسماعیل کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے وہ مان بھرے لہجے میں بولی۔وہ بنا کچھ کئے اپنے لفظوں سے ہی اس شخص کے زخموں

پر مرہم رکھ رہی تھی۔ وہ اپنے ہونے کا یقین دلا رہی تھی۔ وہ کیسے نا اس عورت کا شکر گزار ہوتا جو بن کہے اس کی تکلیف سمجھ جاتی تھی۔

"اچھا یہ سب چھوڑیں آپ اپنی دوائیں وقت پر لے رہی ہیں نا"۔اس نے اپنا ہاتھ ہاجرہ کے ہاتھ کے نیچے یونہی رہنے دیا اور سوال کرنے لگا۔ یہ لمس اس کو ڈھارس بندھا رہا تھا۔ بڑے بڑے طوفانوں کے مقابلے کے واسطے۔ وہ مزید ہاجرہ سے اس کی طبیعت کے متعلق پوچھ رہا تھا اور وہ کسی چھوٹے معصوم بچے کی مانند اس کی باتوں کا سر ہلا کر جواب دے رہی تھی۔ان دونوں کی جوڑی کو دیکھ کر دنیا کے باقی لوگ رشک کرتے، وہیں پر حاسدین کی بری نظروں کا محور بھی ان کا گھرانہ تھا۔

www.novelsclubb.com

دروازے پر دستک دینے کے بعد نازنین اجازت ملنے کی منتظر تھی۔اجازت ملتے ہی وہ آفس میں داخل ہوئی جہاں پر میم آئمہ ہمیشہ کی طرح اپنی کرسی پر بیٹھی ہوئیں چند اوراق سامنے بکھیرے ان پہ نظریں دوڑا رہی تھیں۔ سلام دعا کے بعد وہ ان کی

میز کی دوسری جانب رکھی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ تھوڑے عرصے میں ہی اس کی میم آئمہ سے خاصی بے تکلفی ہوگئی تھی جس میں زیادہ ہاتھ ان کا اپنا تھا۔

"کیسے آنا ہوا آج آپ کا بیٹا"۔ انہوں نے نظریں اوراق پر جمائے شستہ لہجے میں سوال کیا۔ وہ جانتی تھیں نازنین کو جب کوئی چیز پریشان کرتی ہے، وہ تب ہی اس طرح خصوصی وقت لے کر آتی ہے۔

"آپ جانتی ہیں نا میرا کورس ختم ہونے والا ہے۔ اس لئے میرا دل پریشان ہے۔ میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا"۔ وہ بول کر خاموش ہوگئی۔ میم آئمہ نے کاغذات سے نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا اور بولنا شروع کیا۔

"قرآن سے آپ کا تعلق کبھی بھی ختم نہیں ہوتا ہے جب تک آپ خود نا کر لیں۔ چاہے ایک چھوٹی سی آیت ہی روزانہ آپ پڑھیں، سنیں یا سمجھیں آپ کا تعلق برقرار رہتا ہے۔ ضروری نہیں کہ سارا قرآن آپ آج ہی سمجھ لیں۔ آپ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہوں یہ کتاب آپ کی راہنمائی کرے گی۔ لیکن تمہاری

پریشانی کی اصل وجہ کچھ اور ہے۔وہ بتاؤ گی تو میں تمہاری مدد کر پاؤں گی"۔وہ زمانہ شناس عورت تھیں۔ایک عمر گزار کر آئیں تھیں۔سامنے والے شخص کو دیکھ کر جان جاتی تھیں کہ وہ کس حال میں ہے۔ان کی بار پر ناز نین مسکرادی جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔

"میری شادی ہو رہی ہے۔اور میرے سسرال کا ماحول قدرے لبرل ہے۔آپ جانتی ہیں آج کل کے لبرل مسلمز! مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ وہاں ایڈجسٹ کیسے کروں گی؟"۔ناز نین کی اس بات پر میم آئمہ مسکرادیں۔

"بس اتنی سی بات ہے یا کچھ اور بھی ہے"۔۔۔وہ چاہتی تھیں کہ مکمل تفصیل انہیں معلوم ہو۔تاکہ ناز نین کو وہ مطمئن کر سکیں۔آخر کو وہ ان کی لاڈلی شاگرد تھی۔

"اماں کہتی ہیں کہ جیسے وہ کہیں میں ویسے کروں۔یعنی سسرال کے رنگ میں رنگ جاؤں۔مطلب کہ میں ایک آزاد انسان ہوں۔مجھے اللہ نے غلام بنا کر نہیں

بھیجا۔اور شادی تو باہمی رضامندی سے چلتی ہے نا۔نا کہ ایک پر سارا بوجھ لاد دو اور دوسرا ہر ذمہ داری سے بری ہو جائے"۔آنکھوں میں الجھن لئے وہ سوال کر رہی تھی جس پر آئمہ مسکراتی رہیں۔باقی کے سوالات کی نوعیت انہیں خود بخود سمجھ آ چکی تھی۔

"دیکھو اس دنیا کو جہاں قید خانے سے مشابہت دی گئی ہے وہاں یہ بھی تسلی دی گئی ہے کہ ہر تنگی کے ساتھ آسانی بھی ہے۔اور جب کوئی تنگی آتی ہے تو یہ آپ پر ہے کہ اس کو آزمائش سمجھیں یا سزا!اگر آزمائش سمجھیں گیں تو انعام کے حقدار ہوں گے۔چاہے وہ انعام آخرت میں ہی کیوں نا ملے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا بھی حق نہیں رکھتے۔اگر سزا سمجھیں گے تو پھر وہ بھی آپ سے ناراض ہو جائے گا۔وہ صرف آپ کے ایک بڑھتے قدم کو دیکھتا ہے۔باقی کے دس قدم وہ خود آپ کی جانب آتا ہے"۔۔۔چند لمحے کو توقف کیا اور پھر سے بولنا شروع کیا۔نازنین متذبذب سی ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔جیسے ان کی بات پلے نا پڑی ہو۔

www.novelsclubb.com

"اب دیکھو تمہیں اسکول لائف سے لے کر یونیورسٹی تک مشکلات دیکھنی ہی پڑی ہوں گی"۔۔۔انہوں نے رک کر تائید چاہی جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"کبھی ٹیسٹ اچھا نہیں ہوا کبھی مارکس اچھے نہیں آئے۔تو کبھی کسی دوست نے دھوکہ دے دیا۔چاہے وہ دوست تمہاری ہم جماعت ہو یا رشتہ داروں میں ہو"۔۔۔دوستوں کے نام پر اس کے ذہن میں عمائمہ اور ہانیہ گھوم گئیں۔

"ان ساری مشکلات کو تم نے جھیلا۔جہاں پر حق کی بات ہوئی ہو گی مجھے یقین ہے کہ تم نے اپنا حق لیا ہو گا۔اور جہاں صبر کرنا پڑا ہو گا وہاں صبر کیا ہو گا۔لیکن جتنا میں تمہیں جانتی ہوں تم نے خود پر جبر کبھی نہیں کیا ہو گا"۔۔۔اپنے اندازے کی درستگی کو انہوں نے نازنین کی جانب دیکھا جس پر وہ سر ہلا گئی۔

"اسی طرح تمہارے سسرال والے بھی اسی سیارے کے باسی ہیں۔کسی دوسرے سیارے کی مخلوق نہیں ہیں۔ان میں ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کرنا لیکن خود کو ان کے غلط نظریات میں نا ڈھال لینا۔جو بات درست لگے مان لینا، جو غلط لگے اس

کی تردید کر دینا۔یہی ایک مومن کی ڈیوٹی ہے اس دنیا میں جو اس کے پیدا کرنے والے نے لگائی ہے۔ تم اپنا رنگ برقرار رکھو، کیونکہ رنگ بدلنا انسانوں کی صفت نہیں ہے۔ جہاں پر صبر کرنا پڑے وہاں صبر کرنا۔ مگر اپنی عزت نفس پر سمجھوتا مت کرنا۔ خود پر جبر مت کرنا"۔۔۔ میم آئمہ کے آخری جملے پر نازنین نے سر اٹھا کر دیکھا۔ زاہرہ کے الفاظ اس کے دماغ میں گھومے۔ یہ دونوں عورتیں اس سے مخلص تھیں۔ جنہیں دنیا کے ساتھ ساتھ اس کی آخرت کی بھی فکر تھی۔

"ہماری مائیں ہمیں سسرال والوں کا دل جیتنے کو کہتی ہیں۔ امور خانہ داری سیکھنے کو کہتی ہیں۔ لیکن کبھی قرآن سمجھنے کو نہیں کہتیں۔ آخرت کی زندگی کے لیے بس انہوں نے پانچ وقت کی نماز، رمضان کے روزے اور قرآن پاک کو سال میں دس دفع مکمل پڑھنے کو کافی سمجھ لیا ہے۔ قصور ان کا نہیں ہے، قصور ان کی تربیت کا ہے۔ کیونکہ ان کی تربیت بھی اسی طرز پر کی جاتی ہے۔ ان کے ذہنوں کے پنہاں خانوں میں بھی یہ خیالات نہیں ہوتے۔ دس فیصد عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو ان

www.novelsclubb.com

چیزوں پر غور و فکر کرتی ہیں۔ وگرنہ باقی تو تربیت ہی ذہنی غلاموں کی کرتی ہیں۔ اور جو لڑکیاں تمہارے اور میرے جیسی انحراف کرتی ہیں ان کو باغی قرار دے دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر دنیا سے باغی ہو کر آپ اللہ کے احکامات مان رہے ہو تو ایک مرتبہ مکہ میں ہوئے مسلمانوں پر مظالم یاد کر لینا۔ طائف کی زمین پر رسول اللہ کے بہے خون مبارک کو یاد کر لینا۔ اس سے بڑھ کر کربلا کو یاد کر لینا۔ چونکہ کربلا میں دونوں اطراف مسلمان ہی تھے۔ مگر ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے تھے۔ فلسطین میں معوجود مسلمانوں پر ہو رہے مظالم کو دیکھ لینا۔ ہمارے مصائب تو بہت کم رہ گئے ہیں۔ اور میری دعا ہے کہ تم ہمیشہ خوش رہو۔ اگر کوئی پریشانی تم پر آئے بھی تو اس میں تم ثابت قدم رہو"۔ نازنین کا چہرہ بتا رہا تھا کہ میم آئمہ کی باتوں سے وہ مطمئن ہو چکی ہے۔

" جزاک اللہ! استاد بھی ماں ہوتی ہے آج مجھے معلوم ہوا ہے۔ آپ کے الفاظ مجھے ہیل کر دیتے ہیں میم۔ تھینک یو سو مچ! اب مجھے سمجھ آگیا ہے کہ مجھے کیا کرنا

www.novelsclubb.com

ہے "۔ نازنین کی آواز میں جو تشکر کی آمیزش تھی اس پر میم آئمہ دل سے اپنے رب کی شکر گزار ہوئی تھیں۔ کہ ان کے الفاظ کسی کو ہیل کرنے کا سبب بنے۔

"اب مجھے اجازت دیں میں چلتی ہوں "۔۔۔ نشست سے کھڑے ہوتے اجازت طلب کی جس پر میم آئمہ نے سر کے خم سے اجازت دی۔ نازنین دمکتے چہرے کے ساتھ آفس سے باہر نکل گئی جبکہ میم آئمہ دوبارہ سے ورق گردانی میں مصروف ہو گئیں۔ ایک شخص ہیل کر رہا تھا تو دوسرا ہیل ہو رہا تھا۔ یہ بھی ایک ایمان کا درجہ تھا۔ اپنے الفاظ سے کسی کے دل پر مرہم رکھنا بھی ایک نیکی کا کام ہے۔ جو میم آئمہ بنا کسی غرض کرتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

زبیر شیرازی ہسپتال پہنچ چکا تھا۔ یہ شہر کا ایک مشہور و معروف نجی ہسپتال تھا، جہاں علاج کی سہولیات محض شہر کے اپر کلاس لوگوں تک محدود تھیں۔ ہسپتالوں کا خاصہ دوائیوں کی مخصوص بوناک میں گھس رہی تھی جس سے زبیر شیرازی کو

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

الگ چڑھ تھی۔ مگر یہاں اس کا بھتیجا تھا۔ جس کے لئے وہ اپنی بہت سے بے زاریوں کو رد کر دیا کرتا تھا۔ کمرہ نمبر معلوم کرتے ہی وہ تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ حبیب کے کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔

سامنے ہی حبیب بستر پر آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔ پیلے رنگ کا محلول قطرہ قطرہ اس کے ہاتھ پہ لگی ڈرپ کے ذریعے اس کے جسم میں منتقل ہو رہا تھا۔ جس ہاتھ پر گولی لگی تھی وہاں سفید پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اپنے بھتیجے کو اس حال میں دیکھ کر زبیر شیرازی دنگ رہ گیا۔ وہ کیا خبر سننا چاہتا تھا اور یہاں کیا خبر اس کو ملی تھی۔ حبیب کے بستر کے قریب رک کر اس کے چہرے کو دیکھا جو زردی مائل ہو رہا تھا۔

"حبیب؟"۔۔ سوالیہ انداز میں اس کا نام پکارا جیسے جاننا چاہ رہا ہو کہ وہ سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

"آپ آ گئے انکل! مگر دیر کر دی بہت"۔۔۔بند آنکھیں اب کہ کھل چکی تھیں جن میں دیر سے آنے کا شکوہ تھا۔

"مجھے جیسے ہی اطلاع ملی میں فوراً سے آ گیا میرے بیٹے۔میں بھلا کیسے نا آتا۔تم جانتے ہو تم مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہو"۔۔۔زبیر جھک کر اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولا۔

"میں نے تو تمہیں ہانیہ کو لینے کے لئے بھیجا تھا نا؟ تمہارا یہ حال کیسے ہو گیا؟"۔۔۔لہجے میں فکر سموئے وہ اس کی جانب دیکھتا پیار سے پوچھ رہا تھا۔جس پر حبیب نے سارا واقعہ لفظ بالفظ اس کو سنا دیا۔اور یہاں زبیر کے چہرے پر پریشانی کے واضح آثار دیکھے جا سکتے تھے۔ایک ہی دن میں اس کی بیٹی اور بھتیجا دونوں ایک ہی شخص کی شکائیت کر رہے تھے۔تشویش تو یقینی تھی۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ رحمان علی خان ہی تھا"۔۔۔ایک مرتبہ پھر یقین دہانی کرنی چاہی۔جس پر حبیب نے پلکیں جھپکائیں۔

"جی بالکل! وہ رحمان ہی تھا،اس لڑکی کا شوہر۔وہ آدمی بہت خطرناک ہے۔وہ ایک عفریت کی مانند ہے۔اس کے سامنے اچھے اچھے کانپ جاتے ہیں۔میں بھی ڈر گیا تھا کہ شائد میرا آخری وقت آن پہنچا ہے۔لیکن پھر اس نے کہا کہ وہ قاتل نہیں ہے۔وگرنہ مجھے اگلی سانس نا لینے دیتا"۔۔۔حبیب کے لہجے میں ابھی تک ڈر ہلکورے لے رہا تھا۔انسانی نفسیات ہے کہ وہ اپنے سے طاقتور شخص کو سامنے موجود پا کر خوفزدہ ہو جاتا ہے۔اپنے سے کمزور شخص کو خوفزدہ کرنا اس کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔اور اسی سلسلے میں سونے پہ سہاگہ ابلیس کی پھونکیں اس کام کو مزید ہوا دیتی ہیں۔

www.novelsclubb.com

"اچھا تم فکر مت کرو۔میں اس کو دیکھ لوں گا۔ابھی آرام کرو میں تمہارے ڈسچارج پیپرز بنوا لوں"۔۔۔زبیر اتنا کہتا کمرے سے باہر نکل گیا پیچھے حبیب آنکھیں موند گیا۔ہاتھ کا درد پین کلر کے باعث فی الوقت غائب تھا۔

دوسری جانب زبیر شیرازی فون کان سے لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔ غور کرو تو وہ جو نام لے رہا تھا وہ اسامہ علی خان کا تھا۔

"تم نے مجھ سے ایک فیور مانگی تھی، اور اس کا بدلہ مجھے اب کہ چاہیئے وہ بھی سود سمیت"۔۔۔لہجے میں بلا کا شاہانہ پن تھا۔ جیسے وہ کسی جگہ کا بادشاہ ہو اور باقی سب اس کے غلام۔

"آپ کی فیور بھی میں لوٹاؤں گا مگر یہ سودی کاروبار میں نہیں کرتا۔ جتنی آپ نے میری مدد کی اتنی میں آپ کی مدد کروں گا"۔ مقابل بھی اسامہ تھا اپنے نام کا ایک۔ جو اپنے بھائی کو ناکو چنے چبوا سکتا تھا۔ اس سے اتنی بے باک اور بے تکی فرمائش کر سکتا تھا اس کے لئے زبیر شیرازی تو ایک چھوٹا سا کیڑا تھا۔ اتنا کہہ کر اس نے ٹھک سے کال منقطع کی۔ جبکہ زبیر شیرازی تلملا کر رہ گیا۔ اب کہ بات آمنے سامنے بیٹھ کر کرنی ضروری ہو گئی تھی۔

وہیں پر دوسری جانب اسامہ اپنی کانٹیکٹ لسٹ کھولے بیٹھا تھا جس میں وہ لارا کا نمبر ڈائل کرتا فون کان سے لگا گیا۔چند لمحوں بعد دوسری جانب سے کال اٹھالی گئی۔

"کیسی ہیں محترمہ آپ"۔شستہ لہجے میں خیریت طلب کی۔

"کیسی ہو سکتی ہوں میں۔ تمہارے بھائی نے کہیں کا نہیں چھوڑا مجھے۔میں اور یہ بچہ کہاں جائیں، مجھے سمجھ میں نہیں آتا"۔لارا نے چھوٹتے ہی شکوہ کیا۔ساحر کے ساتھ رہ کر اس کو کافی اردو آگئی تھی مگر انگریزی لب و لہجے کی جھلک پھر بھی اس کی آواز میں شامل ہو جاتی تھی۔اسامہ سب سے زیادہ محظوظ تب ہوتا تھا جب وہ اردو میں بات کرتی تھی۔

"یا تو بھائی کی بات مان لو یا پھر میری! بھائی کی بات مانو گی تو خسارے کی رہو گی اور اگر میری بات مانو گی تو فائدے میں۔آگے تمہاری مرضی"۔۔۔اسامہ پر سکون

لہجے میں بولا۔اپنے سامنے کھانے کی خالی پلیٹ کو دیکھا اور ویٹر کو اشارہ کیا کہ وہ اسے لے جائے۔

"بلیک کافی پلیز!"۔۔۔ویٹر سے کہتا وہ پھر سے لارا کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔

"ساحر کی بات مان نہیں سکتی۔تمہاری بات مان لی تو ساحر مجھے جان سے مار دے گا"۔۔۔لارا کے لہجے میں خوف کی جھلک واضح تھی جس پر اسامہ نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا۔وہ اسامہ کے سامنے یہ بات کہہ رہی تھی جو ہو بہو ساحر کا عکس تھا۔اپنے اعمال کے مطابق۔

"بھائی سے تمہاری حفاظت کی ضمانت میری ہے۔بھائی تمہیں کبھی بھی جان سے نہیں ماریں گے"۔۔۔اسامہ یقین دہانی کروا رہا تھا۔نجانے کیوں لارا کو بھی اس کی باتوں پر یقین آ رہا تھا۔اور اسی یقین کے تحت اس نے اسامہ کی بات ماننے کا فیصلہ کیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں پاکستان آنے کو تیار ہوں"۔اپنا حتمی فیصلہ سنا کر وہ اس کے بولنے کی منتظر تھی۔

"اوکے۔پھر میں تمہاری ٹکٹس کروادوں گا۔اور میرے آرڈرز کو فالو کرنا ورنہ انجام سے تم واقف نہیں ہو"۔اتنا کہتے اس نے کال منقطع کر دی۔بلیک کافی ویٹر میز پر رکھ کر جا چکا تھا۔سیاہ مائع میں سے سفید رنگ کا دھواں اوپر کو اٹھ رہا تھا۔

"سفید چاہے جتنا مرضی خالص ہو۔سیاہ پر حاوی نہیں ہو سکتا۔اور میری سیاہی ہی میری بقا کی ضمانت ہے"۔کافی کا کپ اٹھاتے لبوں سے لگائے اس نے سوچا۔کڑوا مائع جیسا پانی منہ کے رستے حلق سے معدے میں اتر گیا۔مگر مجال ہے اس کڑوے مائع کو پینے والے کے ماتھے پر ایک شکن بھی آئی ہو۔

ہانیہ گم صُم سی بستر پر بیٹھی ہوئی تھی۔رحمان کمرے میں لوٹا تو اس کو یوں بیٹھے دیکھ کر مسکرا دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا ہوا ہانی؟ ایسے کیوں بیٹھی ہو"۔۔۔اس کے برابر میں بیٹھتے سوال کیا۔ جس پر ہانیہ نے نم آنکھوں سے رحمان کی جانب دیکھا۔

"آج سے سات سال قبل بھی یہ کمرہ ایسا ہی تھا جیسا اب ہے"۔

"ہاں کیونکہ جب تم سے الگ ہوا تھا تو وقت کی گھڑی رک گئی تھی۔ بہار کو ایک ابدی خزاں نے گھیر لیا تھا"۔۔۔رحمان ہانیہ کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"مجھ سے اتنی کمپلیکس اردو میں بات مت کیا کرو! سمجھ میں نہیں آتی"۔ہانیہ بے چارگی سے بولی جس پر رحمان مسکرا دیا۔

"جانتا ہوں اردو تمہیں کیسے آئے گی۔ میرے ساتھ رہو گی تو سیکھ جاؤ گی"۔ پلکیں جھپکاتا رحمان تسلی دینے والے انداز میں بولا۔

"تم جاننا نہیں چاہو گے میرے ان گزرے سات سال کا احوال۔ میرے اعمال اور کام"۔۔۔ نجانے کیا سوجھی جو وہ یہ پوچھ بیٹھی۔ دل میں ایک بے نام سی چبھن تھی جس سے خود کو آزاد کروانا چاہتی تھی وہ۔

"نہیں! میں جانتا ہوں تم جہاں بھی رہی ہو گی مجھ سے وفادار رہی ہو گی۔ میں جانتا ہوں اس دنیا میں رحمان علی خان سے اگر کوئی سب سے زیادہ وفادار ہے تو وہ ہانیہ عبید ہے۔ اس لیے یہ تو کبھی سوچنا بھی مت کہ میں دوسرے مردوں کی طرح ماضی کو کریدوں گا یا تمہیں طعنے دوں گا"۔۔۔ ہانیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے وہ نرمی سے بول رہا تھا۔ اس کا ایک ایک لفظ مرہم کا کام کر رہا تھا۔ وہ لفظوں سے سحر پھونکنا جانتا تھا اور ہانیہ عبید اس ساحر کے الفاظ کے جادو میں قید ہو رہی تھی۔

"جانتی ہو اس کمرے میں اپنے روبرو حقیقت و خواب دونوں میں صرف تمہیں دیکھا ہے میں نے۔ میرے پاس سو دل بھی ہوتے تو میں ہر مرتبہ تم سے ہی محبت کرتا۔ اپنے قدم تمہاری جانب بڑھاتا۔ اپنی آنکھوں میں صرف تمہارا عکس

بستا تا"۔ سات سالوں کے احساسات تھے جو سات لمحوں میں کہنے کو کافی نا تھے۔ رحمان اپنے دل کی حالت اس کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا، مگر سمجھ نہیں آتا تھا کہ کہاں سے شروع کرے۔ رحمان کی باتوں پر ہانیہ کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تھے۔ وہ کس نعمت سے اتنا عرصہ دور رہی تھی اس سب کا احساس اسے اب ہوا تھا۔

"مجھے معاف کر دینا رحمان! میں نے سب سے زیادہ تمہاری حق تلفی کی ہے۔ تمہاری محبت کا مذاق اڑایا ہے"۔ آنسوؤں کا پھندہ تھا جس نے ہانیہ کی آواز کو کپکپانے پر مجبور کر دیا تھا۔ ڈھارس بندھانے کو وہ سر رحمان کے کندھے پر ٹکا گئی تھی۔ رحمان نے بھی اسے اپنی مہربان آغوش میں فوری سے سمیٹ لیا تھا۔

"تم معافی مت مانگو۔ میری سو زندگیاں ہوتی تو میں سو مرتبہ تم سے حق تلفیاں کروانے کو تیار رہتا۔ تمہاری معاملے میں یہ دل بہت وسیع ہے۔ تم سے ناراض

www.novelsclubb.com

ہونے کا تو میں سوچ بھی نہیں سکتا۔وہ اس وقت غصہ تھا وگرنہ محبت تب بھی اول روز کی مانند تھی"۔

یہ محبت کرنے والوں کا فلسفہ ہے کہ وہ شکوہ نہیں کرتے۔ محبوب سے ملے ہوئے زخم اس کے قرب میں خود بخود بھر جاتے ہیں۔ کسی معافی تلافی کی ضرورت نہیں رہتی۔

"رحمان! آنٹی مانیں یا نہیں"۔۔۔چند لمحے مزید خاموشی کی نذر ہوئے تو ہانیہ کی آواز نے سکوت توڑا۔رحمان جو آنکھیں موندیں بیٹھا تھا اس کی بات پر آنکھیں کھول گیا۔

"اوہ! سب سے اہم بات تو میں بھول ہی گیا۔امی نے کہا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر اپنا انتظام کر و کہیں اور! تمہیں وہ نہیں رکھنا چاہتی ہیں گھر"۔۔۔ہانیہ جو اس کے کندھے پر سر ٹکائے بیٹھی تھی ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"تو ٹھیک ہے مجھے واپس میرے گھر چھوڑ آؤ۔ ویسے بھی میں کسی پر بھی بوجھ نہیں بننا چاہتی"۔ پل میں اس کی سپید رنگت میں سرخیاں گھلیں تھیں۔ وہ ہمیشہ سے ہی جلد باز رہی تھی۔ فوری رد عمل دینے والی۔ اس کی یہ عادت رحمان کو پسند بھی تھی اور ناپسند بھی۔ وجہ موقع و محل کا حساب تھا۔

"میں تمیں تمہارے گھر نہیں چھوڑوں گا۔ اب تمہیں یہیں پر رہ کر میرے گھر والوں کا دل جیتنا ہو گا"۔ رحمان ہنوز سنجیدہ تاثرات لئے بولا۔ جس پر ہانیہ نے ابرو اچکا کر تیکھے چتونوں سنگ اس کو گھورا۔

"یہ سستے ایف بی ہیروز والے ڈائیلاگ میرے سامنے مت جھاڑو۔ نا ہی میں کوئی سولہ سال کی ان پڑھ گاؤں کی گنوار لڑکی ہوں جو تمہارے رعب میں آ جائے گی"۔ ہانیہ کا فشار خون بڑھ چکا تھا اور ایک مرتبہ پھر سے اس کا لیڈی باس والا روپ سامنے آ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو میں تو ڈر گیا۔ اتنی دھمکیاں مت دو"۔ رحمان اس کو صاف چڑانے والے انداز میں بولا۔ جس پر ہانیہ نے پاس پڑا کشن اٹھایا اور اس کو مارنا شروع کر دیا۔

"ارے یہ کیا کر رہی ہو لڑکی۔ شوہر کو مارنے والی عورتوں کی بخشش نہیں ہوتی"۔ رحمان اٹھ کھڑے ہوتے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے بولا۔

"تم جیسے شوہروں کو مار سے ہی سیدھا کیا جاتا ہے۔ تاکہ بعد میں ان کو اپنے ساتھ جنت لے جایا جا سکے"۔ ہانیہ ہانپتے ہوئے بولی۔

رحمان نے اس کے ہاتھ سے کشن لے کر بیڈ پر اچھالا اور دونوں بازؤں سے پکڑ کر قابو کیا۔

www.novelsclubb.com

"ان سات سالوں میں ایک اور کوالٹی کا اضافہ ہو گیا ہے تم میں"۔ اس کے کان کی جانب جھک کر رحمان بولا جس پر ہانیہ نے استفہامیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔

"لڑاکا طیارہ بن گئی ہو پوری کی پوری"۔اس کے ہاتھ چھوڑتا رحمان ہنستے ہوئے بولا جس پر ہانیہ نے کوئی رد عمل نا دیا۔

"میں تو سات سال بعد بنی ہوں تم پیدائش کے ساتویں دن سے ہی لڑاکا طیارہ ہو"۔اور یہ تھا جوابی وار۔ہانیہ عبید وہاں سے طنز ڈھونڈ کر لاتی تھی جہاں پر رحمان کی سوچ کا زاویہ ختم ہوتا تھا۔

"اچھا میری جیٹ فائٹر میں مذاق کر رہا تھا۔امی کو میں نے راضی کر لیا ہے۔فکر مت کرو وہ کچھ نہیں کہیں گی"۔ہانیہ جو کہ منہ پھلائے صوفے پر بیٹھ ہوئی تھی اس بات پر ششدر سی رحمان کو تکنے لگی۔

"کیا سچ میں ؟"۔اس کی آواز میں حیرت کے ساتھ ساتھ جوش بھی شامل تھا۔

"ویسے تم کتنی لاپرواہ ماں ہو !اپنی بیٹی کا خیال ایک بار بھی نہیں آیا"۔رحمان اس کے روشن چہرے کی جانب دیکھ کر شرارتی لہجے میں بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میری بیٹی مجھے بھولی ہی نہیں کبھی! اس کا خیال ہر وقت میرے ساتھ رہتا ہے"۔ہانیہ کے لہجے میں ایک یاس شامل تھی۔

"چلو پھر آج اس کو سرپرائز دیتے ہیں۔ ہم دونوں اس کو اسکول سے لینے کے لئے جاتے ہیں۔ تمہیں دیکھ کر وہ بہت خوش ہو گی"۔ہانیہ کے لہجے کی اداسی بھانپتے ہوئے رحمان بولا جس پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔رحمان اب اس کو وارڈروب دکھا رہا تھا جہاں اس کے کپڑے رکھے تھے۔ہانیہ ان میں سے ایک جوڑا نکالتی تیار ہونے کے لئے ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔

لیپ ٹاپ کی اسکرین پر نظریں گاڑھے وہ روزمرہ کی ای میلز پڑھ رہا تھا۔ذہن تھکا ہونے کے باعث دھیان لگانا مشکل ہو رہا تھا۔ مسلسل ایک زاویے پر بیٹھنے کے باعث گردن میں اٹھتا درد اب کہ ناقابل برداشت تھا۔ تبھی ٹھک سے لیپ ٹاپ کہ اسکرین گرائی اور کرسی کی پشت پر سر ٹکا گیا۔آنکھیں بند کرتے ہی جو چہرہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سامنے آیا تھا وہ ہانیہ کا تھا۔ جس نے اس کے چہرے پر کرب آمیز تبسم کی چادر اوڑھا دی تھی۔

محبت بھی عجیب شے ہے، سب سے زیادہ انسان کو خوار کرتی ہے اور یہ خواری انسان خوشی خوشی قبول کرتا ہے۔ شہریار بھی ایک ایسا ہی محبت میں خوار ہونے والا انسان تھا۔ لاحاصل کی چاہ میں تگ ودو کرنے والا۔ دل کے معاملات دل ہی جانتا ہے۔ یہ دل جس چیز پر ایک مرتبہ آجاتا ہے تو پھر ایک ضدی بچے کی مانند بن جاتا ہے۔ اور وہ ضدی بچہ یا تو کھلونا ملنے پر خوش ہو جاتا ہے یا پھر ایک زخم خوردہ انسان کی مانند ساری عمر گزار دیتا ہے۔

www.novelsclubb.com

شہریار ٹائی کی ناٹ درست کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔ سیکرٹری جو آج کی میٹنگ کا شیڈول دینے کے لئے آیا تھا اس کو یونہی واپس بھیج دیا۔ آج کے دن وہ کوئی میٹنگ نہیں رکھے گا۔ آج آخری بار وہ ہانیہ عبید کا سوگ منائے گا، اس کے بعد اپنے دل میں پنہاں اس کی محبت پر فاتحہ پڑھ دے گا۔ اب کہ وہ پارکنگ ایریا میں سے اپنے گاڑی

باہر نکال کر سڑک پر ڈال چکا تھا۔ تبھی ایک آدمی تیزی سے سڑک سے گزرتا اس کی گاڑی سے ٹکرایا۔ ایک جھٹکے سے اس نے اپنی گاڑی روکی وگرنہ وہ آدمی اس کی گاڑی کے نیچے کچلا جاتا۔ وہ ہڑبڑاتے ہوئے باہر نکلا اور اس آدمی کی جانب لپکا۔ دوپہر کا وقت ہونے کے باعث ارد گرد موجود اکادکا لوگ اس آدمی کے قریب آئے اور اس کو سیدھا کیا۔ ایک آدمی نے اس آدمی کا چہرہ تھپتپایا۔ اتنی دیر میں شہریار بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ اس آدمی کی ایک جھلک دیکھنے پر تو اس کو یقین نا آیا کہ جو شخص سامنے موجود ہے وہ کوئی حقیقت ہے یا فریب!

"ذرا سائیڈ پر ہٹیں۔ مجھے ان کو دیکھنے دیں"۔۔۔ ان آدمیوں کو پرے کرتا ہوا وہ بولا۔ اب کہ منظر صاف تھا اور سامنے اس کا باپ ہی تھا۔ ہاں تصویروں کے مقابلے میں یہ چہرہ گردشِ ایام کی زد میں آیا ہوا لگتا تھا۔

"عجیب آدمی ہے۔ ایک تو ٹکر ماری اوپر سے آئے بڑے سائیڈ پر ہٹیں۔ امیروں کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے، جو من میں آئے کریں"۔ وہ آدمی رستہ دیتا ہوا بڑبڑایا۔

www.novelsclubb.com

"اتنی تقریر کی بجائے ہاتھ استعمال کر لیتے نا تو آج امیروں کی صف میں شمار ہوتا آپ لوگوں کا۔ خیر یہ میرے بابا ہیں۔ آپ لوگوں کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں ان کا خیال رکھ سکتا ہوں"۔۔۔ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے اپنے باپ کا چہرہ گود میں دھرا۔ دونوں ہاتھ پیالے کی صورت میں چہرے کے ارد گرد جمائے۔ ماتھے سے ایک جانب کو خون کی پتلی لکیر بہہ رہی تھی۔ سر پر چوٹ لگنے کے باعث فی الوقت وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔ شہریار کی آنکھوں میں نمی تھی۔ ہاتھوں میں کپکپی طاری تھی۔

"بابا"۔ وہ بس اتنا بولا تھا۔ ارد گرد موجود لوگ اب جا چکے تھے۔ وہ اور اس کا باپ اکیلے یہاں موجود تھے۔ اتنی دیر میں اس کی کمپنی کا گارڈ بھی یہاں پہنچ چکا تھا۔

"سر جی؟ کیا ہوا سب خیریت ہے"۔ اپنے باس کو یوں سڑک کے بیچ و بیچ گاڑی روکے دیکھ وہ حیران ہوا تھا۔ اور تو اور زمین پر دو زانوں بیٹھے ایک اجنبی آدمی کا چہرہ گود میں دھرے عقیدت سے تکتے دیکھ کر بھی حیرانی ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا تم جاؤ! یہ میری گاڑی سے ٹکرا گئے تھے۔ میں ان کو ہسپتال لے جاتا ہوں"۔ گارڈ کو جانے کا کہہ کر وہ دوبارہ سے اپنے باپ کی جانب متوجہ ہوا جس کی آنکھوں میں جنبش ہوئی تھی۔

اور ایک کراہ کے ساتھ وہ آدمی اپنی پوری آنکھیں کھول گیا تھا۔

"باقی کا آرام میرے گھر پر کر لیجیئے گا۔ ابھی اٹھ جائیں"۔ شہریاران کا بازو اپنے بازو میں ڈالتے سہارا دیتے ہوئے بولا۔ جس پر وہ بنا کسی سوال وجواب کے اس کے ساتھ چل پڑے۔ گارڈ بھی واپس جا چکا تھا۔ فرنٹ ڈور کھولتے شہریاران کو بیٹھا کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی اس کی گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ ساتھ بیٹھا اس کا باپ بس خاموشی سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ شہریار کے چہرے کے تاثرات سنجیدہ تھے جن سے اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ اس وقت کیا سوچ رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

درد کے باعث آنکھیں کھولنا محال ہو رہا تھا۔اس کا پورا وجود بخار کی زد میں تھا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ وہ ایک سخت جان مرد ہے۔اس پر یہ ناز برداریاں نہیں جچتیں۔ جبھی وہ خود پر سے کمبل ہٹاتا اٹھ بیٹھا۔ابھی وہ بستر سے پیر نیچے دھرتا کہ ثمرین کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"اچھا ہوا تم اٹھ گئے ہو"۔ وہ ہاتھ میں پکڑی ٹرے اس کے سامنے بستر پر رکھتی ہوئی بولیں۔

"یہ سوپ میں نے خاص طور پر تمہارے لئے بنوایا ہے۔ جلدی سے پی لو پھر آرام کر لینا"۔ فکر مند لہجے میں کہتیں وہ اس کے سامنے ہی بیٹھ گئیں۔وہ جانتی تھیں کہ جب ان کا لاڈلا سپوت بیمار ہوتا ہے تو ایک نخریلا ضدی بچہ بن جاتا ہے۔

"اچھا تمہاری خالہ سے میں نے رخصتی کی بات کی تھی۔انہوں نے کہا ہے کہ ان کی تیاریاں سب مکمل ہیں۔ جب چاہیں رخصتی لے لیں"۔ ثمرین پرجوش سی ساحر کو سب بتا رہی تھیں اور وہ بس غائب دماغی سے ان کی بات سن رہا تھا۔ایک طرف وہ

کتنا خوش تھا اپنی شادی کو لے کر! اس نے تو کبھی وہم بھی نا کیا تھا کہ اس کا چھوٹا بھائی اس کے ساتھ یہ سب کرے گا۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ اس شادی کو روک دیں مگر نجانے زبان نے اس کا ساتھ نا دیا۔ شائد نازنین کی جانب سے وہ کچھ زیادہ ہی فکر مند ہو رہا تھا۔

"تمہیں خوشی نہیں ہوئی یہ سب سن کر؟"۔ اس کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر ثمرین بے اختیار پوچھ بیٹھیں۔

"نہیں میں خوش ہوں مما! بس کام کا پریشر ہے تھوڑا"۔ ماں کو تسلی دینے کی خاطر وہ ایک مرتبہ پھر سے سوپ پینے لگا۔

"تم بہت تھکے تھکے لگ رہے ہو۔ کام سے لیو لے لو۔ پھر آگے شادی کی بھی تیاریاں ہیں۔ آج کل میں تمہارے بابا بھی آجائیں گے۔ وہ دیکھ لیں گے کام۔ میری جان خود کو یوں ہلکان مت کرو تم"۔ ثمرین جاتی جاتی ہدایات دے گئیں۔ اور یہ تو ساحر جانتا تھا کہ اب اس کی ماں کا یہ فیصلہ بدلنا نہیں تھا۔ سوپ کو سائیڈ ٹیبل رکھتا وہ بیڈ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔ چند لمحے کے لئے وہ آنکھیں بند کئے اپنے بچپن میں گم ہو گیا۔ کون اسامہ، کون نازنین، کون لارا اور کیسی شادی؟ سب کچھ ذہن کی سلیٹ سے محو ہو گیا تھا۔ مگر بے خبری کے یہ لمحات طویل نا تھے۔ موبائل فون کی آواز کسی چنگھاڑ کی مانند ابھری تھی۔ جس پر وہ آنکھیں کھول گیا اور اسکرین پر ابھرنے والا نام دیکھا۔ نام دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔ اس نے فوری لپک کر فون اٹھایا اور کان سے لگایا۔ ابھی وہ کچھ بولتا اس سے پہلے سامنے والے کے کہے گئے الفاظ نے اس پر سکتہ طاری کر دیا تھا۔ اس کے گرد آگ کا دائرہ تنگ ہو رہا تھا۔ جس کی تپش اس کو خود پر محسوس ہو رہی تھی۔ اتنی جلدی اس کے جرائم کا احتساب شروع ہو جائے گا اس نے سوچا بھی نا تھا۔

www.novelsclubb.com